Done

100

گل بکاولی

مصنفہ عزت اللہ بنگالی

مترجمہ نہال چند لاہوری تمم شاہجہاں پوری

۱۲۶۸ھ

مطبوعہ مطبع ~~مسیحائی~~ مصطفائی، کانپور

82

U3

6

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ

گل بکاولی

مطبع مصطفائی مصطفیٰ طبع شد
دہلی مصطفا محمد خان ۱۲۶۸ ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی کر سخن میرے کو وہ گل	کہ جس پہ مرغ دل ہو سب کا بلبل	حمد و ثنا کا گلستان ہمیشہ بہا

باغبان حقیقی کو سزاوار ہی کہ اوسکے باغ لطف سے اس طرفہ بوستان جہان نے آب رنگ تازہ اور لطافت بے اندازہ پائی پہولون کی بہارین اور زیبا و خوش رنگ نقش و نگار مین اوسی کے نور کی تجلی سمائی خامۂ خشک مغز کا کیا مقدور اور کتنی طاقت کہ اوسکی حمد و ثنا تحریر کر سکے اور جو حق لکہنے کا ہی لکہہ سکے

نظم

ہر اک پتے گلکی ہو عیان کیا	وہی علت ہی بلبل کے فغان کی	جو منہ ہی بند غنچہ کا چمن مین
اوسی کا نام لیتا ہی ہر بن مین	اوسیکے حکم نے شیرازہ بندی	کتاب عارض محبوب مین کی
جو عکس روی لیلی گل مین آیا	تو مجنون صفت بلبل بنایا	جو ابر رحمت غفار برسے
گناہونکو ہمارے مینہ ہو	طراوت پائے اپنی کشت امید	ہری ہو جاوی اپنی کشت امید
اگر دل قہر آجاوی اوسکا	سوای ظل احمد پہر نہین جا	محمد مصطفی صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی نعت مین ہزار ہزار درود اور سلام اوس والا حسب عالی نسب پر ہی جو باعث بنای زمین و آسمان اور سبب ایجاد کون و مکان ہوا اوسکی براق کے سم کا نقش مہر و ماہ کی پیشانی پر درست بیٹہا اوسکے مجموعۂ امکان سے جہان ہی ایک کتاب اور اوس کتاب بہی ہستی ہی ایک باب صفحۂ خاک کو جو دیکہا تو بیت افلاک مین نرہا اوس مطلع نور اور مقطع ظہور نے عناصر کی رباعی اختیار کی **بیت**

اس مرحلہ کا نہین ہی پایان	کہہ اب تو ثنای شاہ مردان	حضرت مرتضی علیہ السلام

کی منقبت مین جب صبح کو آفتاب نے قلم شعاعی سے ورق عالم پر آیت نور لکہکر صفحہ کیا مینے چاہا کہ دریای سخن مین غوطہ لگاکے لولوی آبدار جو سخن کے جوہریون کو منظور ہوا بطرف غور و تامل سے نگاہ کی تو ہیچ کے ہیر نظر آئے سوچا کہ اونکو کسیپر نثار کرون اسی تردد

مژدہ میرے کان مین پہنچا کہ ای غریق دریای فکر یہ جواہر درخشان دوسرے کے لائق نہین حضرت
[علیہ الس]لام کے قدمون پر نثار کر یعنی اوسکی مدح مین زبان کھول وہ شہنشاہ کہ جسکے چہرے کے عکس سے
بصفائی آئی اور خورشید کے آئینے نے جلای وافر پائی اگر ساتوین آسمانکے میدان مین گھوڑا دوڑاوے
دستارے انکے لشکر مین فتور پڑ جائے ای شہنشاہ تیری درگاہ مین میری یہی عرض ہی کہ دار و گیر قیامت مین
مجکو بار وی سفید اپنے غلامون کی صف مین کہنا اسکے سوا اور کیا عرض کرون کہ بندے کو زیادہ عرض کی
کی جناب مین کمال گستاخی ہی **وجہ تصنیف کتاب** ناظرین پر روشن ہو کہ شیخ عزت اللہ
بنگالی نے یہ کتاب فارسی مین تصنیف کی تھی اوسنے اسکا سبب یون لکھا کہ طالب العلمی کے ایام مین
انشا پردازی کے فن مین محنت تمام تھی اور مسودے بھی کاغذ پر لکھکر رکھ چھوڑتا تھا ایک رفیق شفیق ہمدرد
کہ نو برس تک اس شوریدہ حال کا مرغ دل اوس شمع جمال پر پروانیکے مانند قربان اور فدے کی طرح اوس
خورشید آسمان پر سرگردان تھا چکور کے مانند خرامان خرامان آیا **ابیات**

طلب کرتی تھی شیرینی سے خراج	نگاہون کی تھی عشوہ سازی مدام	غزالونسے چشم اوسکی لیتی باج
کبھی مستی مین [illegible] آتی اگر	کیا صفحہ دل کو زیر و زبر	کرشمے مین کرتی تھی عالم کا کام
کہ مصحف مین جدول تھی زنگار کی	رگ لعل کا مین جو پایون قلم	عجب خط سے رونق تھی رخسار کی
		تو کچھ سرخی لب ہو مجھسے رقم

اور جب خط آے اوسکے دوستی تھی ویسی ہی محبت سے ہاتھ مین ہاتھ رکھتا راہ الفت مین قدم ساتھ رکھتا
آخر شب اوس نے لب کو شراب تکلم سے بھر کر آتش بیانی سے محبت کا بازار گرم کیا یہ شوریدہ بخت بھی اوس فرشتہ
خصال سے متکلم رہا یہ میرے زانو پر سر رکھکے کہنے لگا کہ مجھے نیند آتی ہی جب تک مین سوؤن تم بیٹھے کوئی کہانی
کہو پہلے تو مینے چاہا کہ مین بھی اوس سے لپٹ کر سو رہون لیکن یہ خیال آیا کہ شاید شگفتہ خاطر ہو اور یہ سوچے کہ
کہ میرا کہا نمانا تب وہ قصہ کہ جسکی داستان عشق سے بھری ہوئی تھی اوس سرمایہ بہجت و سرور کے آگے کہنے لگا
مین بعد اوس یار ارجمند کی خواہش اس مستمند کو اسپر لائی کہ اس دلچسپ قصے کو فارسی کی عبارت کا لباس پہنا کر
نظم و نثر کے زیور سے آراستہ کرکے مشکل پسند کے دیکھنے والونکے لایق کرون اس اثنا مین غرہ ذی الحجہ کو
کہ سن ایک ہزار ایک سو چوبیس ہجری تھے اوس نخل باوہ باغ محبت کو صرصر موت نے جڑ سے اوکھاڑ ڈالا
اس واقعہ جانکاہ سے مصیبت زدہ کا طائر ہوش و حواس اوڑ گیا چاہا کہ اوراق مسودات کو اس افسانیکے بھی
ریزہ ریزہ کر ڈالون لیکن چند دوستون نے کہ ایک گونہ پاس خاطر اونکا منظور تھا اگر سمجھایا اور کہا **بیت**

بہت ہی سہل خندان ٹکا توڑنا	لیکن بہت محال ہی پھر اوسکا جوڑنا	بحکم ضرورت آدمیکو فارسی کیا

ہمکو اوسی طرح رہنے دیا اس کتاب کے ترجمے کا یہ سبب ہی کہ مستمند نہالچند لاہوری کو کہ اس نحیف کا

مولد شاہجہان آباد دہلی اشرف البلاد کلکتہ مین کہ بالفعل ہندوستان کا دار الامارت ہی آب و خورش کہینچ لائی
اور یہ خاکسار کپتان ولورٹ صاحب بہادر کی خدمت مین سابق سے بندگی رکہتا تہا اونکی دستگیری سے
صاحب خداوند نعمت حاتم زمان دستگیر درماندگان منبع الجود والاحسان سرچشمہ فیض و سخا دریاے عنایت
و کرامت بحر احسان و شجاعت صاحب گلگرسٹ صاحب بہادر مد ظلہ کے دامن دولت تک دسترس پائی

ثنا مین اوسکی بجا ہی اگر صغیر و کبیر
گل سخن سے اوسکے شگفتہ دل ہین خیر
چراغ عقل سے شمع مراد روشن کی
خدا نے اپنی عنایت سے اوسکو دی توقیر
لیاقت اتنی کہان خاکسار کو اوسکے
سپہر مین ہے جبتک ضیاے مہر منیر

ہزار صفحہ پہ کاغذ کے گر کرین تحریر
وہی ہی گوہر بحر سخا و کان عطا
وہ رات کو مہ انور ہی دنکو مہر منیر
ہر ایک خدمت عالی سے فیض پاتا ہی
کہ اوسکی بخشش و ہمت کی کیسکے تقریر
سلامت اوسکو رکہے احتشام و دولت سے

وہی ہی باغ فصاحت کا نخل عالم گیر
نہین ہی اوسکا جہان مین کوئی نظیر
سجا ہی قامت موزون پہ خلعت اخلاق
گواہ دل سے ہی اس بات پر امیر و فقیر
نگر خدا سے دعا مانگتا ہی یہ دن رات
عدو کو اوسکے کرے بیر مین ذلیل و حقیر

غرضکہ صاحب بہادر کے تفضلات سے بخوبی اس ضعیف کی اوقات بسر ہونے لگی اور امید زیادہ ہونے لگی کہ اگر بخت
مددگار ہی اور یہ دامن دولت اپنے ہاتہ ہی تو حشمت و قدم کے ساتہ ہی پہر ایک روز خداوند نعمت نے ارشاد کیا کہ
تاج الملوک اور بکاولی کا قصہ فارسی مین ہی ہندی ریختہ کے محاورے مین ترجمہ کر کہ تیری سرخروئی اور یادگاری کا
موجب اور ہماری خوشنودی کا سبب ہو چنانچہ اس ضعیف نے حسب ارشاد فیض بنیاد اپنے حوصلے کے موافق
فلاطون فطنت و الا شکوہ عالی حشمت فلک اشتباہ مارکوئس ولزلی نواب گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ کے
عہد مین ہندی مین ترجمہ کیا اور نام اسکا مذہب عشق رکہا ہر ایک سخن رس اور نکتہ دان صحیح النفس سے
یہ امید ہی کہ جہان کہین بیدان عبارت مین نشیب و فراز دیکہین وہان اصلاح کے قلم سے ہموار کر دین
اور اس ہیچمدان کو اپنی نوازش سے ممنون فرماوین **آغاز داستان** کہتے ہین کہ پورب کے شہرون مین
کسی شہر کا ایک بادشاہ تہا زین الملوک نام جمال اوسکا جیسے ماہ منیر عدل و انصاف مین بے نظیر اوسکے
چار بیٹے تہے ہر ایک علم و فضل مین علامہ زمان اور جوانمردی مین رستم دوران خدا کی قدرت کاملہ سے
ایک اور بیٹا آفتاب کیطرح جہان کا روشن کرنیوالا اور چودہوین رات کے چاند کیطرح دنیا کے اندہیرے کا دور کرنے
والا پیدا ہوا

ابیات

اگر حسن جبین اوسکی بنائے
می گلرنگ سے وہ جام لبریز
جہان مجروح ہو تیغ نظر سے

قمر اوسکی جبین سے داغ کہائے
مصور چین کا چین بہول جائے
کبہی دیکہی تہی اوس گلرو کی کاکل
پلک سے پارہ ہو غنچہ جگر کے

مہ نو پیش ابرو سر جہکائے
بلا انگیز آنکہین جادو آمیز
پریشان آج تک ہی حال سنبل
وہ مکہڑا مہر گر دیکہے تو تہرائے

ٹپکے جو رخ کا بھی رنگ اور جھاڑے
وہ سینہ تختۂ بلور سا صاف
عجب انداز سے تل گال پر تھا
یہ کیا کہتا ہون ہیرا تھا شفاف
گرہ گنج حسن پر بیٹھا تھا کالا
ریاض حسن کا سرو سرفراز
غرض وہ تھا سراپا مایۂ ناز

بادشاہ نے باغ باغ ہو کر بڑا جشن کیا اور نجومیونکو بلا کر فرمایا کہ اسکی لگن دیکھو ہر ایک نے لگن کنڈلی کھینچکر اوسکا نام تاج الملوک رکھدیا اور کچھ انگلیون پر گن گناکے عرض کی کہ یہ باغ عالم مین گل تازہ ہی اسکے نصیبون مین دولت دنیوی بے اندازہ ہی صاحب ہمت اسطرحکا کہ ابتک کوئی ہوا ہی نہ ہوگا یقین ہی ایسا شہریار ہو عالم جنات بھی مطیع اور فرمان بردار ہون مگر ایک قباحت بھی اسکے ساتھ ہی جب بادشاہ کی نظر اسپر پڑے تو فوراً بادشاہ کی آنکھونسے بینائی جاتی رہے بادشاہ نے کچھ شاد کچھ ناشاد ہو کر اونکو تو رخصت کیا اور وزیر سے یہ فرمایا کہ ایک محل مین بتفاوت تمام ہمارے گذرگاہ سے اسکی مان سمیت رکھو چنانچہ موجب ارشاد کے وزیر عمل مین لایا چند سال کے بعد وہ نونہال باغ سلطنت کا کمال ناز و نعمت سے پرورش پاکر ہوا ہی علم و ہنر سے بہرہ ور ہوا ایک روز اسکو شکار کی خواہش ہوئی سوار ہو کر جنگل مین گیا اور ایک شکار کے پیچھے گھوڑا اوٹھایا سچ ہی کہ ہونے والی بات ہوئے نہین رہتی ہے تقدیر کے لکھے کو امکان نہین نہ ہونا اتفاقاً بادشاہ بھی اوسی دن شکار کو سوار ہوئے تھے ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا اڑائے ہوئے اسی طرف آنکلے مشہور ہی کانے کو چوٹ لگنے سے بہت جو نہین شاہزادے پر نگاہ پڑی وونہین آنکھونکی بصارت جاتی رہی ارکان دولت نے شاہزادے کو دیکھکر بادشاہ کے نابینا ہونیکا سبب دریافت کیا حضرت نے فرمایا کہ لازم یون تھا کہ بیٹے کو دیکھکر باپکی آنکھین اور روشن ہون سو یہ طرفہ ماجرا ہی کہ برعکس ظہور مین آیا بس اب یہ بہتر ہی کہ اسکو میری ممالک محروسہ سے نکال دو اور اسکی مانکے واسطے خدمت جاروبکشی کی مقرر کرو یہ فرماکے بادشاہ اولٹے پانون تختگاہ کیطرف پھر آیا اور اوسے دیس نکالا دیا

دوسری داستان چارون بیٹون کے جانے مین گل بکاولی کیواسطے

کہتے ہین جب بڑے بڑے حکیم مسیحا خصلت اور بو علی طبیعت آنکھونکے علاجکے لئے بلائے سب نے متفق ہو کر عرض کی کہ گل بکاولی کے سوا اور کسی دوا سے ممکن نہین کہ بادشاہ شفا پائے اگر کسی صورت سے گل بکاولی پیدا ہو تو حضرت کیا بلکہ اندھا مادرزاد بھی آنکھین پائے یہ سنکر بادشاہ نے اپنے تمام ملک مین منادی پھروادی کہ جو کوئی گل بکاولی پیدا کرے یا اوسکی خبر لائے تو اوسکو بہت انعام و اکرام دیکر نہال کرون اسطرح بادشاہ نے ایک مدت تک اسکے انتظار مین رو رو کر حضرت یعقوب ع کی طرح اپنی آنکھونکو سفید کیا اور اوس غم مین مانند حضرت ایوب ع کے آپکو گھلا دیا ہرچند کہ خون جگر پیا لیکن کسی طرح سے کچھ اسکا سراغ نملا ایک روز چارون بیٹون نے خدمت مین دست بستہ عرض کی کہ سعادتمند وہی لڑکا ہی کہ جو مان باپ کی خدمت بجا لائے اور کوشش مین جان دے تو وہ سعادت دارین پائے اسواسطے ہم امیدوار ہین کہ ہمین رخصت

غریب جائے تو گل بکاولی کی تلاش کو نکلیں بادشاہ نے فرمایا کہ ایک تو آگے ہی ہیں اپنی آنکھیں ا
چشم کور و بیٹھا ہون وہ داغ ابتک جگر سے نہیں گیا جو چشم چراغ ہین اونکو برباد کسطرح ہونے دون
خواہش دلپذیر بون شاہزادون نے بہر مکرر عرض کی تب چار و ناچار بادشاہ نے رخصت دی اور وزیر
سفر کا جو چاہئے وہ مہیا کرو چنانچہ اونھون نے بموجب حکم کے نقد و جنس و دواب و لشکر سے لیکر جو
موجود کر دیا تب بادشاہ سے رخصت ہو کر شاہزادون نے اپنا راستہ لیا شاہزادے منزل بمنزل جاتے تھے اتفاقاً
تاج الملوک کہ جسکو باپ نے شہر بدر کیا تہا دشت آوارگی کو قدم پریشانی سے ناپتے ناپتے انسے دوچار ہوا اور کسی سے
پوچھا کہ یہ کون ہیں اور کہان جاتے ہیں اوسنے بادشاہ کے اندھے ہونے کا اور سبب انکے سفر کا گل بکاولی کی تلاش
کیواسطے تاج الملوک سے بیان کیا شاہزادے نے دلمین کہا مصرعہ کہ اوس بخت کو تو بہی اب آزما +
مصلحت نیک تو یہی کہ مین بہی بہائیونکے ساتھ گل بکاولی کی جستجو کرون اور اپنی قسمت کو محک امتحان پر
کسون اسمین اگر دامن کو گل مراد سے بہرون تو فہو المراد نہین تو اس وسیلے سے باپکے ملک سے باہر نکلون یہ دلمین
ٹھانکر ایک سردار کے پاس کہ نام اوسکا سعید تہا گیا اور باادب تمام سلام کیا اسکا زنخدان تو دیکھا
کہ اوسکے گالون کی چمک خورشید کی روشنی کے ساتھ برابری کر رہی ہی اور رنگ
کے پہلو مین ماہ تمام کسطرح جلوہ گری کر رہی ہی پوچھا تم کون ہو اور کہان سے آنا ہوا کہ
مین بیچارہ غریب مسافر ہون اور بیکس آشفتہ خاطر ہون نہ کوئی غمخوار ہی کہ غمخواری با
بجالاوے نہ کوئی مددگار ہی کہ مددگاری کرے سعید نے اوس یوسف ثانی کی شیرین
آرزو اور خواہش اپنی رفاقت مین کہا اور ہر روز الطاف زیادہ کرتا کہتے ہین کہ بہرے ایام مدت کے
بعد شہر فردوس مین کہ تخت نشین وہانکا رضوان شاہ تہا پہنچے اور شام کیوقت دریا کے کنارے اس ارادے سے کہ چند
روز یہان ٹہرین خیمے استادہ کئے جب مسافر آفتاب ملک مغرب کی سیر کو گرم رفتار ہوا اور سیاح ماہتاب
نے اپنے مشکی گہوڑے پر سوار ہو کر مشرق کیطرف سے باگ اوٹھا کر چلا تب چارون شاہزادے اپنے اپنے سمند باد رفتار پر
سوار ہو کر بطریق سیر شہر مین آئے اور ادہر اودہر گشت کرنے لگے اسمین ایک محل منقش اور مکلف کہ جسکے جا بجا
دروازون پر زردوزی پردے پڑے ہوئے تہے نظر آیا وہانکے باشندونمین سے ایکسے پوچھا کہ یہ مکان عالیشان
کسکا ہی اوسنے جواب دیا کہ اسکے مالک لب بسوا ہی شاہزادون نے کہا اللہ اکبر یہ محل بادشاہی اسنے کہان پایا
وہ شخص پہر کہنے لگا کہ یہ رنڈی اس زمانے مین یکتا ہی اور ملاحت مین بہمتا شہرۂ آفاق اپنے کام مین
طاق رعنائی اور زیبائی مین نہایت نے لجو خوبی اور دلربائی مین بغایت خوبرو چشم خورشید کی مدام اسکی
شمع جمال پر پروانے کیطرح شیدا اور چہرۂ ماہتاب وام اوسکے مکھڑے پر فدا ابیات کسی نے

جو راہ مین اوسکے اگر قدم مارا — تو اپنی عقل کی فہرست پر قلم مارا
ہی خواہشمین اوسکے دم مارا

او سی نے تیغ دیا ناموس و ننگ کو اپنے صاحبان معاشرت کیواسطے ایک نقارہ مع چوب اوسنے اپنے دروازے جاکر اوسے بجائے تو وہ عیار زمانے کی گھر مین اوسے بلائے اور لاکہ روپئے لے تب ایکبار اوسنے ہی دولت اپنے مال پر نہایت مغرور تہے نشہ بادہ نخوت سے چور تہے نشان ہمت اوسکے میدان سن مین بلند کرکے در دولت پر گئے اور بے تحاشا نقارہ بجادیا سنتے ہی اوس مکارہ دوران نے خوش ہوکر دلمین کہا کہ الحمد للہ مدت مدید کے بعد کسی ایسے نیکبخت نے میرے گھر کا قصد کیا چاہئے کہ میرے حجرے کو روشن کرے اور ایسے موٹے تازے شکار نے میرے جالمین آنیکا ارادہ کیا اغلب ہی کہ دام مین پہنسے پہڑک پہڑک کر مرے نقل مشہور ہی کہ یہ طائفہ اسی تردد مین رہتا ہی کہ کوئی عقل کا اندہا گانٹہہ کا پورا اسکو ملے خدا نے ویسے ہی شخص بہیجدیے جہٹ پٹ بناو سنگار کرکے زیور مرصع لعل موتی ہیرا زمرد جابجا موقع سے پہنکر بڑی آن بان سے بن ٹہنکر بیٹہی اسمین یہ بہی آپہونچے چند قدم استقبال کرکے ہمراہ لاکر سونے کی کرسی پر بٹہایا اتنے مین کچہہ رات گئی کہ ساقیان گلعذار شیشہ شراب اور ساغر زرنگار لائے اور جام کو گردشمین لائے اسیطرح آدہی رات گئی تب اوس عیارنے کہا اگر اجازت ہو تو اس شغل مین بسر ہو کہ سحر ہو شاہزادون نے کہا منگاؤ اوس سے کیا بہتر مکارہ نے ایک بلی روپے کی بازی بدکر کہیلنے لگی لکہنے والے نے یون لکہا ہی کہ شاہزادون نے اوس لاکہ روپے ہارے اسمین خسرو خورشید جہانگیر ذرہ مردی تختے پر نمود ہوا اور آسمین مہرہ ماہ انکے ہر چال اس ملہای سے نے بہی بساط بازی لپیٹی شہزادے اپنے مکانون کو گئے دوسرے روز جب آفتاب سیاہ خونکی طرح مغرب کی منزل مین پہونچا اور مہتاب بادشاہونکی صورت سپاہ انجم کو لئے تخت فیروزہ رنگ پر رونق بخش ہوا شاہزادے وسی آن بان سے اوسکے مکانمین آئے اور بدستور سونیکی چوکیون پر اجلاس فرمایا خورشید لقا لونڈیاں خدمت مین آکر حاضر ہوئین اور طرح طرح کا کہانا سونے چاندی کے خوانون مین لاکر دستر خوانون پر چنا بعد تناول طعام تختہ نرد منگوا کر دس لاکہ روپے کی بازی بدکر کہیلنے لگے غرض اوس رات کو سب مال و متاع نقد و جنس ہاتہی گہوڑے اونٹ وغیرہ جسقدر کہ رکہتے تہے ہار گئے تب اوس مکارہ نے بازی سے ہاتہ کہینچکر کہا اے جوانو تمہارا سرمایہ آخر ہو چکا اب بساط بازی لپیٹو اپنے گھر کی راہ لو شاہزادون نے کہا کہ ایکبار ہم زر طالع کو اور کسوٹی امتحان مین تولین اگر ہمارے بخت کا پلہ جہکے تو اپنی ہاری ہوئی سب نقد و جنس کہ گرہ مین تونے باندہی ہی کہول لین نہیں تو ہم چارون تیرے فرمان بردار ہین غلام ہوکر رہین عجب نہ لین جب یہ قول و قرار ٹہرا تب اوس اوچہال چہکانے طرفۃ العین مین وہ بہی بازی جیت لی اور بہت اسباب نقد و جنس اپنی سرکار مین داخل کیا اونکو قیدیون کے سلسلہ مین کہ ویسے سیکڑون تہے بہیجدیا لشکر اور سپاہ اور رفیق اونکے

گل خزان دیدہ کے پتون کی طرح درہم برہم ہوگئے تاج الملوک نے دل مین مصلحت کی کہ اب کچھ ایسی حکمت کیا چاہیے جو انکی خلاصی کا سبب ہو مجھسے جو یہ کام نمایان ہو دنیا مین نام ہو آخرت مین اجر فراوان ہو دل مین سوچکر شہر مین آ ایک امیر کے در دولت پر جاکر دربانون سے کہا مسافر ہون بے خانمان کسی قدردان امیر کو ڈھونڈھتا ہون تمہارے صاحب جنکے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سنکر آیا ہون اگر مجھکو اپنی بندگی مین لین اور بندہ ہونا قبول فرماوین دل و جان سے خدمت بجالاؤن اونمین سے ایک نے جاکر امیر کی خدمت مین شاہزادے کی کیفیت بیان کی فرمایا اوسے حاضر کرو وہ لیگیا امیر نے اوسکے منہ کو دیکھکر کہا یا الٰہی کیا آفتاب چوتھے آسمان سے انسان کے جامہ مین آیا یا کوئی غلمان بہشت بریں سے

شعر

پیشانی ناز نین پہ اوسکے ✣ چمکے تہا ستارہ بلندی کا

عرض کہ امیر نے اوسکو اپنی خدمت مین سرفراز کیا

تیسری داستان تاج الملوک کے تختہ نرد کھیلنے کی دلبر لکھا ہے سوا ہے اور جیتنے مین مال و اسباب کے

جب تاج الملوک کو امیر کی خدمت مین کئی مہینے گذرے اور اوسنے اپنی وجہ مقرر سے کچھ روپے جمع کئے ایک روز اوسکی خدمت مین عرض کی کہ ایک فدوی کے آشناؤن مین سے اس شہر مین تازہ وارد ہی اگر حکم ہو تو ہر روز چار گھڑی کیواسطے اوسکے پاس جاکر دل بہلایا کرون امیر نے فرمایا بہتر ہے شاہزادہ ہر روز تختہ نرد کھیلنے والون کے پاس جا بیٹھتا اور کھیلتا جب اوسکے قانون دریافت کر لئے اور ہر ایک کی بازی ہاتھ آنے لگی یہ تجویز کیا اب وس عیارنی سے کھیلئے اور اپنے طالع کے قرعے کو تختہ امتحان پر پھینک کر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھئے کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی پھر تو ایک روز شاہزادہ اوسکے دروازے پر گیا دیکھا کہ ایک گبہیا اندر سے باہر آتی تھی کسی سے پوچھا یہ کون ہی اوسنے کہا یہاں کی یہی مدار المہام ہی بے صلاح اسکے وہ کچھ کام نہین کرتی ہی تاج الملوک نے دل سے کہا کہ اب کچھ مکر پھیلایا چاہیے دام محبت مین اسکو لایا چاہیے اسکے ہاتھ میرا کام نکلے تو نکلے اوسدن تو شاہزادہ چلا آیا پھر اگلے روز وہی بڑھیا اوسکو دکھائی دی سلام کیا اور پاؤن پر سر رکھکر بے اختیار رونے لگا بڑھیا نے پوچھا تو کون ہی اور کہان سے آیا مگر دیوانہ ہی یا مظلوم کہ اسطرح پھوٹ پھوٹ کر روتا ہی شہزادے نے کہا

ابیات

دنیا مین کوئی مجسا ڈھونڈھو تو پاؤ گے
گردش سے آسمان کی کیا گیا ہم ہی تحیر

آتش سے غم کی میرا سینہ جلا بہنا ہی
سایہ بغیر اپنا ساتھی نہین نہ رہبر

کیا مجھسے پوچھتے ہو مین ہون نحال مضطر
دو دن کی زندگانی مجھپر عجب بلا ہی
اے ماما مسافر ہون بے سر و پا

اس شہر بیگانہ مین کوئی یار نہ آشنا بجز باری تعالی کی ذات کے نہ اپنا کوئی پشت و پناہ نہ کسیکا آسرا الوطن دیسمین میرا وطن ہی ایک میری والدہ تہی وہ بھی قضائے الٰہی سے کئی برس ہوئے کہ اس عالم فنا سے ملک بقا کو سدہارین انکے تمام آثار تجہ مین پاتا ہوں اسواسطے بعید آرزو تیری پابوسی کی اگر میرے حال زار کو الطاف

نظر سے تو دیکھے اور اس عاجز کی غریبی اور بیکسی پر رحم فرماوے تو مین تیرا ہوکر رہون اور دادی کی جگہ تجکو تصور کرون مثیت
نظر سے اپنی جو کرتے ہین خاک کو گہر ٭ کبھی تو گوشہ چشم اسطرف نگاہ کرین ٭ ایسی چکنی چپڑی باتین کہین کہ
اوس بڑہیا کا دل پہسل گیا بلکہ شعلہ آواز سے موم کی مانند پگہل گیا بولی کہ اے جوان میرا بھی اس جہان مین کوئی
نہین رہا آج سے مین تیری دادی تو میرا پوتا پہر تاج الملوک نے کہا دادی صاحب کہین رہنے مین ایک
جگہ نوکر ہون اوسکی بھی فرمانبرداری لازم ہی ہر روز تمہاری قدمبوسی کیواسطے نہ پہنچ سکونگا مگر کبھی کبھی ہان بڑہیا
نے کہا بیٹا کیا مضایقہ ہی اگرچہ شہزادے نے ہر روز کے آنے کا عذر کیا لیکن مدام اوس غمخوار کے گہر جاتا
اور چاپلوسی اور تملق کی باتین سناتا آخرش رفتہ رفتہ اوسکا محرم راز ہوا اسواسطے جسے کچھ روز گذرے ایکدن شہزادہ
کچھ روپے اوسکے پاس لیگیا اور کہا دادی صاحبہ یہ روپے رکھ چہوڑو اگر کسی کام مین درکار ہون تو خرچ کرو وہ بولی
بیٹا تیرے روپے مین لیکر کیا کرونگی خدا کا دیا میرے گھر سب کچھ ہی کسی چیز کی کمی نہین اگر تجھے کسی کام کے
لئے کچھ درکار ہو تو یہ نقد و جنس تیرا ہی ہے سو اس اپنے تصرف مین لا شعر کہانا سکے لیے یہ زر ہی ای نور بصر
رکھنے کے لیے تو سنگ و زر یکسان ہے ٭ غرض شہزادے نے جب اوسکو اپنے حال پر مہربان پایا ایک روز ادھر ادھر کا
تذکرہ کرتے کرتے کہنے لگا کہ دادی صاحبہ تمکو کچھ معلوم ہی کہ جو کوئی اس عیاری کے ساتھ تختہ نرد کھیلتا ہی اس سے
بازی نہین پاتا اوسنے جواب دیا بیٹا یہ راز بہت نازک ہی خبردار ہرگز کسی سے نہ کہیو ایسا نہو کہ یہ بات طشت
از بام افتادہ ہو اسکی بھنک اوس خام پارہ کے کان مین پہنچے جو میرے زوال کا باعث ہو شاہزادے نے کہا
استغفر اللہ یہ کیا بات ہی بڑہیا بولی کہ اوسنے ایک بلی اور چوہے کو پرورش کرکے یہ سکھایا ہی کہ بلی کے
سر پر چراغ رکھے تو وہ لئے رہے اور چوہا چراغ کے سایہ مین بیٹھا رہے جب اوسکے خاطر خواہ پانسا نہ پڑے
تب بلی چراغ کو ہلا کر نردون پر سایہ کرے اور چوہا پانسے کو اوسکے حسب دلخواہ اولٹ دے پس جو کوئی اوس
سے کھیلنے آتا ہی وہ بیچارہ بازی ہار جاتا ہی اور یہ بلی چوہے کی مدد سے بازی جیت لیتی ہی لیکن کسی کہلائی
پر یہ بھید آج تک نہین کھلا اور جو کوئی اس ارادے پر آیا اوسنے داغ ندامت اپنی پیشانی پر کہایا تاج الملوک
جب یہ بات دریافت کرچکا بازار مین گیا اور نیولے کا بچہ مول لیکر اوسے آستین مین رکھکر یہ سکھانے
لگا کہ جب یہ نیولہ چٹکی کی آواز پاوے وہین بچہ پلنگ کیطرح آستین سے کود کر باہر آوے جب اسطرح سکھا کر
ہمہ طاق ہوگیا تب ایک روز شاہزادے نے بڑہیا سے یہ مکر پہیلایا کہ مین اب اس نوع کی سے اوداس ہوا ہون
اگر تو ہزار روپے سے میری مدد کرے تو تجارت کرون بڑہیا نے کوٹھری مین لیجا کر کہا کہ دیکھ بیٹا یہ
سب روپے حاضر ہین جتنا جی چاہے اوتنا لیلے تب شاہزادہ ہزار روپے اوس سے لیکر امیر کی خدمت مین
گیا اور عرض کی کہ میرے آشناؤن مین سے ایک شخص کا آج بیاہ ہی اگر سرکار سے ایک خلعت فیدیکو

مرحمت ہو تو اوس مجلس مین جائی ہمچشمون مین عزت پائی امیر نے اپنا ملبوس خاص شاہزادے کو عنایت کیا او
فرمایا گھوڑون مین سے بھی جو تیرے پسند ہو لیجا تب تاج الملوک حضور کے خاصے پر سوار ہو کر اوس بیسوا کے دروازے
پر گیا اور گھوڑے سے اوتر کر بیباکانہ قدم اندر رکھا اس ہیئت سے اوسکے منہہ کا رنگ اوڑ گیا گھبرائی ہوئی استقبال کو
دوڑی آئی شاہزادے نے کہا کہ تو ایک مدت سے اس شہر مین مسافرونکی دمساز رہتی ہی عاشق مزاجونکی ہمراز
رہتی ہی اور مین کہ اس شہر کے والی کا خاص ہون کبھی مجھسے رجوع نہین ہوتی بہر حال لا کچھ تحفہ یارونکی بھی نظر کر اوس
شاہزادے کو باعزاز تمام حجرا و کرسی پر بٹھایا اور آپ ہٹ کر پیچھے بیٹھی اس مین شاطر فلک کجباز نے آفتاب کی
سنہری نرد کو مغربکے گھر مین چھپایا او فرقدان کی روپہلی گوٹونکو تختہ طلوع پہ بٹھایا شہزادے نے کہا مین سنا ہی
کہ تجکو تختہ نرد کھیلنے سے بڑا شوق ہی آ ایک بازی کھیلین اس مکّارہ نے پہلے تو انکار کیا آخرش شاہزادے کے
کہنے سے تختہ نرد منگوا کر بدستور قدیم بلّی کے سر پر چراغ رکھا اور لاکہ روپی کی بازی بدکر پانسا پھینک دیا
پہلی بازی تو شاہزادے نے جان بوجھ کر ہار دی او اوسنے چوہے بلّی کی مدد سے جیت لی پھر دوسری بازی رکھکر
کھیلنے بیٹھے جو ایک پانسا اوسکے خاطر خواہ نہ پڑا تو وہین بلّی نے سر ہلایا چوہے نے چاہا کہ پانسے کو اوٹ
دے تاج الملوک نے جھٹ کی سجائی ہو لا کچہ پلنگ کیطرح جست کرکے آستین سے نکالا پھر اوسکی صورت دیکھتے
ہی کافور ہو گیا اور بلّی پر بھی دہشت غالب ہوئی چراغ سر سے پھینک کر ہوا ہوئی شاہزادے نے برہم ہو کر
کہا کہ ای عیارنی تو نے کیا پھیل نکالا ہی باوجود کہ تیرے گھر کو ہر شب چراغ تک ہین ایک شمعدان بھی نہین رکھتی
ہی وہ اس گفتگو سے نہایت خجل ہوئی غیرت سے پسینے پسینے ہوئی اوسیوقت جڑاو شمعدان منگوا کر رکھا آ
دونون پھر اوسی کام مین مشغول ہوئے لکھنے والے نے یون کہا ہی کہ شاہزادے نے اوسی رات مین سات
کروڑ روپی جیتے اسمین صبح صادق ہو گئی تاج الملوک نے کہا کہ اب حضرت جہان پناہ کے ناشتے کا وقت
عنقریب آپہونچا ہی اگر اسوقت مین حضور مین نہ حاضر ہونگا تو موجب قباحت کا ہوگا یہ کہکر اوٹھ کھڑا
ہوا اور وہ روپی شام کے وعدے پر اوسکے پاس چھوڑ کر امیر کی خدمت مین آکر حاضر ہوا شام کے انتظار
مین تمام دن جون تون کاٹا سورج کے ڈوبتے ہی سج سجا کے ایک ایسے گھوڑے بادرفتار پر کہ جسکی جلدی سے باد
صبا بھی ہر دم دم سرد بھرتی تھی سوار ہو کر اوسکے گھر پہونچا یہ خبر سنکر اوسنے چند قدم چار ناچار استقبال
کیا اور شہزادے کو بدستور کرسی پر لا کر بٹھایا کھانا کھانیکے بعد کروڑ روپی کی بازی بدکر کھیلنے لگے
کہ اوس کھلاڑن نے آدھی رات کے عرصے مین قریب سو کروڑ کے جو اوسکے نقد خزانے مین تھے ہار
ششدر ہو کر شش و پنج کرنے لگی آخر اثاث البیت کی نوبت پہونچی وہ بھی تاج الملوک کے
ہاتھ لگا پھر اوسنے کہا اب تو تیرے پاس کچھ باقی نہین رہا اتنی رات کس شغل سے کٹے گی اب

پورب اور پچھم کے شہزادے جو تونے قید کئے ہین اونپر بھی ایک بازی کھیل اگر تو جیتی تو لاکہ روپی مین دونون
شہزادونکو بھی لے لون اور چاہون سو کرون اس بات پر وہ راضی ہوئی پلک مارتے شہزادے نے وہ بھی
بازی جیت لی تب وہ بولی کہ ای جوان جوان بخت ایکبار اور مین اپنا نصیب آزماؤن اگر یہ بازی میرے ہاتہ
آئی تو اپنی سب جیتی ہاری ہوئی تجھسے پھیر لون نہین تو تیری لونڈی ہوکر رہون شاہزادے کے طالع کا ستارہ
آسمان ترقی پر چمک رہا تہا بات کی بات مین وہ بھی بازی جیت لی تب وہ سرو قد اوٹہ کھڑی ہوئی اور ہاتہ جوڑ کر
کہنے لگی کہ ای جوان خدا کی راہ سے تو نے مجھے اپنی لونڈیون مین ملایا غرضکہ جس شکار کے واسطے ساری زمین کے
بادشاہون نے تمام عمر صرف کی بخت بلند کی مدد سے اوسکو تو نے ہاتھون ہاتہ پکڑ لیا اب یہ تیر اگہری مجکو اپنے
نکاح مین لا اور باقی عمر دولت و حشمت کے ساتہ ہین بسر لیجا تاج الملوک نے کہا کہ یہ مجسے نہو سکیگا مجھے
ایک بڑی مہم درپیش ہی اگر حقتعالی کے فضل و کرم سے مین اوسپر فتحیاب ہوا تو البتہ تو بھی کامیاب ہوگی
اب تجھے لازم ہی کہ بارہ برس تک میرے انتظار مین گنجی کا لباس پہنکر حق تعالی کی عبادت مین مشغول رہے
اور اپنے کسب سے ہاتہ اوٹھائے اوسنے کہا ای بوستان سروری کے نونہال ابتک تیری گلشن جوانی کا
شگوفہ نہین کھلا بہارستان شباب کے چمنونکو باد صرصر ہجر کا جہونکا بھی نہین لگا کیا لازم ہی جو تو سفر کے
آتشکدہ محنت مین عمدا اپنکو گرائے اور تپش سرگردانی قصر شادمانی مین قصدا آگ لگائے مجکو بھی اس کیفیت سے
مطلع کر کہ مین بھی تیرے ساتہ جبتک میرے قالب مین جان رہے اور وہ مہم سر نہو سعی و تردد کرون کہ اب
مجکو تیرے بغیر یہ گہر بندیخانہ ہی بیت ای صبحی گہر بغیر از یار کے زندان ہی + ہر در و دیوار پر لکھدیجے اس باتکو
جب اوسنے علاوہ اس راز سربستہ کے کہولنے مین حد سے زیادہ مبالغہ کیا تب شاہزادے نے کہا کہ سن میرا
نام تاج الملوک ہی او زین الملوک شرقستان کے بادشاہ کا بیٹا ہون قضا کار میرے باپکی آنکھین جاتی رہین
حکیمون او طبیبون نے بالاتفاق گل بکاولی کے سوا اور کچہ دوا تجویز نہ کی اوسی روز سے میرے چار بہائی جو
چند روز سے تیری قید مین ہین گل مذکور کی تلاش کو نکلے ہین مین بھی خفیہ اونکے ساتہ تہا وہ تو تیرے مکر و
فریب کے دام مین پہنسگئے مین سیکڑون حیلون سے تجہ تک پہونچا اور غالب ہوا اب اوسی کی تلاش مین جاتا ہون
مقصود میرے ہاتہ آیا تو آیا نہین تو اوسکے پیچھے جان دیدونگا مینے اپنی جانسے ہاتہ اوٹہایا اوسنے
یہ کہا ای شہزادے یہ کیا خیال باطل تیرے دلمین سمایا اور اندیشہ فاسد تیرے جی مین آیا ذرہ کو مجال
کہ آفتاب کی منزل تک پہونچے پرندگی کیا طاقت کہ آسمان کو ہمدم صبا بنائے سن بکاولی پریون کی
بادشاہ کی بیٹی ہی اوسکے باغ مین وہ گل ہی پر اوسکی چار دیوار کو آفتاب بھی نظر اوٹھاکے دیکہ نہین سکتا
ہزارون دیو اوسکی نگہبانی کیواسطے چار و ناچار مستعد رہتے ہین کسی ذی روح کو طاقت نہین کہ بے

اجازت اونکے وہان تک پہونچے اور بیشمار پریان پاسبانی کے لئے ہوا پر مقرر ہین کہ کوئی پرندہ پر نمارے
اونکے سوا زمین پر سانپ بچھو لا انتہا آٹھ پہر چوکی دیتے ہین کہ کوئی اوس راہ سے بھی اوسکے پاس نہ پہونچ سکے
اور زمین کے نیچے جو ہونکا بادشاہ ہزارون جو ہونکے ساتھ وہان بات خبرداری کرتا ہی کہ سرنگ کی راہ سے
بھی کسی کی رسائی نہو پس تو یہی چیونٹی چاہیے کہ رینگتی ہوئی کسی حیلے سے اوس تک پہنچے ممکن نہین ای
شاہزادے تو اس خرابی مین زنہار گرفتار نہو قران شریف مین آیا ہی کہ نہ ڈالو تم اپنے ہاتھ ہلاکت کیطرف
اور شیخ سعدی شیرازی نے بھی فرمایا ہی جسکا ترجمہ یہ ہی بیت کوئی مرتا نہین ہی بن آئے ملک تو منہ
مین اژدہے کے بجا شہزادے نے کہا فی الحقیقت یہی بات ہی مگر حق تعالی نے اپنی مہربانی سے
خلیل اللہ پر آگ کو گلزار کیا تھا اگر مین عاشق ثابت قدم ہون اور میرے عشق کا جذبہ صادق ہی تو البتہ
شاہد مراد اوکے دامن تک میرا دسترس ہوگا ع کیا کر سکے ہی دشمن جبکہ دوست مہربان ہو + تو میرے چھوٹے
سے قد پر نجا اگرچہ بنی آدم قوت مین دیو سے کمتر ہین لیکن فہم و فراست مین زیادہ تر ہین چنانچہ حق تعالی نے
فرمایا ہی کہ ہر آئینہ بزرگی دی ہی ہمنے بنی آدم کو **حکایت برہمن اور شیر کی** وہ تونے سنا ہی یا
نہین کہ کسی جنگل مین ایک فقیر برہمن کا گذر ہوا دیکھتا ہی کہ ایک شیر موٹی رسی سے بندہا ہوا پنجرے مین بند
ہی وہ اوسکو دیکھکر نہایت عاجزی سے گڑگڑانے لگا کہ ای دیوتا اگر تو میرے اس حال زار پر رحم کر اور اس قید سے
مجھکو نجات دے تو اس جان بخشی کے عوض ایک نہ ایک دن مین بھی تیرے کام آؤنگا برہمن سادہ لوح کا
دل شیر کے بلبلانے پر بھر آیا مگر عقل کے اندھے کو یہ نسوجھا کہ دشمن ہی اسکی بات کا اعتبار نکیا چاہیے بے
تامل قفس کا دروازہ کھولکر اوسکے ہاتھ پاؤن کھولدیئے بند سے خلاص ہوتے ہی اوس خونخوار نے اوس کوتہ
اندیش کو گردن سے پکڑکر اپنی پیٹھ پر ڈال لیا اور وہان سے چل نکلا بیت نیکی کرنی بدون سے ایسی ہی + جیسے نیکون
سے کی بدی تونے + برہمن نے کہا ای شیر مینے تجھسے بھلائی کی نیکی کی امید پر اور تو ارادہ بد بکار کرتا ہی
ع مین نیکی سے گذرا بدی بھی نکر + شیر بولا کہ ہمارے مذہب مین نیکی کی جزا بدی ہی اگر میرے کہنے کا اعتبار
نہو تو چل کسی سے پوچھ او دو جو وہ کہے سو صحیح اس بات پر وہ گو برگشتہ رضی ہوا اوس جنگل مین ایک برا
برگد کا درخت تھا شیر اور برہمن اوسکے نیچے گئے شیر نے اپنی درخواست اوس سے ظاہر کی اوسنے اوسکے جواب
مین کہا شیر سچ کہتا ہی اسوقت مین نیکی کا بدلا بدی کے سوا اور کچھ نہین ای برہمن سن کہ مین سر راہ ایک
پانو سے کھڑا ہون اور سب چھوٹے بڑے مسافرون پر سایہ کرتا ہون لیکن جو مسافر گرمی کا مارا ہوا میرے
سایہ مین آکر دم لیتا ہی بیٹھکر ہوا کھاتا ہی وہ چلتے وقت اپنے سر پر سایہ کرنیکو میری ڈالی توڑکر لیجاتا ہی
کوئی میری شاخ کی لاٹھی بناتا ہی کہہ بھلائی کا عوض برائی ہی یا نہین شیر نے کہا کہو دیوتا اب کیا

یا کہتے ہوا اوسنے کہا کسی اور سے بہی پوچھہ شیر نے چند قدم آگے جاکر بہتے سے اس بات کو پوچھا اوسنے
کہا یہ سچ ہی سنو مصر جی مسافر مجہے بہولکر ادہر اودہر بہٹکتا پہرتا ہی جب مین اوسے ملتا ہون تب وہ
باآرام اپنی منزل مقصود کو پہنچتا ہی لیکن اسکے بدلے وہ میری چہاتی پر پیشاب کرتا ہی حاضر ور بہی پہرتا ہی
برہمن بولا تیسرے سے اور بہی دریافت کر پہر جو تیری رضا ہو وہی بہتر ہی شیر آگے بڑہا سامنے سے ایک گیدڑ
ٹیلے پر بیٹہا نظر آیا اوسنے ارادہ بہاگنے کا کیا شیر للکارا کہ ای گیدڑ تو کچہ اندیشہ نکر ہم ایک بات پوچہنے تیرے
پاس آتے ہین تب وہ بولا کہ حضرت کو جو کچہ ارشاد کرنا ہی حضور سے فرمائیے کہ خود بدولت کے رعب سے اس عاجز کا طائر
ہوش وحواس اوڑا جاتا ہی شیر نے کہا کہ اس برہمن نے مجہسے نیکی کی ہی اور مین اس سے ارادہ بدیکار کہتا ہون
تو کہہ اس مقدمہ مین کیا کہتا ہی گیدڑ نے عرض کی یہ بات جو آپ ارشاد کرتے ہین اس خاکسار کے خیال مین نہین آتی
آدمی کی کیا مجال جو قوی ہیکل جانورونکے شاہنشاہ سے کہ جسکے روبرو انسان پشہ سے بدتر ہی کچہ نیکی کر سکے
مجکو اس بات کا ہرگز اعتماد نہین آتا جب تک کہ اپنی آنکہون سے ندیکہون شیر نے کہا آ ہم دکہا دین پہر شیر برہمنکو لیے
آگے آگے اور گیدڑ آہستہ آہستہ پیچہے پیچہے روانہ ہوا ایک آہنی پنجرے کے پاس تینون الگر پہونچے برہمن نے کہا
ای گیدڑ شیر اسی مین بند تہا مینے خلاص کیا کہہ تیرا کیا فتوی ہی گیدڑ بولا کہ اتنا بڑا شیر اس چہوٹے سے پنجرے
مین کیونکر سماتا اب میرے روبرو پہر اسمین جا ای اور جسطرح اسکے ہاتہ پاون بندہے تہے اوسی صورت سے باندہکر
پہر تو کہولے تو مین جانون شیر اندر گیا اور برہمن اوسکے ہاتہ پاون باندہنے لگا گیدڑ نے کہا اگر آگے سے اسکے
باندہنے مین کچہ بہی فرق ہوا تو البتہ مین ہرگز اس بات کا جواب نہ دے سکونگا اوسنے گیدڑ کے کہنے سے شیر کو
خوب مضبوط باندہا اور پنجرے کا دروازہ بند کرکے کہا ای گیدڑ دیکہہ اسطرح گرفتار تہا جبکہ مینے کہولا گیدڑ بولا
پتہر پڑین تیری عقل پر ای نادان ایسے دشمن تو ایسی نیکی کرنی اپنے پاون مین کلہاڑی مارنی ہی تجہے کیا
ضرور کہ دشمن کو قید سے چہوڑا دے جا اپنی راہ لے دشمن تیرا مغلوب ہوا ای عزیز سچ ہی جو کوئی بےبصیری اور
فریادیانے نفس کی جو مثل شیر جسم کے پنجرے مین بند ہی سنے اور اوسکے حال پر رحم کرکے صبر و توکل کی رسی
اسکے ہاتہ پاونسے بیجا کہولدے تو پہر صورت آپکو اوسکا لقمہ بنائے مگر خضر رہنما کی دستگیری سے بچے تو
بچے ای بیوا یہ ذکر اسواسطے مینے کیا کہ جو تو جانے کہ طاقت جسمانی قوت روحانی پر زیادتی نہین رکہتی اب
تجہے یہ لازم ہی کہ پورب کے شاہزادونکو جو تونے اپنے مکر و فریب سے قید کیا ہے چہوڑدے حق تعالی تجکو بہی
دوزخ کی قید سے نجات دیگا لیکن اپنے بہائیونکے واسطے بہت تقید سے کہا کہ جبتک خدا مجہے پہر یہان لائے
انکی حفاظت قرار واقعی کیجیو یہ کہکے رخصت چاہی تب اوسنے باچشم خونبار یہ چند اشعار پڑہے **اشعار**
آتش سوز نہین لگتی اے شوخ بلبر ہی انجا * نقد جان بیکسان کو چہوڑ کر تنہا نجا * تشنہ لب ای ابر نیسان اس صدف کو چہوڑ کر

جانب پیر ادہ ظالم اسقدر دوڑا انجا
تو نہین واقف ہی حیلہ سے زمانیکے ابہی
مان میری باتکو ظالم نہین ہی جا انجا

چلرہی ہی چار سو باد حوادث تیز و تند
یوسف ویران یہ زندان ہی تجہ اب پہر انجا
حشر مین یہ وانکو دیگا بہلا کیا تو جواب

کلبہ احزان سے تو اے شا
جسمین تو جاتا ہی وہ
چہوڑ کر اوسکو کبہی ا

ایعزیز تو نے معلوم کیا کہ مینے کیا کہا اس کا حاصل یہ ہی کہ دل عرش منزل تیرا جو رونق بخش اور دیکہنے والا مادی اور مجرد کا تہا جب اوسکی آنکہہ اس خلقت ناپاک پر پڑی اوسکی بصارتکو زنگ روشن تاریک ہوگیا اب اوٹہہ اور سرمہ بینائی ڈہونڈ یعنی گل مراد کی تلاش مین کوشش کر لیکن راہ مین دنیا عیارہ کی بازیمین کہ تختہ فریب کا دہرا ہوا ہی مشغول نہونا مبادا وہ فاحشہ پہلے تجکو فریفتہ کرکے مبتلا کرے اور بعد اوسکے مکر کی بلی اور فریب کے چوہے کی مدد سے اچہا پہنسا اپنے حسب مدعی پہینکے اور اچانک تیرے توکل کا ستر آخر ہوجای تب تجکو دائم الحبس کر رکہے اگر تو صبر کے بیونلے کی اعانت سے اس مکارہ کی بازی طلسم کو درہم برہم کردے تو وہ فاحشہ جو بادشاہون اور گردنکشون کی ہمنشین ہی تیری فرمانبردار لونڈی ہوکر چاہیے کہ تجکو اپنے حسن و جمال پر لبہائے پہر اگر تو اسکے منہ پر الفت سے نگاہ نکرے تو یقین ہی کہ گل مراد کے دہن تک تیرا دسترس ہو

چوتھی داستان تاج الملوک کے پہنچنے کی بکاولی کے [illegible] مین دیو کی مدد سے

راوی شیرین زبان یہ داستان یون بیان کرتا ہی کہ تاج الملوک نے تہانہ قلندرانہ کیا اور چہرے پر راکہہ مل پہر خدا کا نام لیکر چل نکلا بعد کئی روز کے ایک ایسے وادی پرخار مین کہ جسکی انتہا نتہی تاریکی سے ہرگز ذرات مین فرق معلوم نہوتا تہا سپیدی اور سیاہی مین ذرہ بہی امتیاز نکیا جاتا تہا وہان جا وارد ہوا اور اپنے دلکو ڈہارس دے کہنے لگا کہ اے عزیز یہ پہلی ہی بحر مصیبت کی لہر ہی تجکو تو ابہی سارا دریا کا دریا تیرنا ہی ہمت کی کمر چست باندہ اور سمندر کے مانند اپنکو اس آتشکدہ مین ڈال دیکہہ تو خدا کیا کرتا ہی

غواص کے جو خوف گہڑیالون سے ✤ تو ایک بہی موتی نہ لگے ہاتہ اوسے ✤

یہ سوچکر آخرش اوس صحرا مین چل نکلا جو قدم پڑتا تہا کانٹا گڑتا تہا ہر گام پر آہ و نالہ کرتا تہا غرض اوس جنگل خونخوار مین جو جاہلون کے دلسے تاریک تر تہا درندونکا مسکن پرخطر تہا اگر ایکدم وہان آفتاب آئے تو اپنا نور کہو جائے ہر طرف اژدہے بہوکے پیاسے منہ کہولے پڑے تہے گویا خالی گہرونکے دروازے چہالون کے سوا نہ کہین دانہ پہہولونکے سوا نہ کوئی انشار مدت تک شاہزادہ داہنے بائین چارونطرف دوڑتا پہرا چہالونکی رگڑ سے بدن چہلگیا ہر ایک عضو سے لہو ٹپکنے لگا یہانتک کہ پہولسے تلوے اوسکے بہولگے کانٹونسے چہد گئے کہتے ہین کہ شاہزادے نے ایسی مصیبت اور محنت اوٹہاکر بارے اوس جنگل کو طے کیا اور لاکہون سجدے شکر الہی کے بجالاکر آگے بڑہا سامنے سے ایک پہار سا بیٹہا نظر آیا وہ سمجہا یہ پہاڑ ہی جب نزدیک پہنچا دفعتہ اوس ظالم نے اپنے قد کو بلند کیا ہمسر

کیا اور مارے خوشی کے بادل سا گرج کر بولا کہ تصدق ہو جاؤن مین اپنے رزاق کے اور قربان ہون
کے کہ جسنے ایسا لقمہ لطیف مجہ دیو کثیف کے واسطے گہر بیٹہے بہیجا یہ کہکر شہزادے سے مخاطب
ہوا ایام جوانی مین کسنے تجہے عروس اجل کا مشتاق کیا اور حلاوت زندگانی کو تجہپر شاق کیا
کہ جو چہوڑ کر اپنی خواہش سے ویرانہ موت مین آیا شہزادہ اوسکی ہیبت سے تہرایا پہر کہ رنگ
باختہ ہو پریشان حواس چہوٹنے لگین کہا ای دیو تو میرا احوال کیا پوچہتا ہی کہ زندگی ابہی دنیای فانی
کی سہو پیر بال ہوئی ہی اگر مجہے اپنی جان عزیز ہوتی تو مین ہرگز آپ کو موت کے پنجہ مین نہ ڈالتا اور تجہے
خونخوار کے دام مین گرفتار نہ کرتا اب مجکو اس زندگی کی صعوبت سے چہوڑا اور بلا توقف میرا کام تمام کر کہ مجہ
ایکساعت کی زیست سو برس کی مشقت کے برابر ہی بلبیت کے خوشی سے تری زیست نخل کی شوری ہی
نہین تو نیم نفس بہی بہت ہی جینے کو دیو کو اوسکی درد انگیز باتون سے رحم آیا حضرت سلیمان علیہ السلام کی
قسم کہا کر یہ بات زبان پر لایا کہ ای آدم زاد مین تجہے ہرگز رنجیدہ نہ کرونگا اور سر مو تصدیع نہ دونگا
بلکہ اپنی پناہ مین رکہونگا جس مطلب کے واسطے نکلا ہی اوسمین کوشش اور مدد کرونگا پس ہر روز دیو شہزادے سے
شفقت زیادہ کرتا اور پیار سے دلاسا دیا کرتا تاج الملوک بہی میٹہی میٹہی باتین کر کے اوس سے شیر و شکر کے مانند
ملگیا اور چاپلوسی و رفق سے اوسکو محبت کے شیشہ مین اوتارا القصہ ایک روز دیو نے مہربان ہو کر کہا کہ
تیری غذا کیا ہی مین لا دون تاج الملوک نے عرض کی کہ آدمیونکی غذا شکر گہی مایدہ گوشت وغیرہ بہی چیزین ہین
یہ سنتے ہی دیو اوٹہہ دوڑا اور ایسے قافلے پر جا پہنچا کہ جسکے لوگ شکر اور گہی اور مایدہ اونٹون پر لادے ہوئے چمن مین
لئے جاتے تہے وہ چلتے لوٹ کر اونٹ اوٹہا کر شاہزادے کے آگے لے آیا کہا اپنی خورش لے اور اسمین سے کچہ کہا
تاج الملوک نے اونٹون پر سے وہ سب اوتار لیا اور اونہین جنگل مین چہوڑ دیا پہر ہر روز اپنے کہانے کے موافق گیہون
کی روٹی پکا کر کہانے لگا اسیطرح چند روز گذرے ایکدن شاہزادے نے کئی من میدہ لیکر اوسمین گہی شکر ملا کر
سبہی اوتہی پتہر کی چٹانون پر ڈالکے ہاتہ پانونسے خوب روندا اور گوندہا پہر اودہر ادہر سے سوکہی لکڑیان جمع
کرکے روغنی روٹ سینک سانک کر تیار کئے اور ایک اونٹ کے کباب بہی خوب نمکین بہونے دیو نے دیکہکر
پوچہا کہ آج تو نے کیون اتنی تکلیف اوٹہائی اور کسواسطے فضول یہ پکر باندہی تاج الملوک نے کہا یہ سب تمہارے
لئے ہی کہ تم بہی ایک نوالہ ہمسے کہا کر آدمیونکے کہانے کی لذت دریافت کرو دیو نے ایکبارگی سب کا
سب اوٹہا کر منہ مین ڈال لیا از بسکہ اوسنے کہانے کی اوسنے کبہی لذت نہ چکہی تہی مارے خوشی کے اوچہل
اوچہلکر کہاتا تہا اور شاباش کہکر تعریف کرتا تہا اور کہتا تہا کہ ای آدمی زاد تو نے مجہے ایسی چیز کہلائی کہ میرے
باپ دادے نے بہی کبہی نکہائی ہوگی بلکہ آج تک کسی دیو نے ایسے کہانے کی لذت نہ پائی ہوگی اوس دیو کے

تیرے شکر کا احسان مین ابد تک مانونگا اور دلسے تیرا ممنون رہونگا شاہزادے نے جو اوسکی رغبت دیکھی تو ہر روز
نئی قسم کی روٹی اور کباب تیار کر کے کہلاتا دیو نہایت محظوظ اور خوش ہوتا یہانتک کہ ایک روز خود بخود کہنے لگا کہ ای
آدم زاد تو ہر روز اس لقمۂ لذیذ سے مجھے خرسند رکھتا ہی اگر میرے بدن پر ہر روئین کی جگہہ زبان ہو اور
ہر زبان سے شکر تیرے احسان کا ادا کرون تو بھی نہو سکے لیکن اب تک تیرا کوئی کام میرے ہاتہ سے نہ نکلا اگر
کچھ مطلب ہو تو بیان کر تاج الملوک نے عرض کی کہ مینے سنا ہی دیوونکا مزاج اکثر تھوڑے کیطرف راغب ہوتا
ہی اور اپنی بات پر قائم نہین رہتے اگر تم حضرت سلیمانؑ کی قسم کہاؤ تو مین اپنا راز تمسے ظاہر کرون وہ بولا کہ مین
اس بزرگ قسم سے ڈرتا ہون خدا جانے تو کیا کہے اگر وہ مجھسے نہو سکے تو مرنا پڑے آخرش چار و ناچار قسم کہائی
اور پوچھا کہو کیا مطلب ہی تاج الملوک نے کہا کہ ایک مدت سے مجکو ملک بکاولی کی سیر کا سودا ہوا ہی اوس زمین
مین پہنچا دے یہی میری آرزو ہی یہ بات سنتے ہی اوسنے ایک دم سرد سینہ سے کہینچا اور دو ہتھڑ اپنے سر پر مار کر
بیہوش ہو گیا بعد ایکساعت کے ہوش مین جو آیا ہای ہای کرنے لگا اور ماتم زدونکی سی صورت بنا کر بولا ای آدم زاد
حق تعالی نے تیری اجل کا سر رشتہ میرے ہاتہ مین ندیا بلکہ میری حیات کی باگ تیرے ہاتہ مین دی سن
بکاولی پریونکے بادشاہ کی بیٹی ہی اٹھارہ ہزار دیو بلکہ اس سے بھی زیادہ اوسکے باپکے غلام ہین وہ ہر طرف
اوس ملک کی پاسبانی کرتے ہین مین تو ایکطرف وہانکے خاص چوکیدار جو اوس ملک کے نزدیک ہین اونہون
نے بھی اوس شہر کی چار دیواری کو ندیکھا ہوگا کسی ذی حیات کی کیا طاقت بلکہ صرصر بھی اون دیوون
کی اجازت کے بغیر چوبرجونکی راہ تک نگہبان ہین ممکن نہین کہ پہنچ سکے اور پریان ہتھیار دن رات
نگہبانی مین مشغول ہین کہ کوئی پرندہ اوس حد مین پر نمارے اور زمین کے نیچے چوہونکا بادشاہ بے انتہا
موذی جیسے اور سانپ بچہونکا لشکر زمین پر محافظت کیواسطے مقرر ہی تا کوئی سرنگ لگا کر بھی نہ پہونچے بھلا بہ
مین تجھے وہان کیونکر پہنچاؤن اور جو نہ پہنچاؤن تو یقین ہی کہ بسبب اس قسم کے جان سے جاؤن اب تو
ایک کام کر کہ آج پہر اسواسطے جیسے کہانا پکا دیکھ کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوا اور میری کوشش کے ہاتھون کیا
بن پڑے تاج الملوک نے وہی کیا جب کہانا دیو نے تیار دیکھا چنگھاڑا اور شمال کیطرف سے ایک امر دیو پہاڑ
پہنچا اور دونو دست بوسی کر کے بیٹھہ گئے پہر تاج الملوک پر دوسرے دیو کی نظر پڑی شاہزادے نے بھی انکو
جھک کر سلام کیا اوسکے سلام کرنے سے دیو نے حیران ہو کر صاحب خانہ سے پوچھا کہ ای بہائی یہ مقام تعجب
کا ہی اب تک کسینے ندیکھا نہ سنا ہوگا کہ دیو اور آدمی سے موافقت ہو اور دونو ایک جگہہ ہمنشین ہین اسکے
یہان رہنے کا کیا باعث ہی دیو نے کہا بھائی اس آدم زاد نے مجکو نہایت ممنون کیا ہی مجھے کسیطرح اس
سے بدی کرنی منظور نہین اور تجکو اسیواسطے بلایا ہی کہ تو بھی اسکے ہنر سے واقف ہو یہ کہکے صاحب خانہ

خانہ نے سرانجام مہمانی کالا مہمانکے آگے رکہا وہ دیو اوس لقمۂ شیرین کو منہ مین ڈالتے ہی نہایت متلذذ ہوکر
خوشی کے مارے ناچنے لگا آخر کہاپی کر مہمان نے کہا کہو بہائی مدتسے بہی آج تک اس آدمی کا کچہہ کام ہوا یا نہین
گہر کے بانیے جواب دیا کہ یہ شخص اسے کام کیواسطے تکلیف دیتا ہی کہ میری حد امکان سے باہر اور سعی و تردد سے
احاطہ سے خارج ہی اگر تو مہربانی کرے تو شاید یہ کامیاب ہو پہر اوسنے پوچہا یار ایسی کونسی بات ہی
جو تم اوسمین عاجز ہو میزبان نے کہا کہ اسکو سیر ملک بکاولی کی خواہش ہی مہمان بولا ع جو جان بوجہ کے
پوچہے تو پہر خطا ہی سوال ہٰ صاحب خانہ نے کہا تجہے حضرت سلیمان علیہ السلام کی قسم کہائی ہی اگر تو توجہ کرے سکے اسکو
شاہزادے سے ملائیے تو فی الحقیقت میری جان بخشی کرے القصہ اوس مرد کی بہن حمالہ نام اٹہارہ ہزار دیو جو
بکاولی کے ملک خاص کے چوکیدار تہے اونکی وہ سردار تہی اوسکو ایک خط اس مضمون کا لکہا کہ اے خواہر عزیز مجہکو اندنون
مین ایک سفر ایسا درپیش ہوا ہی کہ بغیر اوسکے کسی صورت سے مجہے رہائی نہین اور ایک مدت سے مینے ایک آدم زاد
کو بجای فرزند پرورش کیا ہی اب میرے جانے کے بعد خالی رہیگا پہر صورت جابی خوف و خطر ہی
اسواسطے اس نور دیدہ کو تمہاری خدمت مین روانہ کیا چاہیے کہ اسکے حال پر شفقت کی نظر رکہو کسیطرح جسے
یہ تصدیع نہ اوٹہانی پڑے والسلام اور قاصد کے ہاتہ مین دیا پہر تاج الملوک کیطرف منہ پہیر کر اشارہ کیا کہ
اسکے ساتہہ جا مینے تو کمند سعی اور تردد اپنے بازو کے زور سے میدان مطلب مین پہینکی اگر تیرا چوگان
بخت مدد کرے تو شاید تو اپنے مطلب کو پہونچے یہ کہکر قاصد کے بائین ہاتہ پر بٹہا دیا اوسنے داہنے ہاتہ
کا سایہ کیا اور رستہ پکڑا بخیریت تمام منزل مقصود مین جا پہنچا اور دور سے حمالہ کو سلام کرکے شاہزادے
کو نامہ سمیت حوالے کیا وہ دیکہکر نہایت خوشی سے باغ باغ ہوکر غنچہ کے مانند کہلگئی **بیت**

سماتی تہی نہ اپنے پیرہن مین	خوشی سے وہ پہولی نہی بدن مین

الغرض قاصد کیطرف متوجہ ہوکر
کہنے لگی اگر بہائی مجہکو سرخ گندہک کی کان بہیجتا یا انگوٹہی حضرت سلیمان کی تو مین اتنا خوش نہوتی جیسا
کہ اسکے آنے سے ہوئی اسکے بعد خط کا لفافہ کہولکر اوسکا احوال دریافت کرکے جواب لکہا ای برادر مجہکو
ایکدن بستی کی سیر کا اتفاق ہوا تہا وہان ایک بادشاہ کی بیٹی نہایت خوبصورت لاثانی میرے ہاتہ لگی اوسکو
بیٹی کیطرح مینے پرورش کیا محمودہ نام کہا اب شاہ چودہ برس کی چودہوین رات کے چاند سی ہوئی کارساز نے اوسکا
جوڑا اس تقریب سے بہیجا الحمد للہ کہ یہ بات خاطر خواہ بن پڑی زیادہ شوق ملاقات والسلام اور خط دیکے نامہ بر
کو رخصت کیا اور محمودہ کو تاج الملوک کے ساتہ بیاہ دیا ای عزیز روشنی چشم ظاہر مین کے سات پردے مین
ہی اور تجلی باری تعالی کی کہ نور دیدہ اولیا ہی ستر ہزار پردے مین ہی اگر یہ ارادہ ہو کہ وہ پردے درمیان سے اوٹہین
تو پہلے اس بڑے نگہبان دیو نفس کا حجاب بیچ سے اوٹہا کر اوسکو بسہین کرکہ وہ لعین اپنی کجروی چہوڑ کر محمودہ

مقام مین پہونچائے لیکن یہ بات یاد رکہہ اگر دیو سے اوٹہا کیجیے تو سید ہا رستے

پانچوین تاج الملوک کے پہنچنے کی بکاؤلیکے باغمین اور لینا گل مقصد کا عاشق ہونا بکاولی پر

القصہ تاج الملوک چند مدت محمودہ کی صحبت مین ہا لیکن کبھ
دل اوسکی بات نے نہ کہلا اور کبہی اوس گلکے پاس شگفتہ ہوکر نہ بیٹہا ایک رات کو محمودہ نے شاہانہ
مایۂ نشاط شاید آدمیونکی یہی وضع ہی کہ رات کو اپنی ہمخوابہ کے گلے لگ کر نہ سوئین الگ پڑے
کنارہ کرین اور صبحکو جیسے کے تیسے اوٹہہ کھڑے ہون تاج الملوک بولا کہ عیش وعشرت انسانمین بس سے بہی
کچہ زیادہ ہی مگر کسی کشتی مٹی کو بھی میرا جی نہین چاہتا بلکہ جان شیرین بہی تلخ ہی کیونکہ اب ایک بڑی مہم درپیش
ہی اور مین نے عہد کیا ہی کہ جبتک وہ سرنہو دنیا کی تمام لذتونکو حرام سمجہون کسی سے اختلاط نکرون محمودہ بولی وہ
کیا ہی بیان کر کہا کہ مین ملک بکاولیکے دیکھنے کی خواہش کہتا ہون محمودہ نے جواب دیا خاطر جمع رکہو انشاءاللہ
تعالی گل رشتہ امید کی گرہ ناخن تدبیر سے کہولونگی اور وہ ملک تجہے دکہاؤنگی خیر وہ رات جون تون گذری جب
مہتاب چہپا اور آفتاب نکلا حمالہ دونونکو خوابگاہ سے باہر لائی اور اپنے داہنے بائین زانو پر بٹہا کر شفقت
اور الطاف مادرانہ کرنے لگی محمودہ بہی سروقد اوٹہکر آداب بجا لائی اور عرض کی ای اماں جان مین کچہ عرض
کیا چاہتی ہون اگر قبول ہو تو کرون حمالہ نے سر اور آنکہین چوم کر کہا کہ بے تکلف کہو محمودہ بولی کہ یہ ملک بکاولی
کے دیکھنے کا ارادہ رکہتے ہین جسطرح بنے ہوسکے اونکو وہان پہونچاؤ حمالہ نے چند در چند حیلے اور عذر کیے آخرش
دیکہا لڑکی کسیطرح اسکا خیال نہین چہوڑتی ناچار قبول کیا اور چونکہ ہمیشہ بادشاہ کو بلا کر فرمایا کہ اسوقت یہان سے
بکاولیکے باغ تک سرنگ کہود کر اس شاہزادے کو کہ میری حیات کا سرمایہ ہی اپنی گردن پر سوار کرکے اوس باغ
مین پہونچا مگر خبردار سر مو اسے آسیب نہ پہونچے ہرگز اپنی گردن سے نیچے نہ اوترنے دیجیو اوسنے بموجب حکم کے ویسا ہی
کیا باغمین پہنچکر شاہزادے نے آہستہ آہستہ چاہا کہ اوتر کر اوسمین جائے جہہ نے نہ چہوڑا اور ارادہ پہر نیکا کیا
تاج الملوک بولا کہ اگر تو مجہے اس باغکی سیر کو جانے دے تو بہتر نہین تو مین آپکو ابہی ہلاک کرتا ہون جو ہا ڈرا کہ اگر
یہ اپنی جان پر کہیل جائے گا تو مین بہی حمالہ کے ہاتہ سے نہ بچونگا ناچار جانے دیا تاج الملوک جاکر دیکہتا کیا ہی کہ
سونیکی زمین پر زر خالص کی چار دیواری مین لعل بدخشانی اور عقیق یمنی نیچے سے اوپر تک جڑے ہین زمرد کے
جہونکے آس پاس فیروزیکی نہرین گلاب سے معمور جنکو دیکہکر خدائی نظر آئے جاری ہین سبحان اللہ کیا سہانا باغ
ہی کہ دیکھنے والونکے منہ پر جسکے چمنونکی سیر سے شفق پہولی ہوئی نظر آئے اور پہولونکے رنگ کی سرخی سے گل سرخ
آفتاب کا شرمندگیکے مارے پسینے مین ڈوب جائے وہانکے انگور کا خوشہ سبزۂ زمرد مین عقد پروین کا رشک
بڑہاتا ہی اور سنبل کا عالم ہر ایک زہرہ جبین کے گہونگروالے بالونکو پیچ وتاب مین لاتا ہی اگر ایسکے گلزار کی

قطرہ سمندر مین پہونچے تو مچھلیو نمین گلابکی بو آنے لگے جو وہانکے پرندونکی صدا آسمانکے کانمین
سے باز رہے اور اگر زہرہ سُنے تو فی العور وجد مین آکر ناچتی ہوئی ہاتہ سے دف سمیت زمین پر
ونکی قند قوتنے عناب نگین تر اور سرو اکڑنے مین قامت خوبانسے کہین بہتر اوسکے ایوانکی
ے زرین فلک پر وانہ ہو تو بجا ہی اور مہتاب اوسکی صفائی پر دیوانہ ہو تو روا ہی طرفہ تر یہ کہ لعل
موتیونکے گچھے ایسے درخشان ہین جیسے خورشید کے شجر مین ستارونکے خوشے آویزان گلابکے
شجر او جو صنوبر پر زمردکی ڈالیان ہین ایسے جہلجہک کرین اور بطین گوہر شب چراغ کی اونمین تیرتی پہرین شہزادہ
یہ رنگ ڈہنگ دیکھتا بہالتا قدم بڑہائے چلا جاتا کہ ایک دالان صرف یاقوتکا اور اوسکے سامنے زبرجد کا بیچ
مین اونکے ایک حوض مرصع پاکیزہ گلابسے بہرا ہوا اوسکے اطرافکی ناودانونمین جواہر خوش آبکے گڑے ہوئے
اور اوسمین ایک پہول نہایت لطیف و نازک خوشبو کہلا ہوا نظر آیا تاج الملوک نے اپنے ذہن کی رسائی
سے دریافت کیا کہ ہو نہو گل بکاولی یہی ہی فوراً گپڑے اتارکے حوض مین کودا اور گل مقصود کو لیکے کنارے پر
آیا پوشاک پہنی اور اوسکو کمر مین باندہ لیا پہر محل کی سیر کو متوجہ ہوا آگے بڑہتے ہی ایک قصر عقیق یمانی کا
نظر آیا اور دروازے اوسکے ہم پہلوی آسمان نئے طور کے تہے اوسکے ہر مکان کی چمک کے آگے دہوپ پہیکی
اور چاندنی دہندلی یہ پروانہ کے مانند شوقکے بال و پر کہولے ہوئے اوسکے اندر بیدہڑک چلا آیا ہر ایک دالان
نہایت خوش اسلوب عقیق اوسکا بہت خوب اوسکی ساخت کے نئے آئین اور خوش قطع شہ نشین نظر پڑے
پردے اوسکے کارچوبی جا بجا سلمے کی بیل ستارونکے بوٹے پر سب کے سب چہوٹے ہوئے تہے شاہزادہ اوسمین
بہی در آیا مگر بکا بکا سا ٹہر گیا کہ ایک جڑاؤ پلنگ پر ایک نازنین پری دبلی پتلی مست خواب بیحجاب نظر آئی
بال بکہرے ہوئے کاجل پہیلا ہوا انگیا مسکی ہوئی کرتی سرکی ہوئی پائیچہ چڑہا ہوا گپچھا ازاربند کا لٹکا ہوا نازنے ہاتہ
ماتہے پر رکہے ہوئے جوانی کی نیند مین بیخبر سوتی ہی اوسکے رخسار آتشناک سے زمین اور آسمان نورانی آئینہ
مہر و ماہ کو ہمیشہ حیرانی اور اوسکی چشم سیہ مست سے نرگس کو مدام پشیمانی لب نازک کے رشک سے لالہ خون مین
غلطان ہی ابروکی چاہ سے ہلال زار و ناتوان معلم بہار اوسکے غنچہ دہن سے کوئی حرف نہ سُنے تو اطفال
شگوفہ کو پہولنے کا سبق نہ دے سکے اگر زنگی شب اوسکی زلف مسکین کے سایہ مین نہ آئے تو آفتاب کی تیغ

شعاع سے مارا جائے اشعار
کہین پر نے سے گروہ باہر آئی
تو ثریا کو پردہ ہی بہاتا

سرو قد گل عذار عنبر بو
چاند سورج کی جہت یکجا ہی
وصف کرتا ہی کیا تو اوس گل کا

شکرین لب عزیز دل مہ رو
مسلک دندان سے گر جہر پاتا
اوسکی بلبل کو اس چمن مین لا

تاج الملوک دیکھتے ہی بیخود ہوکر گر پڑا ایک ساعتکے بعد جو آپ مین آیا تو اپکو سنبہال کر جون تون

اوسکے سرہانے تک پہونچایا اور ایک دم سر و دل پر درد سے پہر کر یہ اشعار پڑہے **اشعار**

جب اوٹھا اگر نقاب ہو تو عیان
لیلۃ القدر رہتی ہی پنہان
ہمیہ کیا کیا گذر گیا لیکن

کھینچے شرمندگی مہ تابان
مست ہر دم شراب حسن سے ہی
نہوی کچہ خبر تجہے جانان

تیرے گیسوی مشکفام مین بار
کس کی پروا ہوا ہی مہ تابان

القصہ شاہزادے نے اپنے دلمین تجویز کیا کہ یہان اپنے آنے کی کچہ نشانی چہوڑ جایا چاہیئے اوس پری کی انگوٹہی بہ آہستگی ورمی اوتار لی اور اپنی پہنا دی پہر آنکہین پہر کر یہ اشعار پڑہتا ہوا وہان سے چلا **اشعار**

لالہ سان اس باغ سے ہم داغ ہجران لیچلے
آئے ایسے باغ مین اور خالی دامان لیچلے

خاک سر پر داغ دل پر سینہ بریان لیچلے

باغ دنیا مین نہوگا کوئی ہمسا بے نصیب

آخر حالت خواب مین اوس سے وداع ہوا اور سرنگ کی راہ سے جو بنی ہر سوار ہو کر اپنے مکانمین آ پہونچا حمالہ کہ انتظار مین رونی صورت بنائے خون جگر آنکہونمین بہرے بیٹہی تہی اسکے پہونچنے سے اوسکا غنچۂ خاطر کہلگیا دن ہنسی خوشی سے کٹا اتنے مین رنگریز شفق کے گہونگہٹ مین اپنا منہ چہپایا اور محبوبۂ شام نے طرۂ مشکفام دکہایا تاج الملوک اپنی امنگ سے رنگ محل مین گیا اور اوس رات محمودہ سے ہمکلام و ہمکنار ہوا بلکہ اسیطرح چندروز عیش و عشرت مین کاٹے چہٹی داستان تاج الملوک

اور محمودہ کے رخصت ہونے مین حمالہ سے اور دلبر کے پاس پہونچنا

کہتے ہین کہ ایک رات تاج الملوک محمودہ سے خلوتمین ادہر اودہر کی باتین کرتے کرتے کہنے لگا اے مایۂ عیش و شادمانی اگرچہ اس جگہہ سب طرحکی خوشی ہی اور کسی صورتکا رنج نہین ہر وقت جو اسباب نشاط چاہیئے وہ موجود ہی لیکن کب تک ہموطن اور ہمجنسونسے دور رہیئے اور کہان تک دوستونکی جدائی کا غم سہیئے کچہ ایسی تدبیر کیا چاہیئے کہ اس مجلس ناجنس سے رہائی پائیے اور دشمنون کے پنجے سے چہوٹ جائیے **شعر** ہی عزیزون ہی کی صحبت سے تو جینے کی بہار ورنہ کیا فائدہ ہی خضر سا تنہا رہنا ۔ محمودہ نے کہا کہ خاطر جمع رکہہ کل رخصت لونگی جب عطار گردون نے مشک تاتار شب سے شیشۂ ماہ بہر کر طاق مغرب مین دہرا اور خوانچہ زرین آفتاب کا دکان مشرق پر رکہہ کافور صبح سے بہرا حمالہ نے دو بہاری بہاری خلعت اور کئی خوان میوے کے تیار کر کے دونونکو خوابگاہ سے باہر نکالا پہر خلعت پہنا کر اور میوہ کہلا کر داہنے بائین انکو بٹہا لیا اور سر منہ چومنے لگی اس اشفاق پر بہی دونونکا غنچۂ خاطر نہ کہلا تب بولی ای دختر باتمیز و ای داماد عزیز جو تمنا تمہارے دلمین ہو سو کہو اگر آسمان کے تارے بہی مانگو گے تو اوتار لاؤنگی محمودہ نے اوٹہکر عرض کی تمہاری توجہات اور عنایات سے کوئی آرزو ہمارے دلمین باقی نہین ہی اگرچہ تمہاری آتش جدائی بہی چمن عشرت کو جلائے گی اور تمہاری مجلس سے رخصت گویا جان کی رخصت ہی لیکن ہر ساعت ہمجنسونکا شعلۂ فراق میرے سینہ مین بہڑکتا ہی اونسے دل جگر

ل کر دیا ہی اگر حکم ہو تو چند روز کے واسطے ہمجنسونکی صحبت مین جاؤن اور اونکے آب وصال سے
ن مصرعہ کہین ہون مین پرستار ہون مگر تیری + حمالہ نے اسباب کے سنتے ہی ٹھنڈی سانس
مینے اسواسطے تجھے پرورش کیا تہا کہ اپنی آنکھونکو صبح و شام بلکہ مدام تیرے سرمۂ دیدار سے روشن
ے حق بجانب تیرے ہی مین خوب جانتی ہون کہ یہ فتنہ سویا ہوا شاہزادے نے جگایا اگر آگے
یں جانتی تو ہرگز تیرا اسکے ساتھ بیاہ نکرتی مصرعہ یہی گناہ مرا گرچہ نہین خطا تیری + قصہ مختصر
حمالہ نے دیکھا کہ ہرگز انکا دل یہان نہین لگتا ایک دیو کو بلا کر کہا کہ جہان کہین شاہزادے کی مرضی ہو باحتیاط
تمام وہان پہنچا دے اور انکی رسید مجھے لا دے تو تیری خلاصی ہوگی اسکے بعد حمالہ نے دو بال اپنے سر سے
اکھیڑ کر ایک تاج الملوک اور دوسرا محمودہ کو دیا اور کہا جس وقت تجکو کوئی مہم درپیش ہو تو یہ بال آگ پر رکھنا
اور مجکو اٹھارہ ہزار دیو سمیت اپنی بات مین ہمین پہونچا جانتا پھر تاج الملوک کے ہاتھ مین محمودہ کا ہاتھ دیکر
یہ شعر پڑہا **شعر** سپردم بتو مایۂ خویش را + تو دانی حساب کم و بیش را + کہنے والے نے یون کہا ہی کہ اوسی
وقت وہ دیو پہاڑ کے مانند بجلی سا تیز رو دوڑ آیا اور پوچھنے لگا جہان فرماؤ وہان پہونچاؤن شہزادہ بولا
شہر فردوس مین جو گلزار لکھا ہی سو اوسکے باغ مین یہ سنتے ہی اون دونو کو اپنے کاندھے پر بٹھا کر ایک پل مین اونکو
جا کر اوتار دیا اور رسید مانگی تاج الملوک نے کہا ذرا تامل کر مین لکھ دیتا ہون جو آواز شاہزادے کی بکاولی
کانمین پہونچی سنتے ہی دوڑی آئی اور اوسکے قدمون پر گر پڑی پھر سجدہ شکر الہی بجالا کر بولی **شعر** ہر مو

کی جگہ تن پر اگر میرے زبان ہو	تو بھی نہ تیری بندہ نوازی کا بیان ہو

شاہزادے نے اپنے پہنچنے کا
حال لکھکر دیو کو دیا اور رخصت کیا اسکے بعد بیابانکی صعوبت دیو ستم پیشہ کی شفقت حمالہ کی مروت محمودہ
کے نکاح کی کیفیت گل بکاؤلی کے ہاتھ آنے کی حقیقت مفصل اوس سے بیان کی پھر وہ اوٹھکر محمودہ سے ملی اور
بہت سی اوسکی دلداری اور مہمانداری کی شاہزادے نے وہان چند روز توقف کیا پھر اپنے ملک کے جانے پر
مستعد ہوا اسواسطے کہ گل کے پہنچنے سے اوس بلبل منتظر کی آنکھین روشن ہون فرمایا کہ اسباب سفر کا تیار
کرین اور کشتیون پر بار کرین اہلکار وہی محل مین لائے اتنے مین بندیخانہ کے داروغہ نے آکر عرض کی کہ پورب کے
شاہزادونکے حق مین کیا حکم ہوتا ہی تاج الملوک صاحب خانہ کیطرف متوجہ ہو کر بولا ہر چند کہ مین بھائیونکی
سفارش کرون لیکن قبول نہو جب تک وہ تیری مہر کا داغ اپنے چوتڑ پر نکہائین جو مین زندان بان
اونکو لایا تاج الملوک نے بہت سی شفاعت کی کہ اگر شہزادے پورب کے تجھکو تونے چھوڑ دیے ان بیچارونکو
بھی اس گرفتاری سے نجات دے کہ خلق مین تیری نیکنامی اور خالق کے آگے سرخروئی ہو وہ بولی آپ ارشاد
جے مین انکو ہرگز نچھوڑونگی مگر ایک صورت ہے کہ یہ اپنے چوتڑون پر میری مہر کا داغ کہائین شاہزادون

نے اسکے سوا اور کچھ اپنی رہائی کی صورت نہ دیکھی ناچار قبول کیا چوتڑ دغواکے وہانسے چھوٹے اور جابجا سلامت لیگئے تاج الملوک نے چلتے وقت ایک ایک خلعت اور لاکھہ روپیہ خرچ راہ کے واسطے دلوا دیے اونہوان نے اور کسی شہر مین جاکر کچھ جمعیت بہم پہونچائی پھر وطن کی راہ لی تاج الملوک نے بھی دلبر اور محمود کو مع اسباب اپنے ملک کیطرف تری کی راہ سے رخصت فرمایا اور ارشاد کیا کہ فلانے شہر مین پہنچکر مقام کرنا مین بھی عنقریب خشکی کی راہ سے پہنچتا ہون

ساتوین داستان راہ مین تاج الملوک کے ملنے کی بھائیون سے اور چھین لینا گل بکاولی کا

کہتے ہین کہ تاج الملوک فقیرون کے بھیس مین پیچھے پیچھے بھائیونکے چلا آتا تھا کہ انکا ارادہ کماحقہ دریافت کرے الغرض وہ جہان اوترے ہوئے تھے آن پہونچا اور ایک کونے مین بیٹھ کر اونکی لن ترانیان اور جولانیان جھوٹی جھوٹی سننے لگا آخر نہ رہ سکا سامنے آکر دو بدو کہنے لگا یہ بیہودہ باتین آپ کیا کرتے ہو اپنا منہ دیکھو گل بکاولی میرے پاس ہی اور اوسیوقت اوسکو کمر سے کھولکر اون دغابازونکے آگے رکھدیا شاہزادے طیش کھاکر بولے بھلا اسکو آزمائین اگر تیری بات سچی نہو تو ہم جو چاہین تجکو سزا دین تاج الملوک نے کہا کہ سانچ کو آنچ کیا بہت بہتر پھر ایک اندھے کو بلاکر پھول اوسکی آنکھون مین ملا فوراً وہ نابینا بینا ہوگیا وہ اس تماشے کو دیکھکر حیران ہوگئے آخر نادم ہوکر پھول زبردستی چھین لیا اور مارے طمانچون کے اوسکا منہ لال کیا پھر گردن مین ہاتھ دیکر وہانسے نکال دیا اور خرم و شادان وطن کی راہ لی چند روز کے بعد اپنے ملک کی سرحد مین پہنچے اور ایک پیک کو آگے بھیجا کہ ہمارے آنیکی خبر حضور مین جلد پہونچا وہ اونکا حکم فی الفور بجا لایا جب زین الملوک نے یہ خبر فرحت اثر سنی باغ باغ ہوکر یہ قطعہ پڑھا

قطعہ

بتا دلا مجھے آیا یہ قاصد جانان
نسیم لائی مگر بوی یوسف کنعان
کہ درد کھونے کو پہونچا ہی صاحب درمان
ہر ایک غنچہ خاطر کھلا ہی گلشن مین

حاصل کلام بادشاہ خود کئی منزل استقبال کیواسطے تشریف لیگئے جب دوچار ہوئے شاہزادون نے قدمبوسی کی اور بادشاہ نے اونکا ماتھا چوما ایک ایک کو چھاتی سے لگایا الطاف فرمایا پھر شاہزادون نے گل بکاولی نذر کیا حضرت نے جو ہین آنکھون پر ملا وہین تار اسی روشن ہوگئین تب کہا الحمد للہ دیدہ ظاہر کو اس پھولنے نورانی کیا اور دیدہ باطن بیٹونکے دیدار سے منور ہوا اسکے بعد بادشاہ نے جشن شاہانہ شروع کیا اور شہر مین منادی پھروا دی کہ ہر ایک فقیر امیر عیش و عشرت کا دروازہ برس دن تک کھلا رکھے اور غم و الم کا بند

آٹھوین داستان بکاولی کے جاگنے کی اور گلزار کے حوض مین گل کو نہ دیکھنے کی اور اوسکے چور کی تلاش مین نکلنے کی

خمخانۂ سخن کا ساقی اس پرانی شراب کو نئے پیالے مین یون بھرتا ہی کہ جب بکاولی نے جادو بھری آنکھہ کھولی اور خواب راحت سے چونکی انگڑائی کی درست کی بیشواز ناز سے پہنی کنگھی سے بالون کو سنوار اودیٹا اوڑھا آہستہ

آہستہ آہستہ جہومتی انگہیلیون لیتے حوض کیطرف چلی ہر ہر قدم پہ وہ گل اندام اپنے نقش قدم سے زمین کو
پایئن باغ بناتی تہی اور گرد راہ سے چشم بلبل مین سرمہ لگاتی تہی جب حوض کے کنارے پر پہنچی دست نگارین سے
گلاب اپنے رخسار پر ڈالنے لگی اور پہر اسکا غبار کہ عنبر کے مانند تہا دہو دہو کر گلاب مین ملانے اور حوض کو چارو
طرف چشم مست ناز سے دیکہنے بہالنے لگی ناگاہ گل بکاولی کی جگہہ پر نظر جا پڑی ہر چند بغور و تامل نگاہ کی کچہہ اوسکا
نشان نظر نہ آیا بات سونی کی طرح اوس سمتین کے منہ پر زردی چہائی اور غنچہ کے مانند سموم غم سے کملائی
اتنے مین انگوٹہی پر آنکہہ جا پڑی حیرانی زیادہ بڑہی گہبرا کر دونون ہاتہون سے آنکہین ملنے لگی اور دلمین یون کہنے
یا آلہی یہ خواب دیکہتی ہون یا عالم طلسم پہر بولی اگر خواب ہوتا تو یہ علامتین ظاہر نہوتین پس اس صورت سے
معلوم ہوتا ہی کہ یہ کام کسی انسان کا ہی نہین تو دوسرے کی کیا طاقت کہ اٹہارہ ہزار دیو کے ہاتہ سے بچکر یہان
سلامت پہنچے اور گل مقصود کو بے کہٹکے لیجائے پہر جسوقت اپنی برہنگی کی حالت اوسکو یاد آتی دریای شرم مین

دو بجاتی اور یہ اپنے حسب حال پڑہتی	اشعار ای چور تو اپنا نام بتلا	چوری کا سبب تمام بتلا
دنیا مین نہین ہی کوئی تجہہ سا	انسان سے ہو نہ کام تیرا	ہی چور کو مال سے سروکار
ٹھگتا ہی وہ سیم و زر کہ بار	مین دیکہون جو تیرے ست گلگون	آنکہون سے لگاؤن بلکہ جو مون
ہر جنس یہان ادہر اودہر تہی	پر اور کہین تیری نظر تہی	سینہ مین سنگ تو اگاکر
دل مفت مین لیگیا چہ اگر	دیکہا نہین گو نگاہ بہر کر	پر آنکہہ پڑی صنوبر لب پر
گو سیر ہوا نہ تو یہہ مانا	اس شہد کا پر مزا تو جانا	جو نقد تہا اوسکو لے گیا ہی
صندوق فقط یہان پڑا ہی	العرض افسوس کرتی ہوئی حوض کے کنارے سے اوٹھکر یاقوت کے مکان مین	

جا بیٹہی اور پریونکو بلا کر اس بیخبری کی سزا ہر ایک کو دینے لگی مگر یہ نسمجہی کہ جسوقت تیر تقدیر چہوٹے سپر تدبیر سے
کوئی نہ روک سکے ع تقدیر کے آگے کچہہ تدبیر نہین چلتی * پہر پریون نے جہنجہلا کر کہنے لگی اگر تم اپنی زندگی
چاہتی ہو تو میرے چور کو بجنسہ لا کر حاضر کرو یہ سنکے سات سی پریان چار طرف تلاش کیواسطے ہل ہانکتی
کودتی پہانکتی دوڑین لیکن کہین اوس بی نشان کا نشان کسینے نہ پایا سچ ہی کہ بی نشان کا وہ نشان
پائے جو آپکو بی نشان بنائے * جیسے گم شدہ کے کوئی جائے * گر کرے گم آپکو جب اوسکو پائے
بکاولی کہ دل اوسکا تیر عشق سے چہد گیا تہا درد کی شدت سے بلبلاتی تہی کمان کیطرح چلاتی تہی آخر بیتابی
کے مارے گوشہ چہوڑ کر رشتہ شرم و حیا کو توڑ کر چور کی تلاش مین کمر ہمت باندہ کر سر بصحرا نکلی جہان جاتی
اوسے کوئی ندیکہتا اور وہ ہر ایک کو دیکہکر یہ کہتی اور جا نکہتی غرض اسیطرح پہرتی پہرتی پورب دیس مین
جا نکلی کہتے ہین جب زین الملوک کے شہر مین وارد ہوئی جس کوچہ و بازار مین جاتی وہان اسباب عیش کا مہیا

پاتی ہر ایک دروازے پر خوشی کی نوبت بجتی دیکھی یہ رنگ ڈھنگ دیکھکر حیران ہوکر آخر آپکو پندرہ سولہ برس کا ایک جوان شکیل و دیدار و بناکر کسی سے پوچھا کہ اس شہر مین چھوٹے بڑے کی خوشی کا سبب اور خاص و عام کے شادی کا باعث کہ برخلاف آئین حکمت ہی کیا ہی اوسنے کہا کہ یہان کا بادشاہ قضای الہی سے اندہا ہوگیا تہا اوسکے بیٹے مدت مدید کے بعد بہت سی مصیبت اور رنج اوٹہاکر گل بکاولی لائے کہ بادشاہ کی آنکھین روشن ہوئین سب کو ارشاد کیا کہ برس دن تک اسیطرح سب اعلی ادنی اپنے دروازون پر نوبت دہرین اور عیش کرین بکاولی نے یہ مژدہ جان بخش سنکر کہا الحمد للہ پای طلب نے منزل مقصود پائی محنت ٹھکانے لگی یہ ملک اوسی فتنہ انگیز کا ہی کاہ اغلب کہ وہ بہی ہاتہ آوے اور خلش مٹ جاوے پہر دریا کے کنارے جاکر کپڑے اوتارے پانی مین اوتری نہا دہوکے راہ کی ماندگی کہوکر کلفت دہوکر اور ایک جوان حسین بنکر پوشاک مردانی پہنکر بادشاہی محلون کی طرف متوجہ ہوئی بازار مین ناز سے آہستہ آہستہ چلتی تہی جسکی طرف چشم سرمہ سا اوٹہاتی اوسے نقش پا کیطرح مٹاتی اور جسدم تیغ ابرو یا خنجر مژگان دکہاتی اہل نظر کو بسمل کیطرح لٹاتی اور جسوقت زلف پیچ کو تاب دیتی تماشائی ہونگے دلکو پیچ و تاب مین لاتی غرض جب اوسکے سامنے آتا اوسکو سکتا ہوجاتا آخر تمام شہر مین اوسکے حسن و جمال کا غل پڑگیا رفتہ رفتہ بادشاہ کے بہی گوش گذار ہوا چنانچہ حضور سے ارشاد ہوا کہ اوس جوان رعنا کو ہمارے پاس لاؤ قصہ کوتاہ حضور اعلی مین اوسے لیگئے حضرت نے پوچھا کہو کہان سے آنا ہوا اور تمہارا کیا نام ہی کسواسطے آئے ہو جوان نے عرض کی کہ وطن تو غلام کا عجیم ہی اور نام فرخ نوکری کی تلاش مین آیا ہون اب جہان پناہ کے تفضلات سے امیدیہ ہی کہ حضور کے ملازمون مین سرفراز ہون تادعای دولت مین خاطر جمع سے مشغول ہون زین الملوک نے کہا بہت بہتر حاضر رہو اور خواصون مین سرفراز کیا بلاقید کی پروانگی دی تہوڑے دن اوسے گذرے تہے کہ چارون شاہزادے ایک روز بارگاہ سلطان مین آئے بادشاہ نے شفقت سے ہر ایک کو چہاتی سے لگاکر سر اور آنکہین چومین پہر کرسی پر بیٹہنے کا اشارہ کیا وہ تسلیم کرکے بیٹہ گئے بکاولی نے کسی سے پوچھا کہ یہ کون ہین اوسنے کہا تم نہین پہچانتے بادشاہ کے بیٹے ہین تب اوسنے ہر ایک کے قیافیکے سونیکو امتحان کی کسوٹی پر کسا لیکن کہرا اپنا پایا سرا پا کہوٹا ہی نظر آیا پوچھا کہ بادشاہ کا کوئی اور بہی بیٹا ہی جو انکے ساتہ گل بکاولی لینے گیا تہا اوسنے کہا اور کوئی نہین جب اوسے ثابت ہوا کہ بادشاہ اور کوئی بیٹا نہین رکہتا تہا گہبراتی اپنے طالع سے لڑنے لگی اور یہ اشعار پڑہنے لگی

اری بخت زبون تو نے کیا کیا	یہ عقدہ کام مین کیون میرے ڈالا	یہ کہولے ناخن تدبیر اسکو
یہ وہ ہی کہتے ہین تقدیر جسکو	اگر دیکھے کوئی خواب پریشان	تو ہو تعبیر دینی اوسکی آسان
مگر میرا معما ہی یہ لاحل	کسی مخلوق سے ہووے یہ کیا حل	کرون کیا خواہی مین
نہین تعبیر ہی اسکے یہ تعبیر	وہ کونسا عیار تہا جو اوس باغ سے گل لیگیا نیرنگسازی کے	

اور سنے میرے شیشہ ناموس کو پھوڑا اور غائبانہ تیر عشق سے میرے سینہ کو توڑا مینے اوسکی کسقدر جستجو کی
کیا کیا محنت اور مشقت کھینچی بارے یہان اوس گل کا نشان ملا ذرا میرا غنچہ دل کھلا مینے کچہ شبہ بشک
مینے جانا یہی ہی چور کا میرے ٹھکانا لیکن فلک دغاباز نے میرا کھیل بگاڑا آبادی کی صورت دکھلا کر اوجاڑا
کہان جاؤن کیون اب کس سے فریاد ✣ نہین بس کرتی ہون اب داد و بیداد ✣ القصہ بکاولی نے اپنے دل مین
ٹھرایا کہ البتہ بادشاہ کا کوئی اور بھی بیٹا ہوگا کیونکہ ان نادانون کے قیافے سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ اس امر دشوار
کی تحصیل انسے ہوئی ہو بہرحال چندے اور بھی صبر کیا چاہیے دیکھون تو پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی سبحان اللہ
کیا اولٹی بات ہی کہ معشوق طالب عاشق کا ہوا اور عاشق اوسکا مطلوب لیکن نظر تحقیق سے جو غور کرے تو بعید نہی
لگے کیونکہ جب تک معشوق کو خواہش عاشق کی نہو اوسکی چاہت اکارت ہی اور کوشش بیفائدہ آتش طلب کی
جو عاشق کے گریبانمے مشتعل ہی فی الحقیقت لگائی ہوئی معشوق کی ہی شعر عشق اول در دل معشوق پیدا می شود
گر نسوزد شمع کی پروانہ شیدا می شود ✣ بات بڑہ گئی قلم کہتا ہی ای شخص بس کر مینے لکھنے مین بہت سی کوشش
کی اور ہاتہ ایسی سعی کا دعوی کرتے ہین کہ قلم لیے کیا کیا ہمنے لکھا بازو اپنے تردد کا دم مارتا ہی کہ دست قلم اور تیرے
کیا ہوا جو کچہ کیا سو مینے کیا غرض اسیطرح اسباب التحریر کے بڑہے اور ایک کو ایک پر فوقیت ہوتی گئی دفعۃً ایک کاتب
ایسا سبب پیدا ہو گیا کہ وہ محتاج کسیکا نتہا پس ای عزیز اگر تو بتاوے کہ فی الحقیقت لکھنے مین کسکی سعی ہی اور ظاہر مین کسکی
تو یقین ہی عاشق اور معشوق کی سعی کا جواب دیوے

نوین داستان حمالہ کے پہنچنے کی تاج الملوک کے پاس دیون سمیت اور بکاولی کی سی حویلی اور باغ تیار کرنے مین ✣

جب تاج الملوک سے اون ناعاقبت اندیشون نے گل بکاولی چھین لیا یہ بیچارہ دل ہی دلمین پیچ و تاب کہا کر رہگیا
مثل ہی کہ قہر درویش بجان درویش پھر اون کمبختونکے پیچھے پیچھے بعد چند روز کے اپنے باپ کی سرحد مین ایک جنگل
جو درندونکا مسکن تہا اوسمین آ پہنچا اور چقماق سے آگ جہاڑ کر حمالہ کے دیے ہوئے بالکو اوسپر رکھدیا جو تہا ئی
بہی نہ جلا ہوگا کہ وہ اٹھارہ ہزار دیون سمیت آ پہنچی اور تاج الملوک کو فقیرونکے بھیس مین دیکھکر آگ ہو گئی کہ
ای شاہزادے میری بیٹی کو کیا کیا اور تونے اپنا کیا حال بنایا تاج الملوک بولا کہ آپکی توجہ سے سب طرح خیریت ہی
لیکن ایک کام مجھے نہایت منظور ہی اور اوسکی تدبیر مجھسے نہین ہو سکتی اسواسطے آپکو تصدیع دی ہی حمالہ نے
کہا ای عیار باتین نہ بناؤ کونسا کام ہی کہین جلدی کہہ تاج الملوک نے عرض کی مین چاہتا ہون کہ اس جنگل
مین ایک محل اور باغ کہ ہو بہو بکاولی کے قصر اور باغ سا ہو بناؤن تم جسطرح سے جانو جلد بنوا دو وہ بولی ای بیٹا
یہ کتنی بات ہی مگر مینے تو اوسکے باغ اور عمارت کو دیکھا نہین بہلا بن دیکھے مکانکا نقشہ کسطرح بتاؤن اور بنواؤن
تاج الملوک بولا جسطرح مین کہون اوسیطرح بنوا دو حمالہ نے اوسیوقت کئی سو دیو لعل بدخشانکے واسطے اور کیکڑون

عقیق یمانی کے لیئے اور ہزارون سونے روپے اور جواہر بیش قیمت کے واسطے ہر چار طرف بہیجے تو دو برس
تین روز کے عرصے مین جواہرات وغیرہ کی جا بجا توڑے لگا دیئے پہر شاہزادہ جسطرح بتانے لگا اوسیطرح کو
بنانے لگے پہلے تو دو نیزے مٹی کہود کر پہینک دی اور وہان زر خالص بہر دیا اور اوسی قطعہ طلائی پر اور
عمارتونکی بنا ڈالی غرض تہوڑے دنون مین ویساہی قصر اور اوسیطرح کا باغ جواہر نگار جڑاو نہرین درختون سمیت
اور زبرجد اور یاقوتکے دالان عالیشان آمنے سامنے بیچ مین اونکے ایک حوض مرصع اوسی قطع کا گلاب سے
معمور بنایا پہر ایک ایک مکان مین فرش اوسی رنگ کا بچہایا حاصل یہ ہی کہ جتنا جواہر سونا روپا دیو لائے تہے
اونمین سے آدہا مکان کے بنانے مین خرچ ہوا چوتہائی کارخانجات کی تیاری کو دیا باقی خزانہ مین داخل کیا جب
عمارت سب بن چکی اور تاج الملوک کے پسند پڑی تب حمالہ نے اوس سے کہا کہ تو بہی جانتا ہی کہ مینے تیرے
واسطے کس قدر رنج اوٹہایا دکہ سہا اسکے سوا دیو ونکو آدمیونسے کمال مخالفت ہی برعکس مینے تجہے محبت
کی اور کس شفقت سے پالا اور پرورش کیا علاوہ اسکے بکاولیکے ملک مین کہ آج تک کوئی نہین گیا تجہی پہنچایا
پہر بسبب اس حرکت کے کہ جو تجہسے وہان ہوئی اوسکے ہاتہ سے مینے کیا کیا صعوبت اور زحمت اوٹہائی
سو یہ سب محمودہ جانکی خاطر ہی ایسا نہو کہ اوسکا دامن ہوای روزگار سے غبار آلودہ ہو یہ کہکر رخصت ہوئی
اوسکے بعد جس مقام مین محمودہ اور دلبر کو استقامت کے لیئے فرمایا تہا اوسیطرف شاہزادہ بڑے ٹہاٹہ سے گیا اور
اونکو چہڑاو عماریونمین سوار کیا پیچہے پیچہے خواصونکی محافے رہتین جسپر کارچوبی سلطانی باناتکے پردے پڑے ہوئے
آگے آگے غلام خوش پوشاک سونے روپے کے عصے ہاتہونمین لیئے گہوڑون پر سوار اہتمام کرتے ہوئے
غرض اس تجمل سے اوس قصر عالی مین دونونکو داخل کیا اور عیش وعشرت سے اوقات بسر کرنے لگا

دسوین داستان خبر پہنچنے مین عمارت بنانے تاج الملوک کی زین الملوک کو

معمار سرای اس سخن کا خانہ داستان کی بنا کا حال اسطرح کہتا ہی کہ ایکدن تاج الملوک کے غلامونمین
سے ساعد نام اوس بیابان مین سیر کرتا پہرتا تہا ناگاہ اوسکی نگاہ کئی لکڑہارون پر کہ جنگل سے لکڑیون کے
بوجہے لیئے جاتے تہے جا پڑی اوسنے پوچہا تم کون ہو اور یہ لکڑیان کہان لیئے جاتے ہو اونہون نے جواب دیا کہ
ہم شہر فرشتان کے لکڑہارے ہین یہی ہمارا کسب ہی اسی سے ہمارے لڑکے بالے جیتے ہین دانہ پانی کہاتے
پیتے ہین اوسنے کہا کہ آج تم یہ گٹہے میرے آقا کے باورچیخانہ مین لے چلو دولتخانہ اوسکا نزدیک ہی اوسنے
اس ویرانے مین ایک شہر آباد کیا ہی واجبی قیمت ملے گی بلکہ ایسا انعام پاؤگے کہ پہر کہین اور لکڑیان
بیچنے نجاؤگے اونہون نے کہا ہمارے تمام عمر اسی کام مین اور اسی بیابان سے لکڑیان لیجاتے گذری لیکن
آباد دیکہا یہان نشان ندیکہا نہ سنا ساعد نے کہا ذرا تم آگے بڑہکر دیکہو اگر میرے کہنے کا کچہ اثر ظاہر ہو تو

تو سہ ہین تو تمہارے پہر آنے کا کوئی مانع نہوگا لکڑہارے انعام کے لالچسے ساعد کے آگے ہولیے پہر
تہوڑی سی دور جاکر سب ایکبارگی پکار اوٹہے کہ نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ای میان تم ہمکو کیون آگ مین جہونکنے
کو لیے جاتے ہو چولہے مین جاوی انعام اور بہاڑ مین پڑے اکرام بس ہمین معاف کرو ہمنے بہر پایا ساعد نے کہا یہ
شعلہ آتش نہین حویلی کے جواہرات کی چمک ہی تم ہرگز اندیشہ نکرو اور میرے ساتہ چلے آؤ تو وہ اوسکے کہنے سے
کچہ اور بہی بڑہے آگے ساری زمین سونے کی نظر آئی سب نے اوسکی بات سچی پائی قدم اوٹہائے بیدہڑک چلی آخر
وہ حضور مین اونکو لیگیا تاج الملوک نے ایک ایک تہان بیش قیمت ہر ایک کو دیکر رخصت کیا اور فرمایا اگر تم
یہان آیا کرو تو اس سے دونا ہر روز پایا کرو لکڑہارون نے جب پہلے دن ایسا انعام پایا اور آیندہ امید بندہی اپنا
وطن چہوڑ کر وہان ہر ایک آرہا یہ خبر اونکے ہمسایہ مین پہیلی اور جابجا منتشر ہوئی غرض جو کوئی اوس شہر کے دیکہنے کو
جاتا ہرگز وہانسے پہر کر گہر نہ آتا وہین رہتا اور کوتوال شہر قتان ہر روز رعیت کے بہاگنے کی خبر وزیر کے حضور مین
کہتا چنانچہ ایکدن اوسنے خبر دی کہ آج کی رات ہزار گہر اہل حرفہ کے خالی ہوئے اور وہ بہاگ گئے وزیر نے
کہا کچہ یہ بہی تو جانتا ہی کہ کہان جاتے ہین تب وہ بولا کہ غلام نے سنا ہی کہ کسینے درندونکے جنگل مین دس کوس تک
سونے کی اینٹین بچہاکر پہر ایک اسطرحکا شہر آباد کیا ہی اور ایک قصر اور باغ بہی جواہر کا ایسا بنایا ہی کہ روی زمین پر
دنیا دوسرا نہین جو دیکہتا ہی یہ مطلع پڑہتا ہی شعر اگر فردوس بر روی زمین است + ہمین است و ہمین است و
ہمین است + اور اوسکے دریای سخاوت کی لہر دور نہین کہ نام حاتم طائی کا آجوی زمانے سے لیجائے اور پانی اوسکے
بحر عدالت کا بعید نہین کہ نقش عدل نوشیروان کا لوح ہستی سے مٹائے وزیر نے اس باتکو باور نکیا کہا جو کام کہ طاقت
بشر سے باہر ہو انسان کی کیا مجال کہ کر سکے کوتوال نے مکرر عرض کی کہ متواتر خبر پہونچی ہی جہوٹہ کیونکر ہوگی جو قادر
کریم کہ عورت کو مرد بنا سکتا ہی اور مرد کو عورت وہ اگر دولت دنیوی کو کہ بمنزلہ ایک عورت سکیلہ کے ہی
کسی مرد کے مطیع کردے تو عجب کیا ہی شعر نہ پوچہہ چرخ ہوا ہی کمینہ پرور کیون + بہانہ بے سببی بس ہی اسکے
فتنے کو + کیا آپنے اوس شہزادی کا قصہ جسنے ایک دیو سے علامت مردی کی لیکر اپنی شادی کی تہی نہین
سنا وزیر نے کہا وہ کیونکر ہی حکایت کوتوال نے عرض کیا کہ اگلے وقت مین ایک بادشاہ تہا اوسکی
محلسرا مین سو رنڈیان صاحب جمال بمثال حور تہین پر کسی کے اولاد نہوتی تہی خدا کی قدرت کاملہ سے ایک حسین
اور نوجوان کو اونمین سے حمل رہا نو مہینے کے بعد اوسکے لڑکی پیدا ہوئی اوسیطرح تین بار جنی مگر لڑکا پیدا نہوا
جب چوتہی بار حمل رہا بادشاہ نے قسم کہائی کہ اگر اس مرتبہ بیٹی جنی تو اسکو اوسکے سمیت جانسے مار ڈالونگا تقدیر
کی نیرنگی سے اس بار بہی لڑکی پیدا ہوئی لیکن نہایت خوبصورت پری طلعت اوسکی مان نے جانکے خوف سے لڑکا
مشہور کیا اور نجومیون کو بہی تاکید کی کہ بادشاہ کو سمجہا دو کہ دس برس اس لڑکے کا منہ دیکہنا اسکو اچہا نہین

ہی

چنانچہ منجموں نے بادشاہ کی خدمت مین اسیطرح عرض کیا حضرت نے بھی مانا اور ویسا ہی کیا القصہ جب لڑکی کی شادی
ہوئی اور اوسکے دیدار کی منادی کے دن تھوڑے رہے جب ماں نے بیٹی کہوانے کی وجہ اوسکو سمجھا دی اور کہا
اسی بیٹی تو بادشاہ کے حضور مردانی وضع سے آیا جایا کیجیو کہ میری اور تیری زندگی ہے اور جان بچے اچھا چنانچہ
لڑکی ایام معہودہ تک بعد بادشاہ کی خدمت مین کبھی کبھی آتی جاتی مجرا کر کے جلدی سے چلی آتی اور وزیر کے ہان رہتی
آخر اوس دختر وزیر کی نسبت دوسرے بادشاہ کی بیٹی سے کی جب شادی کے دن نزدیک پہنچے بادشاہ نے اوسکو
لباس شاہانہ پہنایا اور سونے کے ہودے پر بٹہا کر تجمل بادشاہی سے دولہن کے ملک کو روانہ ہوا لڑکی اوس حالت مین کبھی
ہنستی اور کبھی روتی ایک رات کسی ویرانہ مین اتفاق رہنے کا ہوا لڑکی مارے شرم کے کہ آخر کار زندگانی وبال
جان ہوگی چپکے اوٹھکر اوس بیابان مین چلی گئی اس ارادے سے کہ کوئی درندہ کہا جائے جاتے جاتے ایک درخت
کے تلے کہ وہ دیو کے رہنے کا مکان تہا پہنچی وہ اوسکے حسن پر دیوانہ ہوگیا اور آدمی کی صورت بنکر لڑکی کے
آگے آکر اوسکا حال پوچھنے لگا اوسنے ساری حقیقت بیان کی یہ سنکر دیو کا دل بھر آیا بولا تو اگر امانت مین خیانت
نکرے اور اسپر قول دے تو اپنی آلت کسی حکمت سے تیرے لگا دوں اور تیری علامت آپ اختیار کر دوں لڑکی
دیو کے کہنے کے موافق عمل مین لائی اوسنے بھی وعدہ پورا کیا پھر وہان سے خرم وخندان اپنے ڈیرے [illegible]
کئی روز کے بعد برات اپنی منزل مقصود کو پہنچی اور شادی سے فراغت کر کے بادشاہ اپنے ملک کو پھر آیا شاہزادہ
نقلی چند مدت وہین رہا جب اوسکا ایک لڑکا پیدا ہوا تب قصد وطن کا کیا اور منزلین طی کرنے لگا جب اوس
جنگل مین پہنچا اوسی درخت کے نیچے گیا کیا دیکھتا ہی کہ دیو بڑہیا کے بہیس مین رونی شکل بنائے بیٹہا ہی
شاہزادے نے کہا ای دیو مینے تیری مہربانی سے اپنے دل کی مراد پائی اب اپنی چیز لے اور میری مجھے
دے دیو نے کہا اب مین اس کام سے گذر گیا تقدیر مین یہی لکہا تہا تب اوسنے پوچھا کہ وجہ اسکی کیا ہی مفصل
بیان کر وہ بولا کہ مین اسی صورت سے تیرا منتظر یہان بیٹہا تہا ناگاہ ایک پہاڑ سا دیو آیا اوسکے دیکھنے سے
مجھپر شہوت غالب ہوئی اور مارے مستی کے رہ نسکا اوسنے بھی دوڑ کر مجھے چھاتی سے لگا لیا آخر بعد صحبت
وصل بلا دیا مین اگر اب علامت مردی کی لگاؤن تو جننے کے وقت جی سے ہاتہ اوٹھاؤن اسکے سوا یہ عقدہ
بھی مجھپر کھلا کہ مردونسے رنڈیان شہوت مین زیادہ ہین اب جا اپنی راہ لے مینے اپنی چیز تجھی کو بخشی وزیر
نے کہا خدا کی قدرت معمور اور برحق ہی مجھے کچھ اسمین شک نہین لیکن محال چیزونکا آدمیوں سے موجود
ہونا عقل مین نہین آتا کوئی دانا اسکو نہین مانتا شاید تونے چڑے اور فقیر کی کہانی نہین سنی کوتوال نے
عرض کیا کہ فرمائیے **حکایت** وزیر نے کہا حضرت سلیمان ع کے عہد مین چڑیا کا جوڑا ایک [illegible] مین بیٹہا
دانہ کہاتا تہا کہ ایک فقیر جبہ پوش کو دور سے آتے دیکہا مادہ نے نر سے کہا خبردار دشمن آتا ہی ایسا نہو

کہ نہ بلاؤ میں گرفتار کرے نر بولا کہ اس خدا دوست سے کچھ اندیشہ نہین جو خدا کی راہ پر چلتے ہین وہ کسی کی ایذا
کے روادار نہین ہوتے اُنہین باتون مین تہے کہ فقیر آپہونچا اور بغل سے ایک سونٹا نکال ایسا پھینک مارا
کہ نر کا ایک بازو ٹوٹ گیا پہر حال اوس ظالم کے ہاتہ سے بہاگ گرتا پڑتا حضرت سلیمان بادشاہ کے پاس گیا
پہلے تو جاکر دعا دی پہر یہ عرض کی کہ فلانے درویش نے بے تقصیر میرا بازو توڑ ڈالا ہی بادشاہ نے فرمایا اوسکو
حاضر کرو چنانچہ حضور مین اوسے لے آئے تب حضرت نے غضب سے فرمایا کہ تونے اسکو کیون مارا ہی اوسنے عرض کیا
کہ اگر مینے اسکو مارا تو کیا ظلم کیا کیونکہ انسان کی خوراک ہی یہ سنکر چڑا بولا کہ اگرچہ مین بیچارہ چہوٹا سا جانور ہون
پر اسقدر مجکو شعور ہی کہ اپنے دوست سے شیر و شکر کے مانند ملجاتا ہون اور دشمن سے کڑی کمان سے تیر کیطرح بہاگتا
ہون تیری پیوندی گدڑی دیکہکر مینے جانا کہ تو خدا کی راہ پر ہی کسی کے حق مین بدی نکریگا لیکن اب مجپر کہلا
کہ تیرا رہنما شیطان ہی اور گدڑی مین فقط مکر و دغا بہرا ہی اب اسکو اوتار رکھہ کہ اور کوئی میری طرح فریب نہ
کہائے اور تیرے دام مکر مین نہ آجائے چڑے کی باتین حضرت کو نہایت پسند آئین فقیر کو لعنت ملامت کر کے
نکال دیا اور بعد چند روز کے وہی چڑا کہین چگتا تہا کسی درویش نے کسیطرح اوسکو پنجرے مین پکڑ کر بند کیا چڑا سمجہا
کہ اگر تدبیر [illegible] سوچکر یون کہنے لگا ای مرد خدا پنجرے سے میرے تجکو چندان نفع نہوگا اور کہانے سے
بہی معلوم رکہنا کہ علی ہذا القیاس بیفایدہ ہی پس چند سخن کہ ہر ایک دُرِّ بے بہا ہی اگر مجکو چہوڑ دے تو کہون یہ
سنکے فقیر بہت خوش ہوا پنجرے سے نکالکر پانوون پکڑ ہاتہ پر بٹہایا اور کہا لو کہو چڑا بولا ایک عالم کہتا ہی کہ خدا چاہے
تو بہتر اونٹ کی قطار سوئی کے ناکے سے نکل جائے یہ بات سچ ہی خدا کی قدرت سے کچہ دور نہین پر یہ آدمی کی سعی
سے ہرگز اعتبار نکیا چاہئے دوسرے یہ کہ جو کام اپنے اختیار مین نرہے اوسکے واسطے غمگین نہو جیسے ای درویش
اب چہوڑ دے تو اور کہون فقیر نے اوسے آزاد کیا چڑا اوڑکر ایک درخت کی ڈالی پر جا بیٹہا اور بولا فقیر تو بڑا احمق
ہی کیا تیری عقل ماری گئی جو ایسا شکار اپنے ہاتہ سے کہویا میرے پیٹ مین ایک لعل بے بہا ہی اگر تو مجہے مار کر
کہاتا تو وہ بہی تیرے ہاتہ آتا درویش یہ سنکر ہاتہ ملنے لگا اور یون کہنے لگا ای پرند بہلا مین اس نفع سے
گذرا لیکن تو اور باتین تو کہہ چڑا بولا کہ تیرا دل مانند چکنے گہڑے کے ہی میری باتین اوسپر اثر نکرینگی ناحق
کہکر ضایع کرون مثل مشہور ہی اندہے کے آگے روؤ اپنی آنکہین کہوؤ ای نادان ابہی تو مینے تجسے کہا تہا
کہ جو چیز اپنے قبضے سے نکل جائے اوسکے واسطے نہ پچہتائے اسی دم تو بہول گیا اور نہ سمجہا کہ مینے لعل کیونکر
نگلا ہوگا یہ کہکر چڑا تو اوڑ گیا اور فقیر نے مایوس ہوکر گہر کا رستا لیا اس بات سے اپنی غرض یہ ہی کہ
خدا کو سب طرح کی قدرت اور طاقت ہی انسانکو چاہئے کہ بے تحقیقات بادشاہون کی جناب مین کچہ عرض
معروض نکرے اسواسطے تجکو لازم ہی کہ پہلے تو جاکر اپنی آنکہون سے دیکہہ آ پہر عرض کر گیارہوین داستان

جانے مین زین الملوک کی لشکر اور ارکان دولت کے ساتھ ضیافت کھاچکے
کو تاج الملوک کے مکان مین آخر کوتوال نے وزیر سے رخصت لیکر ملک نگارین کی راہ لی جب
شہر نیمروز سے ایک منزل پر اوسنے دیکھا کہ اس جنگل مین ایسی اگ لگ رہی ہی کہ اوسکے شعلے آسمان تک پہنچے
ہین اتنے مین سواری کچہ اور آگے بڑہی تو شہر کی زمین نظر آئی اور جڑاؤ عمارت جب ظاہر ہوا کہ جسپر آتش کا
گمان کیا تھا وہ یہی تہی شعلے نہ تھے وہ اسکی چمک تہی اتنے مین تاج الملوک نے جو کوتوال کے آنے کی خبر
سنی فرمایا کہ خوصنون کو بہر وا اور فوارے چہوڑوا اور اوسے یاقوت کے دالانمین ٹہہاؤ اہلکار جب حکم کوتوال کو حویلی مین
لیگئے وہ جسطرف آنکہہ اوٹہا کر دیکہتا تہا جگمگاہٹ سے جواہرات کی چکاچوند لگ جاتی تہی بعد ایک
ساعت کے تاج الملوک نے بہی تخت شوکت کو زیب و زینت بخشی کوتوال اوٹہکر آداب بجالایا اور دعا اور ثنا
کے بعد عرض کرنے لگا جب حضرت کے مکان بنانے اور ملک بسانے کی اس جنگل مین خبر شرقستان کے بادشاہ
کی جناب مین پہونچی تب اس خانہ زاد کو تحقیقات حال کے لیے بہیجا ہی گستاخی معاف اگر آپکے دلمین خواہش
سلطنت کی اور ارادہ فساد کا ہو تو اوسکے بہی کچہ ڈہنگ نہین والا طوق بزرگی کا گلیمین ڈالکر بارگاہ
سلطانی مین حاضر ہوجیے کیونکہ دو تلوارین ایک میان مین نہین ہتین اور نہ دو بادشاہ ایک ولایت مین تاج
الملوک یہ سنکر بولا مینے تو اس حیوانات کے وطن مین ایک عبادتگاہ بنائی ہی حقتعالی کی بندگی مین مشغول
رہتا ہون خواہش بادشاہی کی مطلقا نہین بلکہ دعوای دولتخواہی ہی کوتوال نے جو یہ کلمات شائستہ سنے
خوشی بخوشی رخصت ہوا اور جو کچہ دیکہا سنا تہا وزیر سے مفصل کہا وہ سنکر ایک لمحہ تو بحر فکر مین ڈوبا رہا پہر
بادشاہ کی حضور مین جاکر جو کیفیت سنی تہی عرض کی بعضون نے تو سچ جانا اور کتنون نے جہوٹہ سمجہکر بنایا بگاوی
کہ زین الملوک کی خدمت مین حاضر تہی یہ بات سنکر دلمین کہنے لگی کہ الحمد للہ اتنی مدت کے بعد عقدہ بستہ
کی صورت کشایش اور شب نا امیدی کے بعد صبح آسایش کے ہونے کی شکل نظر آئی اے طپش دل نے خبر یار کے
آنے کی دی ہے خوش ہوا ہی جیتم کہ یہ زمزمہ افواہ نہین ہے بادشاہ بہی اس ماجرے کو وزیر سے سنکر ایک
ساعت گریبان تفکر مین سر ڈالے رہا اوسکے بعد فرمایا کہ اگر یہی صورت ہی تو ایک ایک فتنہ زوال
سلطنت کا موجب ہوگا وزیر نے آداب بجالاکر عرض کیا کہ عقلمندون نے کہا ہی جس دشمن سے
لڑائی مین بر نہ آسکے اوس سے دار و مدار کرکے ملجاہی بیت خوشی سے برآمد جو ہو کام کی ہے تو کیجے نہ
تندی و گردنکشی ہے اب تدبیر یہ ہی کہ قبلۂ عالم اوس سے اخلاص بڑہائین اور رشتۂ محبت اوسکی گردن مین
ڈالین بادشاہ نے فرمایا تیرے سوا اور کسی کو اس بات کے لائق نہین دیکہتا ہون تو ہی وہان جا اور رابطہ اوس
سے بہم پہنچا لیکن وہ کام کیجیو کہ سانپ بہی مرے اور لاٹہی بہی نہ ٹوٹے یعنی میری شان نہ گہٹے اور رخلاص

ادہر سے وزیر خجستہ تدبیر موجب حکم کے بڑے کروفر سے روانہ ہوا جب تاج الملوک کو اوسکے آنیکی خبر
پہنچی ارشاد کیا کہ فرش و فروش کی تیاری نئے سر سے کریں حوضونکا گلاب بدلوائیں فوارے چہوڑ دیں
اور اوسکو لعل بدخشانی کے دالان میں ٹہہرائیں جب وہ آیا اہلکار اوسی طرح عمل میں لائے شاہزادہ آپ بہی
وہاں رونق افزا ہوا اور ایک جڑاؤ کرسی پر بیٹہا وزیر نے اوٹہکر مجرا کیا و دعائیں دیں پہر التماس کیا کہ آگے اس سے
ایک بادشاہی بندہ حضور میں حاضر ہوا تہا اور اوسنے ایکا پیام محبت انجام حضور معلی میں پہنچایا اوصاف
پسندیدہ بہی بہت سے بیان کئے بادشاہ کی آتش غضب کو سرد کر دیا بلکہ قبلۂ عالم کو حضرت کی ملاقات کا مشتاق
کیا اس سے کیا بہتر ہی کہ دو چشمے فیض و عطا کے اور دو دریا جود و سخا کے باہم ملیں تاج الملوک نے کہا جو پیام کہ
میری طرف سے لازم تہا سو حضرت جہان پناہ کی طرف سے آیا بسر و چشم مجہے قبول ہی میری بہی آرزو یہی تہی پہر وزیر نے
عرض کی انشاء اللہ تعالی بعد ایک ہفتہ کے حضرت عالم پناہ یہاں رونق بخش ہونگے پہر خاصہ یاد کیا بکاول
رنگا رنگ کا طعام لذیذ و خوشگوار جواہر نگار باسنوں میں نکلوا کر چاندی سونیکے خوانوں میں لگا کر نعمت خانہ میں لایا
اور دسترخوان زربفت کا بچہوا کر کہانا چنا یا شہزادے نے وزیر کے ساتہ نوش جان فرمایا اوسکے بعد ارشاد کیا کہ
پہر کہانا لشکر میں بہی تقسیم کرو لیکن ظروف نقرئی اور طلائی پہیر نہ بہیجو جب لوگونکو کہانے سے فراغت ہوئی
وزیر رخصت ہوکر شرقستان کو روانہ ہوا شتاب حضور والا میں پہنچا تمام ماجرا مفصل ظاہر کیا کہتے ہیں وہین
دنوں میں تاج الملوک نے ایک رات حمالہ کے سر کا بال آگ پر رکہا وہ اوسی دم ہزار ہا دیوون سمیت وہاں آپہنچے
تاج الملوک اور محمودہ نے اوٹہکر سلام کیا اوسنے دونوں کی بلائیں لیں چہاتی سے لگایا ماتہا چوما خیر و عافیت
پوچہی تاج الملوک نے کہا آپکی سلامتی میں سب طرح کا چین و آرام ہی میری کچہ غم نہیں اور کسی چیز کی کمی نہیں لیکن
کل ضیافت بادشاہ شرقستان کی مقرر ہوئی ہی وہ یہاں تشریف لائینگے میری خواہش یہ ہی کہ اس سرزمین
سے اونکے شہر تک فرش بانات اور مخمل سرخ اور سبز کا بچہوا دو اور کوس کوس بہر پر خیمے قاقم اور سنجاب کے طنابین
اونکی کلابتونی ریشم و دیبا اور اطلس کی چوبین گنگا جمنی میخین طلائی اور نقرئی ہوں استادہ کروا دو مگر اس افراط
سے ہوں کہ بادشاہ کے ہمراہ ایک چہوٹے بڑے امیر کو جدا جدا آرامگاہ میسر ہو کہ مخلی بالطبع ہے حمالہ نے دیونکو
حکم کیا اونہوں نے تمام رات میں ویسی ہی تیاری کر دی اور آپ اپنے ملک کی راہ لی صبح کے وقت شرقستان
کے بادشاہ نے بموجب اقرار اپنے وزیروں امیروں کو حکم کیا کہ بہاری بہاری زرق برق کی پوشاکین اونکی
ہزار سوار و نجایب الباس گوناگون اور ہتیار بوقلموں سے آراستہ ہوکر داہنی طرف رہے اور ایسا ہی سجا
سجایا بائیں طرف اور ایک غول سواروں کا مسلح اوپچی بنا ہوا آگے اور ہاتہیونکا حلقہ سنہری روپہلی ہودے
اور عماریونسے سجے پیچہے نوجوان بان نشان بادلے کا چمکتا ہوا ہاتہ میں لیکر چست ہوا تمام ٹہاٹہ سوار یکادرست

ہوا القصہ اس ہیئت سے سواری کے سامان تیار ہوئے جہان پناہ ایک جڑاؤ عماری مین سوار ہوئے اور بکاولی مردانہ
لباس نہایت پر تکلف اور جواہر بیش بہا سے آراستہ و محکم باندھکر خواصی مین آ بیٹھی چارون شاہزادے بہی خلعت شاہانہ
زیب بدن کرکے زرق برق سے اپنے اپنے ہاتھیون پر سوار ہوئے پھر سواری تاج الملوک کے ملک کو روانہ ہوئی
زین الملوک شہر سے کوس بھر آگے گیا ہوگا کہ ناگاہ زر کے جھنڈونکی چمک مانند شعاع آفتاب کے نظر آئی بولا اغلب ہی کہ
وہی مکان ہی جسپر نگاہ نہین ٹھہرتی اور آنکھہ جھپکی جاتی ہی وزیر نے عرض کی کہ این گل دیگر شگفت حضرت
رات کی رات مین کچھ کا کچھ رنگ بدلگیا یہان فقط جنگل تھا جھاڑ جھنکاڑ کے سوا غلام نے کچھ نہین دیکھا
دم مارنیکی جگہہ نہین قادر کریم نے ایک مخلوق کو ایسی قدرت دی ہی کہ اوسکی صنعت کی کنہ صاحبان خرد
کو دریافت نہین ہوسکتے اونکی عقل مرادی حیرت مین بہٹکتی ہی ملک نگارین ہشت ورہی وس عجائب روزگار
نے راستے مین یہ تماشا دکہایا ہی اسے بہی ملاحظہ فرمائیے بادشاہ وزیر نہین باتون مین تہے کہ اوسکے ملازمون مین سے
ایک شخص نے آکر عرض کی ہمارے آقا کا حکم یون ہی کہ عالم پناہ کی سواری جس جگہہ سے آگے بڑہے وہانکا
اسباب وغیرہ سب فقیر و فقرا غریب و غربا لوٹ لین اور خود بدولت ہر ایک منزل مین جس خیمہ کو پسند کرین اوسمین
استراحت فرمائین چنانچہ بادشاہ جس جگہہ تشریف لاتے اسباب ضیافت کا جو روی زمین کے بادشاہونکو
میسر نتہا وہ مہیا پاتے غرض جسقدر سواری آگے بڑہتی جاتی تہی اوسیقدر اسباب کی زیادتی نظر آتی تہی اور عجائب
سے طبیعت بیشتر حظ اوٹہاتی تہی تاج الملوک آپ بہی ایک منزل استقبال کے لئے آیا اور سلامی لوازم آداب
بجالایا آخر بادشاہ کے ساتھ کمال خوشی اور خرمی سے اپنے قصر مبارک مین داخل ہوا حضرت کو زمرد کے تخت پر
اعزاز و اکرام سے بٹہایا اور مکانونکو بہی آراستہ کیا جا بجا نئے نئے فرش بچھگئے گلابکے حوضون مین فوارے
چھوٹنے لگے بادشاہ راہ کے عجائبات سے متعجب ہو رہے تہے عمارات اور باغکی ساخت اور تیاری ملاحظہ
فرماکے عالم تحیر مین آگئے بکاولی بہی شاہزادے کا جمال و کمال دیکھکر دیوانی ہوگئی ہوش سے جاتی رہی
سچ ہی شعر جسدم کمان ابرو کوئی تیر کرشمہ چھوڑدے ٭ سارے دلونکو چھوڑدے عاشقکے دلکو توڑدے ٭
ایک لمحہ کے بعد چیتی ہر طرف آنکھونکو ملکر دیکھنے لگی جس مکان پر نظر پڑی اوسکا نقشہ اور جواہر اپنے مکانکا سا
دیکھا متحیر ہوکر جیمین کہنے لگی یہ کوئی بڑا جادوگر ہی کہ میری عمارت کو معلق یہان اوٹھا لایا ہی اور اس جنگل
کو عالم طلسم بنایا ہی ایک پری جو اوسکے ساتھ خدمتگارون مین آدمیونکے بھیس مین تہی اوسے اشارہ کیا کہ نظر
غور سے دیکھہ اور بخوبی دریافت کر کہ یہ کیا ماجرا ہی اوسنے متامل ہوکر عرض کی آپکے مکان جہان تہے وہین ہین
کچھ اندیشہ نکیجئے یہ نئی عمارت ہی اس شخص نے کام کیا ہی کہ ایسی نقل بنوائی ہی کہ اصل اور نقل مین فرق کرنا
ہر ایک کا کام نہین آفرین اسکی جرأت اور دانائی کو یہ سنکر بکاولی بہت خوش ہوئی کہ چور مئے پکڑا

اور بالا ای پنا پایا چاہتی تہی کہ اوسیوقت افشای راز کرے اور پردہ درمیان سے اوٹہا دے لیکن حیا مانع ہوئی جبر اور
قہر اقدام صبر و توکل کا گلا ہے رہی القصہ دستر خوان بچہا اور طرح طرح کا کہانا سونے روپے کے باسنونمین چنا گیا
اوسکی حلاوتکی تعریف کیونکر لکہئے کہ زبان قلم کی بند ہوئی جاتی ہی اور اس خوان کافوری کا نعمتدان مین نہین
سماتی ہی حضرت اہل خدمتکے سلیقے اور اہلکارونکے طریقے دیکہکر بہت محظوظ ہوئے خاصہ فرزندون اور مصاحبون
سمیت خوشی خوشی نوشجان فرمایا اتنے مین ارباب نشاط حاضر ہوئے صحبت راگ و رنگ کی دیرتک رہی اشعار
مطربون کی ہوئی بلند صدا ❊ ماہ پیکر لگے دکہانے ادا ❊ گل نغمہ کہلنے لگے سر اسے ہول
دف و نی کام مین ہوئے مشغول ❊ القصہ اسکے بعد بادشاہ اور تاج الملوک اختلاط کرنے لگے اور باتونمین
مشغول ہوئے شاہزادے نے پوچہا کہ آپکے فرزند کی ہین حضرت نے چارون بیٹونکیطرف اشارہ کیا اور فرمایا
کہ انکے سوا اب کوئی نہین ایک اور بہی تہا اوسکے دیدار نحس کی بدولت یہ بلائی ناگہانی مجہپر نازل ہوئی تہی افضال
الہی سے مینے نجات پائی اور وہ اوسی حالت مین خدا جانے کہان نکل گیا تاج الملوک نے یہ سنکر کہا کہ
کس سبب سے اونسے اس درگاہ عالی کو چہوڑا اور اس دولت سے منہ موڑا کوئی اس مجلس مین اوسے پہچانتا ہی یا
نہین یہ سنکر زین الملوک نے اوسکی پیدایش اور اپنی نابینائی کا ماجرا اول سے آخر تک ظاہر کیا پہر ایک امیر
کیطرف جو اسکا اتالیق تہا اشارت کی کہ اسکے سوا کوئی اوسکی صورت سے واقف نہین شاہزادہ اوسکی طرف
مخاطب ہوا کہ دیکہو تو اس مجلس مین کوئی اوسکی شکل کے مشابہ ہی یا نہین اوس جہاندیدہ نے شاہزادے کا نقشہ
اور گفتگو کا رویہ بغور ملاحظہ کرکے عرض کی کہ آنکہونمین کسی کو اوس شاہزادیکی صورت اور شکل کے موافق
نہین دیکہتا مگر چہرۂ مبارک مین اکثر اوسکی علامتین پائی جاتی ہین اور بول چالکی وضع بہی بہت ملتی ہی
سنتے ہی اس کلام کو تاج الملوک اوٹہکر باپکے قدمون پر گر پڑا اور عرض کی کہ مین ہی ناخلف ہون جو اتنی
مدت تک نحوست ایام اور طالع ناکام کے باعث سرگردان پہرا اور اس درگاہ سے محروم رہا شکر ہی کہ دیدار
مبارک جسطرح جی چاہتا تہا اوسیطرح دیکہا اور قدمبوسی کی جس وضع آرزو تہی بر آئی زین الملوک نے
یہ گفتگو سنکر مارے خوشی کے شاہزادے کو چہاتی سے لگایا سر اور آنکہین چومین سجدۂ شکر الہی بجا لایا
پہر بیٹے سے کہنے لگا یہ حشمت و اقبال کہ ایزد متعال نے تمکو بخشا ہی ہمکو پہلے ہی اسکا حال تمہارے روز
تولد کے زائچہ سے معلوم ہوا تہا الحمد للہ کہ چہرۂ مقصود کو آئینہ ظہور مین حسب دلخواہ دیکہا بارے آنکہون مین
روشنی دو چند ہوئی یہ کہو کہ آج تک کہان تہے اور سرو آزاد ہو کسی شمشاد قد سے پیوند کیا ہی شاہزادہ
بولا کہ غلام کے دو منکوحہ ہین اگر حکم ہو تو باریاب ہوئین اور قدمبوسی حاصل کرین حضرت نے فرمایا
اس سے کیا بہتر شاہزادہ محل مین جاکر دلبر اور محمودہ کو بادشاہ کی خدمت مین لایا وہ دونو پری پیکر

تہی

ایسے نکلنے وقت آکر ٹھٹھک ہین تب زین الملوک نے کہا کہ یہان کیون نہین آتین جو انکے دیدار وحشت آثار سے مین نرگس چشم کو نور کرون اور سینہ کو سرور سے بھرون تاج الملوک نے التماس کیا کہ آپکی یہ لونڈیان حیلے سے نہین آتی ہین کہ چارون شاہزادے انکے بندہ آزاد ہین چنانچہ انکی مہر سے اونکے چوتڑون پر داغ موجود ہین جو چاہیے تو حضرت بھی ملاحظہ فرمائین اس راز کے کہلنے سے چارون کے منہ کا رنگ اڑ گیا شرمندہ ہوکر وہان سے اوٹھ گئے تب وہ دونون آکر قدمبوس ہوئین پھر زین الملوک نے تمام سرگذشت ایام جدائی کی اور دلبر اور محمودہ جان کا احوال استفسار کیا شاہزادے نے بھی شدائد سفر اور محنت بیابان کی اور احوال بھائیونکے داغ کہانیکا دلبر کے ہاتہ سے اور مروت حمالہ کی بیاہنا محمودہ کا لینا گل بکاولی کا گلاب کے حوض سے اور بکاولیکے دیکھنے کی کیفیت خواب کی حالت مین اور گل مذکور چھین لینا بھائیونکا پھر بنانا باغ اور حویلی کا بیابان مین مفصل ظاہر کیا اتنے مین بادشاہ کو تاج الملوک کی مان یاد آگئی بولی کہ تمنے میری تو آنکھین گل بکاولی سے روشن کین اور اپنے دیدار سے دروازہ سرور کا دل غمناک کے آگے کہولدیا اب مجکو بھی لازم ہی کہ اوس دُہ انتظار کی ماری تمہاری مان کو یہ مژدہ جانبخش سناؤن اور اوس مبتلای رنج فراق اور تشنہ دیدار کو تمہارے آنے کی خوشخبری کا شربت پلاؤن یہ کہکر بادشاہ اوٹھ کھڑے ہوئے اور علیحدہ مکان مین تشریف لاکر تاج الملوک کی مانکے پاس گئے اور ایام گذشتہ کی بدسلوکی کا بہت سا عذر کیا آگے سے زیادہ سرفراز کیا اور بیٹے کے آنے کا مژدہ دیا ای عزیز تیری عزت بادشاہ کے دربار مین تیری خدمت کے موافق ہوگی چاہیے کہ شاہزادیکے مانند کار شایستہ کرے تو تیری محنت شاہ کے دلمین موثر ہو اور پیغام اپنی ملاقات کا تجہے بہیجے بلکہ بہیا کا نہ آپ ہی تیرے پاس چلا آئے اور بے اختیار تیرا سر اپنی چہاتی سے لگائے اگرچہ پہلے دیدار کے لائق نہو لیکن آخر کار اوسی مقام مین آپ کو پہنچائے کہ وہان تیرا کوئی شریک نہوسکے پھر ایسا کام نہ کیجیو کہ شاہزادون کے مانند داغ لعنت اوٹھائے اور کسوناکس کے روبرو رسوا ہو

بارہوین داستان بکاولیکے رخصت ہونیکی زین الملوک سے اور نامہ لکھنے مین تاج الملوک کو

زین الملوک جب اپنی دارالسلطنت مین داخل ہوا بکاولی اوس سے رخصت ہوکر اپنے باغ مین آئی اور ایک اشتیاق نامہ تاج الملوک کے لئے لکھا پھر اوسکو تاج الملوک کی انگوٹھی سمیت سمن پری کو کہ خفیہ اوسکے ساتھ گئی تھی حوالے کیا اور کہا جلد جا جسوقت شاہزادے کو کاروبار دنیا سے فارغ اور تنہا پائیو ان دونون کو اوسکے ہاتہ مین دیجیو وہ اوڑنا گن لیکر اوسیوقت اوڑی ایکدم مین تاج الملوک کے محل مین آپہنچی اور کسیطرف گہات مین لگ رہی جب تاج الملوک بکاولیکے دہیان مین اکیلے مکان مین آبیٹھا یہ اوسکے روبرو جاکر آداب بجالائی اور وہ امانت حوالہ کی شہزادے نے انگوٹھی پہچانی اور جلدی کھولکر پڑہا

مضمون یہ تھا نامہ بکاولی

ستارہ روشنی روشن کیا آسمان
جلایا دل آدمی عشق سے
سوزا اپنے پر تو کو بیلی پہ ڈال
وہی ہے جنکے فرہاد شہید ہوا
چراغ محبت کو روشن کیا
تجھے ای شہ خوبرو نیک فام
اور اوس لف پر چم نے ای گلعذار
جلایا درون و برون عشق نے
مین جلتی ہون تجکو خبر کچھ نہین
اگر تو نہو خلد بہی ہو سقر
کیا دل ترے غم نے ایسا لگا
ہی الماس ای تجکو سچ ہے طلب
ہی سے گذر جاوگی
لعل لب خون بہا
نہ بول آگے بس ای زبان قلم

سخن ابتدا کر بنام خدا
کئے جن و انسان زمین پر عیان
پری پر دیا پھر اوسی کو شرف
ہوا فتین خود جنکے محو جمال
ہی مہر اوسکے جلوہ کی اک نئی ضیا
شعور اوسپہ پروانہ ہوکر جلا
تری چشم و ابرونے ای شوخ و شنگ
کیا مثل قمری مجھے طوق دار
مگر یہ سخن ہی غلط مشتہر
میرے سوز دلمین اثر کچھ نہین
ذرا شربت وصل منہ مین چوا
ہوئے ایک ٹکڑے کے ٹکڑے ہزار
تو دریا ہی اور مین ہون تشنہ جگر
اگر تو نہ پہنچا تو مرجاونگی
جواب اسکا پھر دیگا کیا تو مجھے
دکھا نیکو دے آگے نہین یہ بہی کم

کہ ہی وہ مہر از چین و چرا
جمال و کرشمے پری کو دیے
کیا تیر الفت کا اسکو ہدف
عیان حسن کو جنکے شیرین کیا
اوسی پر ہی بیتاب ذرہ صدا
ہی بعد اسکے میر اسلام و پیام
لگائے میرے دل پہ لاکھون خدنگ
کیا ہی دل و جانکو خون عشق نے
کہ اک دل کو ہی دوسرے کی خبر
تیرے ہجر مین غمکدہ ہی یہ گھر
کیون پر مرا دل ہی ای دلربا
مین ناسفتہ گوہر ہون اسکو نصیب
سمجہا یا اسکو میرے جلد آن کر
دے لے مین جو او ٹھو نگی رو رو جز
جو پوچھون گی کہا سکو مار ا مجھے
غرض تاج الملوک نے مضمون نامہ کا

کہ ہر لفظ بھرا ہوا شوق سے اور ہر حرف پر ذوق سے تھا دریافت کیا عشق کی آگ کہ سینہ مین دبی ہوئی تھی پھر کی سیماب کے مانند بیتاب ہوکر تڑپنے لگا آخرش اُنکی بیقراری کو تھا نباچار و ناچار صبر کیا پھر قلم فراق رقم کو ہاتہ مین لیکر ایک بند کاغذ اوٹھا کے نامہ کا جواب یون لکھا + **نامہ تاج الملوک کا**

ای عاشقون کی جلانے والی
تو عشق کی رہ مین راہزن ہی
جادو ہی تری نگاہ پنہان
آگے سرخے لب کے لعل بیرنگ

ہی طرز جفا تری نرالی +
ابرو تری آنکھ پر وہ خمدار
یا برق بلا ہی خرمن جان
روشن ہی تجھی سے چشم امید

تو سیم تن و تنگی صف شکن ہی
ہی دست کے پاس جیسے تلوار
غنچہ ہی تری دہن سے دلتنگ
مین ذرہ صفت ہون تو ہی خورشید

ای نازنین زہرہ جبین و ای رشک افزای بتان چین تیرے اشتیاقنامہ کے مضامین آتشبار نے میرے استخوان کو بہ رنگ شمع جلادیا اور دل مہجور کو داغون نے معمور کیا شور و فغان سے حشر برپا ہوا آہ کا

دہوان چارطرف گہٹ گیا ای شمع شب افروز جو داغ تیرے عشق کی سوزش سے میرے سینہ مین پڑے ہین ہرگز نہ مٹینگے بلکہ جب تک ماہ کی جگر مین کلف ہی یہ بہی چمکا کرینگے یہ جانیو کہ تیرا تصور میری آنکہون سے کسی وقت جاتا ہی یا تیری یاد کسی دم میرا دل بہلاتا ہی کوئی گہڑی نہین کہ جسمین مجکو تیری جستجو نہین اور تجہسے ملنے کی آرزو نہین مین تو تیرا نام سنکر دیوانہ ہوا کہ انکہون سے راہ چلا جان کا خطرہ نکیا دیو ونسے کس کسطرح سازش کی اونکی گردن مین کمند محبت ڈالی جب کہین تیرے جمال جہان آرا کو ذرا دیکہا اور نمک زخم پر چہڑکا فی الجملہ میرے سینہ سوزان کی وہ اگ ہی کہ جسکی ایک چنگاری تیرے دلمین جا پڑی یا برق اشتیاق کی ایک تڑپ ہی جو تیرے خرمن کیطرف دوڑ گئی ہے ✤ ہی فیض عشق کی جوشش تیرے جو سینہ مین ✤ شرار ایک ہی لیکن دو آبگینہ مین

مین کیا کہون مجہسے کیا ہو سکتا ہی جذبہ تیرا ہی کام کا ہی **بیت** ✤ تا نہو دلبر کی جانب سے کشش ✤ عاشق بیچارہ کہہ کیا کر سکے ✤ بس زیادہ اس راز سے قلم کو آشنا نکیا چاہئے کہہ گئے ہین **مصرعہ** قلم کب آشنا ہی راز مشتاقان سے اور محرم ✤ والسلام ✤ پہر خط کو لفافہ کر کے اپنے چشم سرمہ سا کی نمناک کو بجای مہر اوسپر رکہا اسکے بعد سمن روپری کے ہات مین دیا اور زبانی پیغام باشتیاق تمام بہت سے دئے آخر وہ رخصت ہوئی اور بکاولی کے پاس آ پہنچی جواب نامہ کا حوالہ کیا اور زبانی بہی جو کچہ حال تہا کہہ سنایا ✤

تیرہوین داستان تاج الملوک کے جانیکی بکاولی کے پاس اور قید ہونے مین بکاولی کے

القصہ جب بکاولی نے تاج الملوک کا اشتیاق بہی اپنے سے دونا پایا اور صبر و قرار طرفین کا بغیر وصال کے محال نظر آیا سمن روسے کہا کہ حمالہ کو جلد حاضر کر وہ سنتے ہی دوڑی ایک پل مین جا پہنچی حمالہ اوسکو مضطرب دیکہکر پوچہنے لگی ای بہینا خیر ہی ایسی گہبرائی ہوئی کیون آئی ہو وہ بولی خیریت ہی شاہزادی نے تمکو یاد کیا ہی دیر نکرو جلدی چلو حمالہ گہبرا کر اوٹہہ کہڑی ہوئی اور غیر وقت کے بلانیسے بید کی طرح کانپتی ہوئی آئی کیا دیکہتی ہی کہ بکاولی نرگس چشم یار سے بیمار ہی اور ہر مژہ فوارے کے مانند اشکبار ماتم زدون کی صورت اوس عشرتکدہ مین بنائے بیٹہی ہی آداب بجا لا کر سر سے پاؤن تک بلائین لیکر کہنے لگی ای یاسمن نشاط و ای گلبن انبساط تیرا غنچہ دل ایسا کیون تنگ آیا جو تونے اپنا یہ رنگ بنایا کاہیکو شبنم کیطرح روتی ہی کس لئے پہولسے مکہڑے کو گرم گرم آنسوؤنسے دہوتی ہی تیری بلا میرے جیکو لگے تو ہمیشہ ہنسی خوشی رہتی ہے خدا کے واسطے کچہ بات کر بول اپنے دل کے بہید کو مجہپر کہول یہ سنکر بکاولی نے کہا ڈیٹہہ دلالہ اتنی باتین کیون بناتی ہی جان بوجہ کر بہولی ہوئی جاتی ہے یہ تیری ہی آگ لگائی اور بلا لائی ہوئی ہی ان ہتہکنڈون سے باز نہ آئی تو نے یہ ہاتہ اوٹہا اور اپنی لگائی کو بجہا یہ کرتوت تیرے داماد کا ہی یا کسی اور کا اور اوسکو تو نے یہان تک پہنچایا یا کوئی اور لایا غرض میرے پردہ ناموس مین رخنہ اوسکے ہاتہ سے پڑا اور رنگ کہلے اوسنے مجہے دیکہا

اگر اپنا بھلا چاہتی ہی تو جلد جا اور اوسے مجھ تک لا حمالہ یہ بات سنکر ہنس پڑی اور کہنے لگی کہ تمنے اتنی ہی بات
کیواسطے زور و کر منہ سجایا ہی اور اپنا یہ حال بنایا ہی تم اوٹھو ہاتھ منہ دہوؤ ہنسو بولو اوسکا لانا کتنا کام ہی مین ابہی
کان پکڑ لے آتی ہون اور ایک آن مین تمسے ملاتی ہون آخر وہ لنکا شہرستان کیطرف دوڑی گئی بات کی بات
مین تاج الملوک پاس آپہنچی اور مسکرا کر کہنے لگی اوٹھ رے پروانے اور چل تجھے تیری شمع نے یاد کیا ہی یہ سنتے
ہی شہزادہ بے اختیار اوسکے پاؤن پر گر پڑا حمالہ نے اوسکا سر اوٹھا کر چھاتی سے لگایا پھر کاندھے پر بٹھا کر
بکاؤلیکے ملک کا رستہ لیا اس اثنا مین جمیلہ خاتون کے کان مین یہ بھنک پڑی کہ تمھاری بیٹی برہ وگن سی نگی ہی
ہی شاید کسی آدم زاد پر یا کسی پری زاد پر دیوانی ہوئی ہی اس بات کے تحقیق کرنے کو وہ بکاؤلیکے پاس آئی اور آثار عشق
کے اوسمین دیکھکر بہت خفا ہوئی اور اپنا منہ پیٹ کر بولی اری کواری تہتکاری تو ناپید ہو یہ کسکے پیچھے روگ
لیا ہی اور کسکے لئے یہ جوگ سادہا ہی پریون کا ننگ و ناموس تونے کہویا اور گل کا نام ڈبویا اوسنے یہ باتین سنکر
کانون پر ہاتھ رکھا اور صاف مکر گئی قسمین سخت سخت کہانے لگی ماںکے پاؤن پر گر پڑی اور کہنے لگی مینے تو
آج تک عشق کا نام نہین سنا اور آدمی کو خواب مین بھی نہین دیکھا کسنے طوطیا جوڑا اور تہمت کی اوسکا
نام سچ بتاؤ نہین تو مین اپنا خون کرونگی اور جان دونگی یہ حالت اوسکی دیکھکر ماں ہی تو تھی دلمین پگھل گئی
مگر ظاہر مین بدکہائی سے بولی چل چپ رہ اتنی چھنال گھنگوٹے نکر ٹسوے نہ بہا اتنے مین حمالہ اوس مشتاق
کو وہان لیکر پہنچی سمن و پری تو محرم راز تہی اوسنے اشارے سے آگاہ کر دیا کہ وہ مسافر بھی آپہنچا شہزادی نے
بھی اشارے سے کہا کہ ایک مکان مین چھپا رکھو غرض پہر رات گئے تک تو بکاولی چار ناچار ماں کے پاس
بیٹھی رہی جب وہ پلنگ پر جاکر سو رہی بکاولی نے دیکھا کہ خوب غافل ہوئی وہان سے اوٹھی اور
دبے پاؤن چلی دل خوف سے دھڑکتا تہا اور جی شوق سے پھڑکتا تہا قصہ مختصر اسیصورت سے شہزادیکے پاس
پہونچی اوسکی نگاہ جو مین اس سراپا ناز پر پڑی ہوش جاتا رہا غش ہوکر گر پڑا جب تو یہ گھبرا کے دوڑی
اوسکا سر اوٹھا کر اپنے زانو پر رکھ لیا منہ سے منہ اور گالسے گال رگڑنے لگی اوس غنچہ دہن کی بو کہ گلاب سے
بہتر تہی سونگھتے ہی شہزادے کے دماغ مین قوت آگئی ہوش مین آیا آنکھین کھولدین اپنے سر کو اوس ہنرہ جبین
کے زانو پر دیکھا کوکب بخت کو اوج پر پایا خوش و خرم اوٹھ بیٹھا پھر تو پیار کی آنکھین ظرفین سے پڑنے
لگین یہانتک کہ ٹکٹکی بندھ گئی آخر شراب شوق کا پیالہ چلنے لگا نشاء اشتیاق دونو کو چڑھا پردہ حجاب
بیچ سے اوٹھ گیا چالاکی اور بیباکی کا بازار گرم ہوا شرم و حیا نے کنارہ کیا جام وصال دونون نے پیا

اور آتش فراقکو ٹھنڈا کیا
جہان وہ شخص بیٹھے ملکے اکجا

ہزار افسوس پھر یہ چرخ پرزور
وہین سنگ جدائی اسنے پھینکا

کریگا مشتری سے ماہ کو دور
جو دے اک دلمین نور آشنائی

توبخشے اوسکو سوداغ جدائی + غلط ہی یہ کہان اوسمین وفا ہی + کمان مین اسکے بس تیر جفا ہی

اتفاقاً جمیلہ خاتون آدہی رات کے وقت چونک پڑی چاندنی کی بہار سے باغ بہی اوسوقت نورباغ بن رہا تہا بے اختیار ہوکر اوٹھ کہڑی ہوئی اور سیر کرنے لگی ناگاہ اوسجگہ جہان وہ دونون خوابیدہ بخت لیٹے ہوے بیخبر سوتے تہے جا نکلے اس حالت کو دیکہکر اوسکی آتش غضب کا شعلہ بہڑکا غصہ روکا نگیا تاج الملوک کو مانند سنگ فلاخن کے صحرای طلسم مین پہینکا اور بکاولی کے گل رخسار کو طمانچون سے گل زعفران بنادیا اوسکے بعد گلستان ارم مین کہ اوسکے باپ کا تختگاہ تہا اپنے ساتھ لیگئی اور جو اپنی آنکہون سے دیکہا تہا فیروز شاہ سے کہا اوسنے کتنی پریان خوش بیان چرب زبان اوس شمع رو کی مصاحبت مین مقرر کین کہ اوسکو نصیحت کیا کرین اور انسان کا نقش الفت اوسکی لوح دل سے دہویا کرین چنانچہ وہ اس کام مین دن رات مشغول ہتین لیکن بکاولی کی دبی ہوئی آگ عشق کی اونکی باتون سے سلگ اوٹہتی تہی شعلۂ اشتیاق دونا بہڑک جاتا تہا دن ہر کسی کے ساتھ بیٹھکر کاٹتی تہی اور رات بہر یار کے خیال مین جاگتی تہی اور یہ غزل اپنے حسب حال پڑہتی تہی

غزل

کوئی نہ میری طرح بہی ہو مبتلای فراق
خطاب دیتا ہی کیا مجکو بادشاہی فراق
فراق کو تری فرقت کا مبتلا کرون
فلک کے ہاتھ سے اب لوٹے جاے پای فراق
اگر فراق سے مجکو جلاتے یارون
بہ رنگ مرغ سحر آتی ہی صدای فراق

تمام عمر نہ سر سے گئی بلای فراق
ہمیشہ سینۂ سوزان سے شعلے اوٹہتے ہین
کہ خون جگر رو نے میدہای فراق
مین دو پاؤن کہان کیا کرون کہون کس سے
سرشک دیدہ سے پہرون مین خونبہای فراق

غریب عاشق و بیدل فقیر و سرگردان
دل و جگر کو جلاتے ہین یہ اعتنای فراق
کہان فراق کہان مین کہان وہ شیخ و شعیب
فراق کو بہی کوئی ہی جو دے سزای فراق
بقول حافظ شیراز اب میرے دل سے

جب یہ نوبت پہونچی اوسکے مزاج مین دن بدن سودا بڑہتا پایا جاتا کہ عشق نے اوسکے دلمین گہر بنایا ناچار ہوکر فیروز شاہ سے عرض کی کہ ہمنے اپنا بہت مغز پہرایا مگر فائدہ کچہ نپایا وہ کسیطرح نہین سمجہتی پتہر کو جونک نہین لگتی خبر شرط تہی سوکی آگے جو ارشاد ہو فیروز شاہ نے اس ماجرے کو سنکر جانا کہ بیٹی ہاتھ سے جاچکی نصیحت مطلق نہین سنتی بکاولی کو طلسمات مین قید کیا اور اوسکے سیمین پاؤن مین سونے کی زنجیر کو بہر دیا

چودہوین داستان تاج الملوک کے دریای محیط مین پڑنے کی اور سلامت پہونچنے وہان سے بیابان مین اور تبدیل ہو جانے مین صورت اصلی اپنے سے

کہتے ہین کہ جب جمیلہ خاتون نے شہزادے کو اوٹہا پہینکا وہ ایک دریای عظیم مین جاپڑا اور اوسکے تلاطم سے تہ و بالا ہونے لگا کبہی موتی کے مانند نیچے جاتا اور کبہی کف دریا کی طرح پانی پر تیرتا چند روز کے بعد کنارے پر پہونچا سچ ہی کہ عاشقون کی جان عزیز تک اجل کا ہاتھ بیک نہین پہونچتا اور موت کا پنجہ اونکے مرغ روح کی گردن مروڑ نہین سکتا کوئی رمق جان بیقرار باقی رہی تہی

تب ایسے خشکی مین آیا آفتاب کی گرمی سے ہاتہ پاؤن کہلے حرکت کے قابل ہوئے اور بدن مین نور پیدا ہوا اوٹہکر
ذرا آگے بڑہا سامنے ایک جزیرہ نظر آیا اوسمین جاکر وارد ہوا اقسام اقسام کے میوہ دار درخت اوسمین تہے ادہر
اودہر پہرنے لگا اتنے مین ایک ایسا باغ نظر آیا کہ اوسکے درختونکے پہل آدمیونکے گلے تہے یہ جو اونسے دوچار ہوا وہ
کہلکہلا کر ہنس پڑے پہر سبکے سب زمین پر گر پڑے ایک ساعتکے بعد اور کلّے اون شاخونمین پیدا ہوئے شاہزادہ
یہ تماشا خدا کی قدرت کا دیکہکر نہایت حیران ہوا بلکہ ڈرا اور وہانسے آگے بڑہا ایک باغ انار کا ملا اوسمین ہر ایک
انار گہڑے کی برابر تہا تاج الملوک نے ایک انار کو جو توڑا اوسمین سے چہوٹے چہوٹے پرند خوشرنگ نکل آئے پہر
سبکے سب چڑیونکی طرح اوڑگئے شاہزادہ یہ صنعت خالق کی دیکہکر اور بہی دنگ ہوگیا علی ہذا القیاس ایسے ہی
ایسے عجائب اور غرائب چند روز تک دیکہا کیا غرض اوس سرزمین پر جابجا ایک نیا ہی تماشا نظر آتا کسیطرح
وہان سے رہائی نہ پاتا تہا لیکن نہایت تنگ ہوکر ہر طرفسے لکڑیان جمع کین بیڑا باندہا پہر خدا کا نام لیکر
دریامین ڈال دیا اور آپ اوسپر جا بیٹہا کئی روزکے بعد وہ ایک کنارے پر جا لگا یہ اوترکر آگے چلا ایک بیابان
ہولناک مین جاکر وارد ہوا شام کے وقت درندونکے ڈرسے درخت پر چڑہ گیا پہر رات ہوگئی ایک سنائے کی
آواز دکہن کیطرفسے اوسکے کانمین پہونچی ہرچند شاہزادے نے داہنے بائین دیکہا لیکن کچہ نظر نہ آیا آخرش ایک
اژدہا پہاڑ سا نظر آیا اور اوسی درختکے نیچے کہ جسپر شاہزادہ تہا آیا اوسکی صورت دیکہنے سے اسکے تو حواس اوڑ گئے اور
درخت کی ڈالی سے لپٹ کر دم بخود ہوگیا ایک ساعتکے بعد اژدہے نے ایک کالا سانپ اپنے منہ سے نکالا اور
اوسنے ایک من آفتاب سا چمکتا ہوا اوگلکر درخت کے نیچے رکہدیا اوسکی روشنی سے چارسو کوس کے عرصہ
تک جتنے جنگل پہاڑ تہے روشن ہوگئے اور وحوش وطیور اوسکے آگے آکر ناچنے لگے آخر مدہوش ہوکر گر پڑے
وہ اونکو دم کی کشش سے کہینچ کہینچکر نگلنے لگا یہان تک کہ اوسکا پیٹ بہر گیا اوسکے بعد سانپ من کو
نگل گیا اور وہ سانپ کو پہر جسطرف سے آیا تہا اوسیطرف کو چلا گیا شاہزادہ کے جیمین یہ لہر آئی کہ ایسی تدبیر
کیجئے کہ جو یہ من ہاتہ لگے عقل دوڑانی لگا آخر سوچتے سوچتے صبح ہوگئی پہر دریا کیطرف گیا اور وہانسے ایک بڑا سا
لوندا کیچڑ کا اوٹہا لایا اور شام کے وقت درخت پر چڑہ گیا اوسیطرح بیٹہ رہا اژدہا بہی اپنے وقت معیّن پر
آپہنچا اور بدستور سانپ کو منہ سے نکالا اور اوسنے من کو شاہزادہ گہات مین بیٹہا ہی تہا اس حکمت سے
اوس کیچڑ کا لوندا من پر ڈالا کہ گل حکمت کر دیا تمام اندہیرا ہوگیا ہاتہ سے ہاتہ سوجہنے رہگیا اژدہا اور
سانپ سر ٹپک ٹپک کر مرگئے شہزادہ نور کے تڑکے درخت سے اوترا اور وہ مہرہ نورانی کیچڑ سے نکالکر
اپنی کمر مین باندہا اور آبادی کی توقع پر آگے چلا تمام دن دشت پیمائی اور صحرا نوردی مین کاٹتا تہا جب
رات ہوتی تہی کسی درخت پر چڑہ کر بیٹہ رہتا تہا غرض دن رات اسیطرح بسر کرتا تہا اتفاقاً ایک رات کو

یہ جس درخت پر بیٹھا تھا اوسپر ایک بولتی ہوئی مینا کا آشیانہ تھا وہ اپنے بچون کو اکثر کہانیان نقلین سنایا کرتی تھی اور ہر ایک فن کی گھاتین بتایا کرتی تھی اس لئے کہ کان پڑی بات ایک نہ ایک دن کام آرہتی ہی اوس رات کو بچون نے میناسے کہا ای اماجان کوئی بات اس بیابان کی تو کہو مینا بولی کہ اس جنگل مین گنج بیشمار جا بجا گڑا ہی اور اسکے سوا یہانسے دکن کیطرف ایک حوض کے کنارے ایک بڑا درخت ہی کہ اوسکو سراج القطب کہتے ہین اگر کوئی آدمی اوسکے پوست کی ٹوپی بناکر پہنے تو وہ کسیکو نظر نہ آئے اور وہ سبکو دیکھے لیکن اوس تک کوئی پہنچ نہین سکتا کیونکہ اوسکا ایک بڑا سانپ نگہبان ہی اوسپر تلوار اور تیر کچھ کارگر نہین ہوتا بچون نے میناسے پوچھا کہ پھر کسطرح کوئی وہان پہونچے مینا نے کہا ایسا کوئی جوانمرد ہو کہ گھبراسخا ہی اور ہمت باندھے ہوئے اوس حوض کے کنارے تک آپ کو پہونچائے وہ سانپ ایک گرجب وسپر آئے وہ حوض مین کود پڑے فوراً اوسکی صورت گوہ کی ہو جائیگی اسکا اندیشہ نہ کرے اور اوڑکر اوس درخت کی پچھم طرف کی ڈالی پر جا بیٹھے اوسمین کتنے سبز اور کتنے لال پہل لگے ہین اگر ایک لال پہل توڑکر کہا جائے تو پہر اپنی اصلی صورت پر آجائی اور سبز پہل کی یہ تاثیر ہی کہ جو اوسکو سرپر رکھے تو کوئی حربہ بدن پر اثر نکرے اگر کمر مین باندھے تو ہوا پر اوڑتا پہرے اور اوسکے پتون کا خواص یہ ہی کہ زخم پر اوسکو رکھے تو فوراً بہر آوے اگر اوسکی لکڑی ہزار من لوہے کے قفل کو ذرا چہوائے تو اوسیوقت کہل جائے تاج الملوک عجیب و غریب باتین سنکر حد سے زیادہ اوس درخت کا مشتاق ہوا صبح ہوتی ہی اوس پتے پر چلا بہر صورت آپ کو اوس حوض تک پہنچایا سانپ بہی اوسکو دیکھتے ہی لپکا مگر شاہزادہ مطلق نہ جہجکا حوض مین کود پڑا پہر گوہ بنکر اوس درخت کی میوہ دار ڈالی پر جا بیٹھا اور ایک لال پہل کہا کر اپنی اصلی صورت پر آگیا پہر اسکے بعد سبز پہل توڑکر کمر مین باندھے اور ایک لکڑی بہی لاٹھی کے موافق لے لی پہر تہوڑی سی چہال کہ جسمین ٹوپی بنے اور کچھ پتے لیکر وہانسے اوڑا چند روز کے بعد جنگل سے باہر نکلا آثار آبادی دکھائی دئیے وہان ایک نوکدار لکڑی لیکر اپنی ران کو چیرا اور کالے کا من اوسمین رکھکر وہی پتی زخم پر رکھدی فوراً اچھا ہوگیا پہر وہانسے آبادی کی راہ لی

پندرہوین داستان پہونچنے مین تاج الملوک کے ایک حوض پر اور اوسمین غوطہ مارکے تبدیل ہونا اوسکی شکل کا

نقل ہی کہ تاج الملوک ایک سنگ مرمر کے حوض پر جسکے چارطرف رنگ برنگ کے پہول پہلے ہوئے تھے جا پہنچا وہ سہانی جگہ اور ٹہنڈی ہوا نو دیکہکر شاہزادہ ایک آن سوگیا جب آنکھ کہلی اور پانی کی صفائی ملاحظہ فرمائی ٹوپی اور عصا ایک درخت کے نیچے رکھکر اوترا اور غوطہ مارا جو ہین پانی سے سر باہر نکالا اوس مکان اور حوض کو نہ پایا بلکہ ایک شہر کے متصل جا پہنچا اسکے سوا کیا دیکھتا ہی کہ علامت مردگی جاتی رہی اور صورت عورتون کی سی گلسے رخسارے کہ خط سبز سے سبزہ زار تہے یاسمن کے مانند مصفا ہوگئے اور صندلسے جسم پر آثار جوانی

کچھوان کے نمود ہونے تاج الملوک اس آفت ناگہانی سے نہایت گھبرایا صبر کے سوا اور کچھ تدبیر نہ سوجھی ناچار شکیبائی
اختیار کی اور ایک جگہ شرمندہ ہو کر بیٹھ گیا اسمین ایک جوان وہان آیا اوسنے دیکھا کہ ایک عورت نوجوان پاکیزہ
رو نہایت حسین بیٹھی ہی اگر حور کہئے تو روا ہی اور پری کہئے تو بجا ہی غرض جوان کا دل اوسپر آگیا پوچھا کہ اے
نازنین تجھپر ایسی کیا آفت پڑی ہی جو اس ویرانے مین اکیلی بیٹھی ہی اوسنے کہا میرا باپ تاجر تھا جہان تجارت کیواسطے جاتا
تھا مجھکو اپنے ساتھ لیجاتا تھا کل اس جنگل مین مع قافلہ اوترا آدھی رات گئے ڈاکا پڑا سب مال لٹگیا وہ رفیقون
سمیت مارا گیا ساتھ چھٹ گیا قافلے کے لوگ اپنی اپنی جان لیکر بھاگ گئے فقط مین اس ویرانے مین بیکس رہ گئی
اب یہان نہ کہین رہنے کا ٹھکانا ہی نہ بیٹھنے کا نہ طاقت چلنے کی ہی جوان نے کہا اے نازنین اگر تو مجھے قبول کرے
تو مین تجھے اپنے گھر لیچلون اور صاحب خانہ بنا کر رکھون اسکی بھی آتش شہوت جوانکے دیکھنے سے شعلہ زن ہو رہی تھی
اسبات پر راضی ہو کر اوسکے ساتھ گیا جو رونے کے سوا اور کچھ بن نہ آیا اس واردات عجیب سے کبھی ہنستا اور کبھی
روتا غرض اسی طرح سے اپنے دن کاٹتا اس اثنا مین اوسے حمل نمود ہوا نو مہینے کے بعد لڑکا جنا چالیسوین روز ایک حوض
مین کہ اوسکے گھر کے نزدیک تھا جا کے ایک غوطہ مارا جو مین سر اوٹھایا تو دیکھا نہ وہ سرزمین ہی اور نہ وہ صورت
خدا کی قدرت سے آپ کو ایک حبشی جوان کی شکل دیکھا کہا الحمد للہ اگرچہ حال اصلی تو نہین ملا لیکن عورت سے تو
مرد تو ہوا غرض اسی خیال مین تھا کہ ناگاہ ایک عورت حبشن کیسی وضع اوپر کا ہونٹھ اوسکی ناک کی پھنگ
سے لگا ہوا اور نیچے کا ٹھوڑی کے نیچے پڑا ہوا کان شانون تک چھاتیان رانون تک سر کھولے ہوئے زبان سے
منہ چاٹتی ہوئی سامنے سے نمود ہوئی اور اوسکی کمر پکڑ کے پکاری کہ اے بے حمیت تین دن سے لڑکے بھوکے
پیاسے مرتے ہین اور مین تیری تلاش مین سرگردان پھرتی ہون کہان چھپ رہا تھا بھلا جو ہوا سو ہوا اب دو تین
دن کی لکڑیان تو لا کہ اونکو بیچکر لڑکے بالے کھانے کو لائین تاج الملوک نے آسمان کی طرف دیکھکر کہا کہ خدایا
کبتک مجھکو اس عذاب مین گرفتار رکھیگا ابھی دیو کے ہاتھ سے چھوٹ کر دم نہین لیا کہ ایک بلا کے پنجہ مین
پھنسا قصہ کوتاہ وہ ناپاک کشان کشان اپنے گھر لیگئی چار طرف سے لڑکون نے آکر گھیر لیا کہ بابا ہمارے
واسطے کیا لائے شہزادہ چپکا ایک ایک کا منہ دیکھنے لگا اتنے مین اوس چڑیل نے ایک کلھاڑی لاکر تاج الملوک
کے ہاتھ مین دی کہ جا کر لکڑیان کاٹ لا شہزادہ اس فرصت کو غنیمت سمجھا جنگل مین گیا لیکن اس طلسمات
کی حالت سے حیران تھا دلمین سوچا کہ دوبارہ حوض مین غوطہ مارئیے صورت تبدیل ہو چکی ہی
یہ بھی امتحان کیجئے اور دیکھئے کہ اب کیسی شکل بنتی ہی پھر ایک حوض مین جا کر غوطہ مارا جب
بصورت اصلی پہلی حوض کے کنارے پر پایا الٰہی اور ٹوپی کو بے تفاوت رکھی ہوئی دیکھا
الٰہی مین بجا لایا اور دلمین ٹھہرایا کہ اب کسی حوض مین غسل نکیجے بلکہ ہاتھ بھی نہ ڈالیے

پہر لاٹھی ہاتہ مین لی اور ٹوپی سر پر رکہی وہانسے روانہ ہوا اے یار کان دہر کہ حقتعالی نے بنی آدم کے سر پر
کرامت کی ٹوپی پہناکر اور عظمت کا عصا ہاتہ مین دیکر طلسم گاہ دنیا مین کہ مزرع آخرت ہی عاقبت کی تکمیل
کے لیے بہیجا ہی پس انسان کو چاہیے کہ گل ور خار اور آب سراب خوب پہچانے ہر ایک باغ کے پہول کو سونگہے
ہر ایک نہر سے گہرانا نہ ہے کہ یہان کانٹے گلے رنگین لگے مین اور سراب بصورت آب ادہر اودہر ہی اے عزیز
اگر گوہر دنیا کے لینے کو چشمہ یہان مین غوطہ مار یگا مقرر اوس کلاہ اور عصا کو کہو دیگا یہ حکم اسبات پر ہی
کہ طالب دنیا مونث ہین اور طالب مولی مرد ہین تیر ایک معانی جو مانند مرد کامل ہی بصورت زنان ناقص العقل
ہو جائے گا پس اوس وقت شکیبائی کے سوا کچہ چارہ نہین چاہیے کہ دم نہ خود ہو کر تو پہر دریاے ذکر الہی مین غوطہ
مارے اسکے بعد جو سر اوٹہائے گا وہی عصا ہاتہ مین لی اور وہی ٹوپی سر پر رکہی گا **سولہوین داستان**

پہنچنے مین تاج الملوک کے دیو سیاہ پیکر کے مکان مین اور ملنے مین تاج الملوک کی چچازاد بہن روح افزا سے

نقاش سخن اس حکایت کی تصویر صفحہ بیان پر یون کہینچتا ہی کہ
جب تاج الملوک نے یہ صدمے اوٹہائے پہر زمین پر پانون رکہنا چہوڑ دیا سبز میوے کی قوت سے ہوا پر اوڑتا
جاتا تہا ایک روز ایسے پہاڑ پر گذرا کہ کوہ قاف بہی اوسکے آگے ایک پشہ سا نظر آئے اوس پر ایک پتہر کی
حویلی دیکہی شاہزادہ تفتیش حال کے لیے اوسمین گیا ہر چند پہرا لیکن ذی حیات کا اثر وہان نہ دیکہا ہر
ایک مکان کو ڈہونڈہنے لگا ناگاہ ایک آواز دردناک اوسکے کان مین آئی وہان جاکر دیکہا کہ ایک
عورت خوب حسین کہ جسکے صفائی پر نظر پہسلی جاتی تہی بلکہ اوسکے دیکہنے سے ہاتہ پانون مین سنسناہٹ
چلی آتی تہی پلنگ پر لیٹی ہوئی ہچکیان لیے لیکر روتی تہی شہزادے نے سر سے ٹوپی اوتار کر اوس سے
پوچہا کہ اے آرام جان اس جوانی کے عالم مین تیری جدائی تیرے عاشق بیدل کے دل پر ایک ستم ہی اور
تیرے تریاق وصل سے دوری اوسکے حق مین سم ہی تو نے اوس سے کنارا کیون کیا اور داغ فراق کا
اوس بیچارے مشتاق کے دل پر کس واسطے رکہا اوس نازنین کو یہ کلام رندانہ سنکر بہت حیا آئی اور اوس چہیڑ چہاڑ کی باتون سے
نہایت شرمائی پہر دوپٹے کا آنچل منہ پر لیکر بولی ارے تو کون ہی مگر متلاشی عزرائیل کا ہی جلد یہان سے
بہاگ نہین تو ابہی مارا جائیگا تاج الملوک بولا کہ اگر میرے سر کی جو فی الحقیقت میرے نزدیک ایک بار ہی
تجہے رغبت ہو تو حاضر ہی اور جو کسی دشمن سے ڈراتی ہی تو ہرگز مین نہین ڈرتا شعر نہین ڈرتا مین
منے سے ڈراتی ہی تو کیا مجہکو ✣ کہ جی پر کہیلنا ہی سہل رندِ لاابالی کا ✣ پہر حال تو مجہے اپنے حال سے مطلع کر
اوس زہرہ جبین نے سر اوٹہا کر کہا کہ مین پری ہون اور میرا نام روح افزا ہی مظفر شاہ تخت نشین
فردوس کا میرا باپ ہی ایک روز مین اپنے چچا کی بیٹی کی عیادت کے لیے کہ اوسکا نام نگار و ماہی گلعذار ہی

مین گئی تھی پہرتے ہوئے ایک دیو سیاہ رو نے راہ مین مجھے پکڑا اور یہان لے آیا اب مجھسے نزدیکی کیا
چاہتا ہی اور مین دور بہاگتی ہون اسواسطے مجھکو نئی نئی طرح سے ستاتا ہی اور ہر روز ایک آفت تازہ میرے
سر پر لاتا ہی یہ سنکر تاج الملوک نے پوچھا کہ تیرے چچا کی بیٹی کو کیا مرض ہی اوسنے کہا وہ کسی آدمزاد سے
عشق رکھتی تھی مگر مدت کے بعد اوسے بہزار خرابی وہ ملا تھا ایسا بجوگ پڑا کہ پہر جدا ہو گیا اب اوسکے
فراق مین وہ رشک لیلی مجنون کے مانند دیوانی ہو رہی ہی اور اپنی جان شیرین کو اوس فرہاد وقت کے
غم مین کہو رہی ہی کچھ اسکا تدارک ہو نہین سکتا اسلئے میرے چچا نے اوسکو قید کیا ہی اور ناچاری سے
اوسکی اذیت کا صدمہ اپنے دل پر لیا ہی اس ماجرے کو سنکر شاہزادے کی حالت تغیر ہو گئی آنکھین پہر آئین
آہین لب پر آئین حواس دماغ مین خلل ہو گیا چہرے کا رنگ اوڑ گیا روح افزا نے یہ حالت دیکھکر کہا باوجود ان
گریونکے موجب آہ سرد کا کیا ہی شہزادہ بولا مین وہی گرفتار بلای دوری ہون جسکی مہجوری سے تیرے
چچا کی بیٹی کی یہ حالت ہوئی ہی اور پہر اوسکا قید مین دل گہبراتا ہی امید ہی میرا آوارگی مین جی جاتا ہی
غرض شاہزادے نے اپنا تمام قصہ روح افزا کے روبرو کہا وہ سنکر بہت متعجب ہوئی اور دونون کی
محبت پر ہزار ہزار آفرین کی اوسکے بعد کہنے لگی اگر مین اس دیو کی قید سے نجات پاتی تو تیرے جگر کے
زخم پر مرہم لگاتی شہزادے نے کہا اب مجھکو کون روک سکتا ہی اس قید خانے سے ابھی نکل جسطرف
تیرا جی چاہے شوق سے چل اگر اس دیو کا تیرے جیمین ڈر ہی تو دیکھ لیجیو ایک ہی حملے مین اوسکا کیا حال کرتا ہون
لیکن اندیشہ یہ ہی کہ میرے پاس کوئی حربہ نہین روح افزا نے دیو کا سلح خانہ اوسکو بتا دیا اوسنے پہر وہان
جا کر ایک تیغا آبدار اوٹھا لیا اور اوسکے پاس جا کر سراج القطب کا عصا پاؤن مین چھوا یا بیڑیان اوسکے
پاؤن سے نکلکر گر پڑین اوسکے بعد دونون نے جزیرۂ فردوس کی راہ لی چندان دور نہ گئے تھے
کہ ناگاہ ایک آواز مہیب پیچھے سے آئی روح افزا نے کہا ای شہزادے ہوشیار ہو دشمن خونخوار آن پہنچا
فوراً تاج الملوک نے کلاہ بغل سے نکالکر روح افزا کے سر پر رکھدی اور آپ دیو کیطرف متوجہ ہوا دیو بھی
سامنے سے آیا شاہزادے نے للکار کر کہا کہ او لعین خبردار آگے قدم نہ بڑہانا نہین تو ایک ہی ہاتھ
مین دو ٹکڑے کر دونگا دیو سنکر بجلی کیطرح تڑپا اور دانت نکالکر بولا عجب تماشے کی بات ہی کہ چیونٹی
ہاتھی سے مقابلہ کیا چاہتی ہی اور چڑیا سیمرغ سے لڑا چاہتی ہے مجھے ننگ آتا ہی کہ مکھی کے خون سے ہاتھ
کیا بہرون اور جس ہاتھ کے طمانچے کا زور کوہ قاف کے منہ کو پہیر دے ایک مشت خاک پر کیا مارون خیر میری
سوغات مجھے دے اور تو اپنی راہ لے کہ میرا دل اوسکے شمع جمال پر پروانے کی طرح جلتا ہی اور اوسکے
سوز فرقت سے دمبدم گھلتا ہی شاہزادے نے کہا ای مردود گندہ دہن لائق نہین کہ تو روح افزا کو

اپنی معشوقہ کہے خداکا خوف کرتا ہون نہین تو ابہی تیری زبان کاٹ لون دیو یہ زبان درازی اوسلانی فو
شہزادے کی دیکہکر دیگ کے مانند آتش غضب سے جوشین آکر سو منکا پہر اوٹہا کر شاہزادے کیطرف پہینکا
وہ اوس سنر میوے کے زورسے اوچک کر ہوا پر جاتا رہا اور سراج الم ظلب کا عصا ایسا دیو کی گردن پر مارا
کہ تمام بدن اوسکا کانپ گیا اسکے بعد غصہ سے کہا کہ دور ہو اے لعین اونکی بار تیرے نے رحم کیا اگر ایک
ہاتہ مارتا تو وہین گاڑ دیتا جب دیونے حریف کو نہایت شہ زور پایا ایسا شور مچایا کہ چارون طرف سے
ہزارون دیو کا وسرا اور رفیل تن آپہنچے اور شہزادہ کو گہیر لیا تاج الملوک نے بہی اوسی میدان مین جیسی
چاہیے ویسی ہی جوانمردی کی داد دی اور دیوونکی لڑائی بانکی بات مین مار لی شعار یہ تلوار کی اوس نے ایسی وہان لگائی

زمین ہل گئی کانپا وہ آسمان	لڑائی نے ہر سمت گاڑے تہے پا	کہین صلح کے ہاتہ آئی نہ جا
کئی قتل لاکہون تو اوس سے پلید	یہ تیغ اوسکی کہتی تہی ہل من مزید	وہ انسان دیوونسے ایسا لڑا
کہ مریخ کہنے لگا مرحبا	تڑپتے تہے وہ خاک پر بیشمار	زمین ہو گئی تہی لبالب سے دار
بہا تہا یہ اونکے تونسے لہو	کہ تہی کوہ پر خون کی آب جو	غرض بچے بہاگے پہرتی کے ساتہ
رہا کہیت بس شاہزادیکے ہاتہ		

لیکن تاج الملوک لڑتے لڑتے اور چالاکیان کرتے کرتے بہت تہک
گیا تہا غش کہا کر گر پڑا روح افزا دوڑی آئی اور سر اوٹہا کر اپنے زانو پر رکہا گلبرگ سا ہاتہ اوسکے
سینہ پر رکہا اور اپنی بو بی دہن سے کہ رشک غنچہ گل تہا ہوشمین لائی ٹوپی سیر سے اوتار کر شہزادہ کے آگے
رکہدی اور اوسکی جوانمردی پر ہزار ہزار آفرین کی پہر اوٹہکر جزیرہ فردوس کی راہ لی جب وے لوگ شہر کے نزدیک
پہنچے روح افزانے تاج الملوک کو ایک باغ مین کہ اوسکا نام بہی روح افزا تہا بٹہاکر آپ ماں باپ کی ملاقات
کے لئے گئی اوسنے اونکے آنے سے دوبارہ زندگی پائی اوسکا ماتہا اور آنکہین چومین پہر سرگذشت
پوچہی روح افزانے اذیت دیو ستمگار کی اور مروت اور جوانمردی شاہزادہ شجاعت شعار کی بیان کی لیکن
یہ نہ کہا کہ بکاولی کا عاشق وہی ہی مظفر شاہ سنتے ہی اوٹہکر باغ مین گیا اور شہزادہ کا شکر احسان بہ مرتبہ
بجا لایا مدارات بہت سی کی ایک مسند پاکیزہ اوسی جگہ اوسی بہر گئی پریان اور پریزاد اوسکی خدمت
کے لئے مقرر کرکے اپنے دولتخانہ مین آیا

ستر ہوین داستان خط لکہنا مظفر شاہ کا فیروز شاہ کو روح افزا کے پہنچنے کا اور آنا بکاولیکا ماکے ساتہ اوسکی ملاقات کے لئے

راوی شیرین زبان یون بیان کرتا ہی کہ مظفر شاہ نے ایک خط
پہنچنے کا فیروز شاہ کو لکہہ بہیجا وہ اوسکو پڑہ کر نہایت شاد ہوا اور فرمایا کہ جمیلہ خاتون
دیکہنے کو جلد جائے اور اوسکو اپنی آنکہونسے دیکہہ آئے بکاولی نے جو ماکے جانیکا

کہ مین بہی بہن کی ملاقات کو تمہارے ساتہ چلون گی جمیلہ خاتون نے اس بات کو غنیمت جانا اس واسطے
کہ شاید وہانکے جانے سے اوسکا غنچہ دل کہلے اور مکانات مختلفہ کی سیر سے زنگ کدورت آئینہ دل کے
جائے پانوؤن کی زنجیر کاٹ دی اور اپنے ساتہ لیکر جزیرہ فردوس کی راہ لی مظفر شاہ نے جب سنا کہ جمیلہ خاتون
مع بکاولی آتی ہی روح افزا کو استقبال کے لئے بہیجا جب اوس سے وہ دوچار ہوئی روح افزا نے بچی کو ہمبغل
سلام کیا اور قدمونپر گرپڑی اوسنے اوٹہا کر چہاتی سے لگایا آنکہین چومین بلائین لین پہر دونون بہنین
اپسمین دیر تک گلے ملین مبارک سلامت کی صدا طرفین سے بلند ہوئی پہر روح افزا نے مسکرا کر بکاولی کے
کان مین کہا تمہین بہی اپنے چاہتے حکیم کا آنا مبارک ہو اب اوسکو شوق سے نبض دکہاؤ اور شربت وصل
پیو یہ سنکے ماں کے خوف سے اوسوقت تو خاموش ہو رہی پوچہہ نہ سکی پر دل ہی دلمین کچہ شاد کچہ مغموم
ہوئی القصہ روح افزا دونون کو اپنے گہر آئین شایستہ لائی مظفر شاہ اور حسن آرا بہی جمیلہ خاتون سے
ملی نہایت شفقت اور مہربانی سے پیش آئے پہر ادہر ادہر کا مذکور نکلا دروازہ گفتگو کا کہلا آخرش
روح افزا کی رہائی کا بہی مذکور درمیان آیا اوسنے اوسکو اوسی ڈہب سے ادا کیا غرض جمیلہ خاتون
ایک رات رہ کر دوسرے دن رخصت ہوئی روح افزا نے اوسوقت عرض کی کہ مین چاہتی ہون چند روز
بکاولی میرے پاس رہے شاید یہانکے رہنے سے اسکے آئینہ طبع کا زنگ کدورت چہٹے نور عقل و تمیز
نمایان ہو اور تاریکی سودا یہان جمیلہ خاتون نے کہا اچہا کیا مضائقہ ہی چنانچہ ایک ہفتہ کی اجازت
دی اور آپ گلستان ارم کی راہ لی روح افزا بکاولی کو اکیلا لیکر بیٹہی باتین عشق آمیز کرنے لگی طول بہت
دیا آخر تاج الملوک کے بہی سوز و گداز سے کچہ کنایہ کیا بکاولی سمجہہ کے سب سے شرمندہ ہوگئی اور مارے حیا کے
پانی پانی ہوگئی پہر غصے سے منہ پہیر لیا بولی واہ واہ بوا مجہے یہ ہنسی خوش نہین آتی اور ایسی چہیڑ چہاڑ نہین
بہاتی یہ تم اپنی سی ہوئی مجہے پردے مین سناتی ہو مینے جانا کہ تم اوس دیو کا دل ہی دلمین غم کہاتی
ہو یہ کہاوت تم پر پہب گئی مثل ہاتہون مہندی پانون مہندی اپنے لچہن او رون و یسے ہی بس زیادہ بیہودہ مت
بکو تمہین قسم ہی حضرت سلیمان کی مین ابہی اپنے گہر چلی جاؤنگی پہر کبہی تمہارے پاس نہ آؤنگی بہلا شمع
فانوس کو پروانے سے کیا نسبت اور غنچہ سربستہ کو بلبل سے کیا مناسبت کہان پری کہان انسان
یہ تمہارا صرف گمان ہی روح افزا نے جب دیکہا کہ یہ کسیطرح ہاتہ نہین آتی اور کسیصورت دہوکا نہین کہاتی
کہنے لگی ای بہن یہ تو مین نہین کہتی کہ تو کسیکو چاہتی ہی یا خدانخواستہ کسی کے درد سے کراہتی ہی
ہاں مین یہ کہتی ہون کہ تو شمع فانوس ہی کوئی پروانہ جو آپسے آگر جلے تو تجکو اوسکے جلنے سے کیا اگر
ہزارون گل نیلوفر دریای عشق مین ڈوبین سورج کو کیا پروا غرض اسی وضع کے اور ذکر سنا کر اوسکے

غصے کو ٹال کر بہلاوے مین ڈالکر ہاتھ مین ہاتھ لیکر اوس مکان کی روش پر کہ جسمین تاج الملوک رہتا تھا لیکر
پھرنے لگی اتنے مین آواز دردناک اوس مریض عشق کی بکاولی کے کان مین پہنچی سنکر بیچین ہوگئی آخر
روح افزا سے پوچھا یہ کسکی صدا ہی اوسنے کہا ایک شکار نوگرفتار نالان ہی آپ کہے اوسکا تماشا
دکھاؤن اور اچھی طرح سے اوسکی آواز سناؤن غرض بکاولی کو دم ہوکا دیکر شاہزادے کے آگے لا کر کہڑا
کر دیا تاج الملوک نے دوچار ہوتے ہی اختیار کی باگ اوسکے ہاتھ سے چھٹ گئی اور جنس صبر و قرار کی لٹ
گئی وہ بھی آتش شوق کا جلا ہوا صبر نکر سکا دوڑ کر اوس چشمۂ خوبی سے بے اختیار لپٹ گیا اسنے
بھی دامن حیا کو چھوڑ کر اپنے ہاتھ اوسکی گردن مین حمائل کر دئیے پھر تو دونون جلے ہوئے آتش فراق
دل کھولکر روتے اور غم جدائی کے دفتر اپنے اپنے خوب دہوتے روح افزا یہ حالت دیکھکر ٹھٹھا مار کر ہنسنے
لگی بہینا تو تو اب تک دنیا کی لذتسے واقف نہین بیگانے
مردوں کے گلے لگ کر زار زار کیون روتی ہی اور اوسکے غمسے
چچا کا نام ڈبویا اور سارے کنبے کو کلنک لگایا یہ سنکر بکاولی نے کہا اے روح افزا لطف سے میرے
کے زخم پر مرہم لگایا ہی تو ناخن طعن سے نہ چھیل اور جو شربت دیدار پلایا ہی تو زہر ملامت نہ کھلا اب تو تجھپر
میرا راز بالکل ظاہر ہوگیا اور پردہ کھل گیا میرے حق مین جو تو چاہے سو کر مختار ہی القصہ
دو گل رعنا چمن نشاط مین بخوبی ہنسے اور بولے اور اپنے اپنے اشتیاق کے ہر ایک نے بوس
کنار کی لذت خوب طرح اوٹھائی اور جام وصل سے اپنی اپنی پیاس جی بھر کے بجہائی
ہوئے بکاولی کے روانگی کا دن آپہنچا تاج الملوک پھر بستر بیقراری پر گرا اور ماہی بے آب کی مانند تڑپنے لگا
یہ حالت دیکھکر اوسنے بھی چاہا کہ حیا کے پردے اوٹھا کر ویسا ہی اپنا حال بنائے کہ روح افزا بولی زنہار
اے بہن یہ حرکت نہ کرنا ناحق رسوائی ہوگی اور جگ ہنسائی چند روز اور صبر کر انشاء اللہ تعالی تھوڑے
دنوں مین تجکو تیرے چاہنے والے سے بخوبی ملاتی ہون اور شربت وصل دن رات پلاتی ہون یا نہ فراق
کا اب تھوڑا رہا ہی اور روز وصال کا نزدیک آپہنچا ہی خاطر جمع رکھ ماں باپ کی فرمانبرداری کر اور جناب
الہی مین گریہ وزاری پھر دیکھ کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی اور میری سعی اور کوشش کیا دکھاتی
ہی بکاولی یہ سنکر چار و ناچار گلستان ارم کو گئی اور ماں باپ کی خدمت مین مشغول ہوئی ٭٭

اٹھارہوین داستان روح افزا کے ظاہر کرنے مین ماں سے تاج الملوک اور بکاولی کے عشق کی کیفیت اور جانا اوسکا جمیلہ خاتون کے پاس اون دونوں کے بیاہ کی درخواست کے لئے

کہتے ہین کہ جب بکاولی

بکاولی روح افزا سے رخصت ہوکر اپنے گھر گئی روح افزا نے شاہزادے اور بکاولی کے عشق کی تمام
اپنی ماں سے ظاہر کی حسن آرا یہ سنکر دیر تک گریبان تفکر مین سر ڈالے رہی پہر سوچکر بولی اگرچہ [illegible]
آدمی کا پری سے ہونا نہایت محال ہی لیکن اوسنے میری بیٹی کو قید شدید سے چھوڑایا ہی مجکو بہی لازم ہی کہ
مین بہی اوسکو زندان غم والم سے چھوڑاؤن اور مطلب کو پہنچاؤن یہ کہکر اوسیوقت ایک مصور شبیہ کش
[illegible]اک دست کو بلاکر شاہزادے کی تصویر کہچوا کر گلستان ارم مین لیگئی اور فیروزشاہ اور جمیلہ خاتون سے
بلکہ چند روز وہین ہی ایک ہنگامہ کو رہی کہ جمیلہ خاتون سے باتین کرتے کرتے مطلب کی بات پر آئی
اور اس وضع سے کہنے لگی ای بہن اگر کوئی غنچہ رنگین آب وہوا کے فیض سے کسی شاخ مین لگے
اور اوسکے پاس بلبل نہ بیٹھے تو اوسکا ہونا نہ ہونا برابر ہی اور اگر آبدار موتی کسیکے ہاتہ لگے اور وہ اوسکو رشتہ
[illegible] بکاولیکو گوارا کرے گی بہتر یہی ہی کہ اس زہرہ جبین کو کسی ماہر
[illegible] بہار بکا بنا جمیلہ خاتون نے یہ سنکر کہا ای حسن آرا تو نے
سنا ہوگا کہ اسنے ایک آدمزاد سے دل لگایا ہی اور اوسیکا سودا اسکے سر مین سمایا ہی اپنے ہم جنس کو
[illegible] چاہتی اور غیر جنس کیواسطے دن رات کراہتی ہی مین اس امر مین ناچار ہون بزرگون کا چلن کیونکر
[illegible] علامہ کی خواہش سے قدیم سلسلے کو کسطرح توڑدون اپنے کفو کے ہوتے غیر قوم مین کسکے
[illegible] پریکا آدمی سے کبہی بیاہ ہوا ہی کہ مین بیاہون حسن آرا نے مسکراکر کہا سچ کہتی ہی لطیفہ کو ہم
[illegible] البتہ دانائی سے بعید ہی لیکن تو حضرت انسان کے کمالون سے اگر واقف ہوتی تو ایسے
ایسے خیال فاسد دلمین ہرگز نہ لاتی سن ای نادان بشر خلقت یزدان مین اور اوسکی صنعت بی پایان
اشرف اور افضل ہی اوسکے مرتبون اور درجون کی انتہا نہین وہ ایک نہنگ ہی دریا کا بہنے والا او
ایک قطرہ ہی حقیقت مین دریا جامع ہی کمالات عالم کونی اور الہی کا یعنی مادیات اور مجردات کا او
مجمع ہی مراتب بندگی اور بادشاہی کا بیت انسان کی ذات برزخ جامع ہی بی گمان + ظل خدا اسم
صورت خلق اسمین ہی عیان + جان کہ صوفیہ ہر ایک کو عالم ارواح کے نوعون مین سے بارہتعالی
کے ایک ایک اسم اور صفت کا مظہر خاص جانتے ہین اور اس عالم صورت کو کہ حواس ظاہری اور
باطنی سے نسبت رکھتا ہی اوس عالم کا سایہ پس ہر ایک ذرہ فرد کائنات سے روشن ایک تجلی
[illegible] اور سیراب ایک قطرہ سر ہی بیت برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقی
دفتر معرفت کردگار + اس عالم مین انسان کہ سارے افراد کون وفساد اسکے لازمی ہین خدا کے سارے
اسمون اور صفتون کا مظہر ہی اور اوسکی تجلیات خاص کا مقام کلام فضیلت انسان مین دریا کی

بے پایان ہی اسیقدر پر اکتفا کیا اے جمیلہ خاتون وہ اصل ہی اور ہمارا وجود طفیلی وہ مخدوم اور ہم خادم
نہی شرف کہ شریف ہمسے ارادہ وصلت کا کرے اور مخدوم خادم سے مقصد قربت کا رکھے القصہ اس
آب و تاب سے انسان کی تعریف کرکے فضیلتون کا بیان کیا کہ اوسکا شعلۂ غضب بجھہ گیا کہنے لگی اچہا
اوس بداطوار بدکردار کا ذکر نکیجیو کہ اپنی بیٹی اوسے ہرگز نہ دونگی اور ایسے خائن کو اپنی دامادی مین کبھی لونگی
آخر حسن آرا نے تاج الملوک کی تصویر جمیلہ خاتون کے ہاتہ مین دی اور کہا یہ تصویر شرقستان کے شاہزادے
کی ہی دیکہہ ایسا نقشہ قلم تقدیر نے صفحۂ عالم پر آج تک نہین کہینچا اور اس پروانہ کا چہرہ ورق جہان پر
دوسرا نہین بنایا اس یاسمین گلشن محبوبی کو اوس گل خوبی کے ساتہ ملا اور اس مہرۂ فلک حسن کو اوس
ماہ برج سعادت کے پہلو مین بٹہا الغرض وہ چار و ناچار راضی ہوئی کہنے لگی بہینا اوسکو کہان ڈہونڈون
اور کس تدبیر سے لاؤن حسن آرا نے کہا تم خاطر جمع سے شادی کی طیاری کرو اوسکو فلانی تاریخ دولہا
بنا کر برات سمیت یہان لے آتی ہون یہ کہکر رخصت ہوئی پل مارتے ہی جزیرۂ عنبر دو مین آپہنچی اور یہ
ذکر من و عن شاہزادے کے آگے کیا پہر وصل کا بہروسا دیا **انیسوین داستان تاج الملوک اور**
باغبان اس گلستان کا گل اور بلبل کی مواصلت یون بیان کرتا ہی کہ جمیلہ خاتون نے جو گفتگو کہ حسن آرا
مین اور اسمین ہوئی تہی فیروز شاہ سے جاکر اظہار کی اور تصویر شاہزادے کی دکہائی اوسنے سمن بر
کے ہاتہ نکاولیکے پاس بہیجدی کہ یہ تصویر شرقستان کے شاہزادے کی ہی بالفعل اس زمانہ مین ایسا
جوان حسین کہین نہین تو کہ آدم زاد کے سودے مین دیوانی ہو رہی ہی اور اپنی جان لطیف ایک خاکی
کثیف کے پیچہے کہو رہی ہی تیری مرضی ہو تو اوسکے ساتہ بیاہ کردون میری دانست مین تو نوع انسان
مین ایسا شخص کمتر ہوگا بلکہ پریون پر بہی حرف ہی وہ خوشی خوشی تصویر لئے ہوئے شاہزادی کے
پاس آئی اور بادشاہ کی زبانی جو حقیقت سنی تہی کہکر سنادی اوس محو جلوۂ یار نے اوسکو نگاہ غور سے
دیکہا تو اپنے ورق دلکی صورت کے مطابق پایا بلکہ خط و خال مین بہی سر مو فرق نہ دیکہا جبین سمجہی کہ
یہ کار پردازی اور نیرنگسازی ساری بہن کی روح افزا کی ہی واقعی وہ چہیتی اپنے قول کی بہی سچی ہی مسکرا کر
سمن بر سے کہا دیکہہ تو تجہے میرے سر کی قسم یہ اوسی شخص کی تصویر ہی کہ جسکے خزان غم سے میرا گل
نارسیدہ کمہلایا ہی اور غنچۂ نودمیدہ مرجہایا ہی وہ ملاحظہ کرکے بے اختیار مارے خوشی کے اچہل پڑی
اور بولی ہان شاہزادی بیشک یہ تصویر شاہزادے کی ہی لو اب ہنسو بولو خوشیان کرو جو تمہارا مطلب
تہا سو خدا نے پورا کیا یہ کہکر بادشاہ کے حضور مین آئی اور یون عرض کی کہ حضرت فرزندمان آپکے تابع
اونکی سعادتمندی اسمین ہی کہ والدین کی مرضی کے خلاف نکرین اور ہر حال مین اونکی خوشی کو اپنی

اپنی خوشی پر مقدم رکہین اگر دیو او نکے پسند پڑے تو مین اوسکو غلمان سمجھے اور جو وہ ایک سپاہ اوسکے واسطے تجویز کرے تو اوسکو ماہ کنعان جانے فیروز شاہ اوسکی گفتگو سے نہایت شاد ہوا اور شادی کی تیاری کا حکم دیا تمام جزیرہ ارم کی دکانون کو نقش و نگار تازہ سے آرایش مین اندر باہر سے نئے فرش بچہ گئے ناچ رنگ ہونے لگا چار طرف شادیکی دہوم مچگئی رقعے جابجا بہجوائے پریونکے غول کے غول جا بجا نظر آنے لگے مجلس نشاط آراستہ ہوئی شراب چلنے لگی توڑے جانے لگے لوگ ضیافتین کہانے لگے فیروز شاہ ہر ایک کی قدر کے موافق اوسکی خاطر داری اور مہمانداری آپ بہی کرتا تہا اہلکار جو اس کام پر معین تہے اوس سے غافل نرہتا تہا آخر کار بخوبی انجام ہوا اور جزیرہ فردوس مین مظفر شاہ نے بہی اسی طرح سے تاج الملوک کی شادی کی تیاری اور لوگون کی مہمانداری شروع کی پہر ہر فرد معین وزیرون امیرون کو حکم کیا کہ لباس رنگین پہنین اور سردارون لشکر کو بہی کہدیا کہ مع فوج آراستہ ہوئین اور محل مین جشن آرائی بہی اپنی مصاحبون اور خواصون کو بہ آئین شایستہ آراستہ کیا اور آپ نیا لباس اور زیور جواہر کا پہنا اسکے بعد شبھ گہڑی نیک ساعت دیکھکر شاہزادے کو ایک جڑاو چوکی پر بٹہلا کر شہانا جوڑا پہنایا اور شملہ سر پر رکہکر پیچ کو شوارہ آگے موتیونکا سہرا اور اوسپر پہولونکا سہرا باندہا جیغہ کلغی سرپیچ لگایا طرہ رکہا گلے مین موتیونکا مالا پہولونکی بہی بازوئی مرصع کے نورتن بازوون پر باندہے پہر ایک پری پیکر گہوڑے کے گنگا جمنی ساز لگا کر موتیونکا سہرا باندہ کر سوار کر دیا اسکے بعد مظفر شاہ کئی بادشاہون سمیت شہزادے کو بیچ مین لئے امیر اور سردار داہنے بائین اور آگے نوبت نشان لئے ہاتہی تخت رواں شتر سوار تلنگون کی کمپنیان پیادون کی پلٹنین باجے بجاتے ہوئی خاص بردار برچہی بردار بان بردارون کے غول سوارونکے پرے آتشبازی چہٹتی ہوئی اور آرایش لٹتی ہوئی اور پیچہے زنانی سواریان اسطرح بیاہنے چڑہا اور جزیرہ ارم کو روانہ ہوا یہان بکاولی کو آراستہ کیا اشعار

یہ ستارون نے یہ اوسکو بنایا
کہ نکھرا دیکھکر ہر ایک کا جی
گہجوری گوندہی وہ پاکیزہ چوٹی
فلک نے کہکشان قربان کردی
جڑ بیگا اوسکے ماتہے پر لگایا
شعاعی منہ پہ سہرا
وہ انکھین بند کرنا بہی ادا تہی

جہان مین حور جنت کو دکھایا
لپٹ آئی جوان لفونکی یکبار
کہ سب اہل نظر کی جان لوٹی
چنی جب اوسکی پیشانی پر افشان
قمر نے اپنے دل پہ داغ کھایا
حسام ابروی پر چشم بلا تہی
چہٹی مژگان مین پوشیدہ حیا تہی

عجب صورت سے کی بالون مین کنگہی
ہوئی کافور بوی مشک تاتار
جب اوسکی موتیونکی مانگ بہر دی
قمر پر ہوگئے تارے نمایان
برنگ مہر تابان تہا جو جہلا
یہ کہنے اوسکے قبضے مین قضا تہی
جب اوسکے کان مین پہنایا جہمکا

پریشان ہوگیا عقد ثریا
الودہ دندان پیارے پیارے
یہ ملع پڑھ کے ناسخ کا سنایا
بنایا خال کاجل کا ذقن پر
کہ پھنکی پڑ گئی نظروں مین شیرین
اگر ہاتھوں مین ہیکلے گڑے سے تھے
مناسب جس جگہہ تہا اوسنے پہنا
اوسے پہنائی ایسی لال انگیا
کہ اوسپر ملک دل بنگلا بنا تہا
کچین اوبہری ہوئی بر چپکی تو پیز
دل چالاک کی کھوتا تہا پہرتی
نظر جسکی پڑی اوسپر وہ بولا
کہ جسکی مدح مین عاجز ہی خامہ
جو تہا ذی روح وہ تہا محو دیدار

پہنکر تہے خوشی سے رنگ دمکا
چمکتے تہے شب یلدا مین تارے
مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہی
عجب جوبن تہا اوس رشک چمن پر
گلے مین پہنا جب موتی کا مالا
زر خالص کے زیب پا چہڑے سے تہے
کف رنگین مین جو در زد حنا تہی
دلون کو صید کرتی جسکی چتریا
وہ ڈوری آنکھہ کے ڈورے نمایان
جو رستم سامنے آئے تو کمین
نہ چہپتی تہی لطافت سیم تن کی
شفق مین دیکھنا کیا چاند نکلا
لباس و زیور و حسن و ادا کا
جسے دیکھو بنا تہا نقش دیوار

وہ مکھڑا چاند سا گھونگھٹ مین چمکا
مسی ملکر جب اوسنے پان کھایا
تماشا ہی تہ آتش دہوان ہی
چہپرہی منہ پہ دولہن کے اسی تیرین
بنات النعش کو حیرت مین ڈالا
بہت اسکے سوا بہی ا
چہپانیکو دل عاشق بلا تہی
عجب انداز کا بنگلا بنا تہا
کٹہری اوسکی رخام چشم مژگان
نمایان صاف تہی رنگت بدن کی
معرق ایسا پہنا پائجامہ
بیان سبکا کرون کب
الغ

تب فیروز شاہ نے کئی ارکان دولت استقبال کے لئے بہیجے وہ نہایت تعظیم جسجگہ مجلس نشاط اور محفل انبساط برپا تہی وہان ہر ایک کو بڑی تعظیم تواضع سے بٹہایا آتشبازی چہٹنے لگی آرائش لٹنے لگی اور حسن آرا کے ساتہ اسی سلوک سے جمیلہ خاتون پیش آتی سارے طریقے رسمون کے بجا لائی غرض چہلے پہر تک ناچ رنگ کی صحبت رہی اسکے بعد اوس گوہر یکتا کو اوس لعل بے بہا کے ساتہہ عقد باندہا مبارک سلامت کا اندر باہر غل پڑ گیا پہر شربت پلانے لگے شربت پلائی لینے لگے گوٹون کے اور پہولون کے ہار پہنانے لگے اور الایچیان چکنی ڈلیان عطر کی شیشیان دینے لگے اسکے بعد دولہہ کو گہر مین بلایا اور دولہن کو لاکر دولہہ کے پاس شہانی مسند پر بٹہایا نوبت چہوڑکر ٹونی گرا آرسی مصحف دکہا کر دولہہ کو باہر رخصت کیا دولہن کو ملنے کے لئے گود مین اوٹہا کر لگ اودہر فیروز شاہ نے ایک مکان عظیم الشان کہ تختگاہ سے قریب تہا بیٹی داماد کو نہایت تکلف سے سجوا دیا جب سب جہیز نکل چکا اور برات کے چلنے کا گو گہر مین بلایا ڈیوڑہی مین چہپان لگایا دولہہ نے دولہن کو گود مین لاکر

آپ اوسی پری پیکر گھوڑے پر سوار ہوا پھر ایک چھوٹا بڑا جلو مین چلنے کو تیار ہوا اوسیطرح آگے آگے تخت رواں
شتر سوار پیادے اور سوار بیشمار نقارچیون کی قطار روشن چوکیوالے گاتے بجاتے ہوئے مہتم دولہن کی سواری
پیچھے چاندی سونیکے پھول لٹاتے ہوئے اوسی مکان پر پہونچے ہر ایک براتی اپنے اپنے گھر سدہارا گھر والون
نے دولہنکا چھپان اوتارا دولہہ نے دولہن کو گود مین لیجاکر مسند پر بٹھایا کھیر چٹائی خدا خدا کرکے دن گذرا
رات آئی سب کنارے ہو گئے خلوت ہوئی دولہا دولہن مسہری مین گئے مزے لوٹنے لگے

اشعار

معشوق سہم ہون جہان
گر پڑے اوس پر وہ ہین
آئینہ کو دیکھے کبھو
اوس کل رہے ار کہ بے اعزان
اوسکی بھی ہی خوب طرح جانی
رہ نسکا وال ہو یا اونہ ہا تھہ

شوق بہت جو شمین آئے وہان
صبر گرے پھول سے بلبل کہان
چین نہ آئے اوسے بے گفتگو
لب کو انکی لبون مین لیئے بوسے کئی
پھر دان کیطرف جہک پڑا
اوبھری ہوئی چھاتیان وہ سخت سخت
چھوڑ دیا صبر و تحمل نے ساتھہ

شمع کو پروانہ جو دیکھے کہین
لے ہی لے آغوش مین مانند جان
دیکھا جو شہزادے نے اوسدم ہا دون
شوق نے کچہ صبر کی رخصت نہ دی
عارض گلرنگ کی خواہش جو کی
گیند کے مانند جو پائین کر خت
گوہر و الماس ہوئے تہہ بہم

نے دمبدم + جب خوب چھک گئے ماندے ہو گئے پھر ہر ایک نے اپنا ساتھہ
بنایا منہ سے منہ ملایا اور سینہ سے سینہ لگایا غرض اس ہیئت سے آرام فرمایا
تک ہی شہزادے نے اوٹھکر حمام کی راہ لی اور روح افزا اوس عشرتگاہ مین آئی
نکاوبی کو دیکھا کہ رات کی جاگی ملی دلی سوتی ہی بال چھوٹے ہوئے ہین ہار ٹوٹے پڑے ہین ہونٹھون پر لاکھا
نام کو نہین رہا آنکھونکا کاجل سارا پھیل گیا گالون پر دانتونکے اور چھاتیون پر ہاتھون کے نشان پڑے ہین
یہ عالم دیکھکر رہ نسکی جلد اوسکو جگایا اور مسکرا کر کہا ای بہن اوس روز تو مجھے کہتی تھی کہ تونے دیوے سکار
کے مدرسہ کنارہ مین شرح لونڈی پڑھی ہی آج تو تیرے اطوار سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اس رات کو تو یار کے
مکتب آغوش مین اپنے مطلب کی کتابونکو بخوبی مطالعہ کرکے بڑی علامہ ہوئی ہی دیر تک تونے مصدر ملاقات
کو مختلف صیغونکے ساتھ گردانا اور عشرت کے مزید فعلونکو الف وصل سے ربط دیا شان فاعل اور علامت
ان کما ینبغی مخففہ کی اور مقام تجربہ سے اپنے پانون باہر رکھے بلکہ خلوت مین قضیہ موجبہ مباشرت
ہم بنایا اور اشکال مختلفہ کی ضروب منتجہ سے نتیجہ موافق مطلوب کے پایا وصل و فصل کا بھی نظر نقطہ
مثلث کے نقطہ پر خط عمود کو قائم کیا نکاوبی یہ سنکر مسکرائی اور یہ کہنے لگی بوا بھلا
پھر آتا ہی مجکو صاف ان کنایہ آمیز باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ تمہارا ابھی جی

ارادہ ہی بہت بہتر مین رہنی ہون شوقسے اپنی وصلی اوس مشاق کے آگے رکہو اوسکے قلم کی روانگی اور
قوت دیکہو کہ کس کسطرحکے توڑ جوڑ لگاتا ہی اور کیا کیا گل بوٹہ بناتا ہی حاصل یہ ہی کہ باہم اسطرح ہمنشیان ہولیان
رہین آخر روح افزا اپنے مان باپ سمیت رخصت ہوکر اپنے گہر گیئی اور تاج الملوک نے فیروزشاہ کے محل مین
جاکر اپنی بود و باش اختیار کی بیسوین داستان رخصت ہونے مین تاج الملوک
اور بکاولیکے فیروزشاہ اور جمیلہ خاتون سے ایکروز تاج الملوک نے بکاولی
سے مشورت کی فیروزشاہ اور جمیلہ خاتون سے رخصت مانگی اونہون نے کہا بہت بہتر ہزار غلام قمر طلعت
اور سیکڑون لونڈیان خوبصورت عنایت کین اور دان جہیز کے سوا کچہ نقد و جنس اور لوازمہ سفر کا
دیا اگر اوسکی تفصیل لکہون تو یقین ہی کہ ایک کتاب ورنہ تیار ہوجای اسلئے قلم انداز کیا القصہ شاہزادہ
بڑی شان و شوکت اور جاہ و حشمت سے بکاولی کو لیکر اپنے ملک مین پہونچا دلبر اور محمودہ کی جان
مین جان آئی کشت امید سوکہی ہوئی پہر لہلہائی اوسکا آنا انکے حق مین ایسا ہوا جیسے بیمار کے واسطے
مسیحا کا لیکن بکاولی کو جو اس حسن و جمال اور بال و منال سے دیکہا حیران ہوگیین آتے ہی منہ کے ہوش جاتے
رہے ہاتہون کے طوطے اوڑ گئے پری نے جو یہ رنگ ڈہنگ دیکہا ہر ایک کو گلے سے لگایا دلاسا دیا اور فرمایا
کہ تم خاطر جمع رکہو کسیطرح کا اندیشہ نکرو مین تمہارے عیش میں مطلق خلل انداز نہونگی بلکہ اپنی خوشی پر تمہاری
نشاط کو مقدم جانونگی چنانچہ ہمیشہ شیر و شکر کیطرح آپسمین سبکی سب ملی جلی رہین اور سوتیہ پنے کی جلن نہو
ہونی شہزادہ بہی ان غنچہ دہنونکے ساتہ شگفتگی سے اوقات بسر کرنے اور عیش و عشرت سے رہنے لگا
اکیسوین داستان بکاولیکے جانے کی راجہ اندر کے اکہاڑے مین اور
ناچنا گانا اوسکے حضور مین اور تفرقہ پڑنا تاج الملوک مین اور اوسمین
اہل ہند کی کتابون مین یون لکہتے ہین کہ امر نگر نام ایک شہر بستا ہی وہانکے باشندے ہمیشہ زندہ رہتے
ہین اور راجہ اندر وہان کا راج کرتا ہی دن رات پریونکے ساتہ عیش و عشرت مین رہتا ہی اوسکا کام یہی
ہی اور غذا اوسکی ناچ اور راگ عالم جنات بہی اوسکے تابع ہین ساری پریان اوسکی مجلس مین جاتی ہین
اور رات دن ناچتی گاتی ہین ایک رات کا ذکر ہی کہ راجہ نے فرمایا بکاولی فیروزشاہ کی بیٹی مدت سے
ہماری مجلس مین نہین آئی اسکا سبب کیا ہی اور یہان کے آنیکا مانع کون ہی پریون مین سے ایک نے
عرض کی کہ وہ ایک انسان کے دام عشق مین گرفتار ہوئی ہی بلبل بیقرار کے مانند نالہ و فریاد کیا کرتی ہی
اور مدام اوسکے سودای عشق مین سرشار رہا کرتی ہی اور اپنے بیگانے سے اوسکو نفرت ہی فقط
اوسی سے صحبت ہی شراب وصل اوسکے ساتہ پیتی ہی اور اوسیکے دم سے جیتی ہی راجہ یہ ماجرا سنکر غصہ

غصے مین آیا اور شعلۂ غضب اور بہی بہڑ کا کئی پریون کی طرف اشارہ کیا کہ اوسکو اسیوقت حاضر کرو وہ تخت زمان لیکر تاج الملوک کے باغ مین آئین اور بکاولی کو جگا کر راجہ کے احکام اور غضبناک ہونیکا حال بیان کیا وہ چارو ناچار اوسپر سوار ہوکر امرنگر کو گئی اور وہان کانپتی ہوئی راجہ کے سامنے جاکر آداب بجالائی ہاتہہ باندہ کر کہڑی رہی مہاراج نے نگاہ قہر سے اوسے دیکہا اور بہت سا بہڑ کا آخر فرمایا کہ اوسکو آگمین ڈالدو کہ انسانکے بدن کی بو باس اسمین بسی ہے اور یہان کی صحبت کے قابل ہو پریون نے فوراً اوس نسترن باغ لطافت کو اور یاسمن چمن نزاکت کو ہاتہون ہاتہہ وہانسے باہر لاکر آتشکدہ مین ڈالدیا وہ جل کر راکہہ ہوگئی شعر + جلگیا عاشق تو کیا غم ہی اوسکی یہ تیم + دیکہتے ہی یار کو گلشن مین ہا سند جلیل
اوسکے بعد پانی پر کچہہ منتر پڑہ کر اوسپر چہڑ کا فی الفور جی اوٹہی اور ہیئت اصلی پر آکر محفل مین ناچنے لگی پہلی ہی ٹہوکر سے اہل مجلس کے دلون کو پامال کیا اور ایک ہی آمد و رفت مین تماشائیونکو بیحال کیا غرض ناچنے سماع جو تہا ایسا ساری مجلس کو محو کر دیا پہر تو واہ واہ کی صدا ہر ایک کے منہ سے نکلنے لگی اور آفرین و تحسین کی آواز ہر طرف سے بلند ہوئی بکاولی آداب بجالاکر راجہ سے رخصت ہوئی تخت پر بیٹہکر اپنے باغ مین آئی گلاب کے حوضمین نہا دہوکے شہزادے کی بغل مین سو رہی صبح کو اپنے معمول پر اوسی سنگار کیا لوگ بہی اندر باہر اپنے اپنے کام مین مشغول ہوئے القصہ ہر شب وہ غیرت ماہ امرنگر مین جاتی تہے سے وہ اوسے آگ مین جلاتی پہر راجہ کے حضور مین ناچتی گاتی جب تہوڑی سی رات باقی رہتی رخصت ہوکر اپنے گہر آتی اور گلاب کے حوضمین نہا کر اوس دریای خوبی سے ہم آغوش ہوتی اور اپنے جی کو ٹہنڈا کرتی اشعار

قبول اوسنے کیا جلنا سدا کا	نہ چہوڑا وصل لیکن دلربا کا	جلاتی تہی تن نازک کو ہر شب
نہ کہولتے تہے شکایت کو کبہی لب	وہ عاشق سے نکرتی تہی کنارا	فراق اوسکا نہتا ہرگز گوارا
جو جل مرنیکو اپنے دلپہ ٹہانے	وہ ہر آتشکدے کو آب جانے	گوارا ہوتی ہی سب نار سوزان
سہا جاتا نہین پر سوز ہجران	جسے ہو شمع رویون کی محبت	اوسی سے پوچہیے جلنے کی لذت

مگر شاہزادے کو ہرگز اس بات کی خبر نہ تہی ایک رات اتکا ذکر ہی کہ بکاولی تو اپنے معمول پر وہان گئی تہی یہان شاہزادے کی آنکہہ کہل گئی پلنگ پر اوسے ندیکہا ہر طرف قصر اور باغ مین جاکر ڈہونڈہا کہین اوسکا سراغ نہ ملا نہایت بہ تنگ ہوکر اپنے خلوتکدے مین آکر بیٹہا اور یہان تک اوس شک بت چین کی راہ دیکہی کہ آنکہین پتہرا گئین آخر شش اوسی حالت مین سوگیا بکاولی بہی اپنے وقت پر آکر اوسکے پاس سو رہی صبح کو تاج الملوک نے بدستور جو اوسکو ساتہہ سوتے دیکہا زیادہ تر متعجب ہوا لیکن دم نہ مارا اوس راز کو مطلق نہ کہولا مگر اوسکی تحقیقات کیواسطے دوسری رات کو ہی ایک انگلی چیر کر نمک چہڑک لیا کہ مبادا آنکہہ نہ لگ جائے

اور وہ بھید چھپے کا چھپا رہے غرض آدھی رات گئے تخت پھر آکر موجود ہوا بکاولی اوسپر بیٹھکر بناؤ کرنے لگی
اور شاہزادہ بھی چھپے چھپے جاکر اوس تخت کا پایا پکڑ بیٹھ رہا اتنے مین وہ بھی آکر سوار ہوئی اور پریان اوسکو
لیکر اوڑین تاج الملوک اوسی پایہ مین لٹک گیا پھر اسقدر بلند ہوا کہ زمین اوسے نظر آنے سے رہگئی جھٹ پٹ
راجہ اندر کے دروازے پر جاکر اوتارا بکاولی اوترکر ایکطرف کھڑی ہو رہی اور یہ بھی الگ ہوکر خدا کی قدرت کا
تماشا دیکھنے لگا غرض جسطرف آنکھ پڑتی تھی اودھر پریونکا جھرمٹ نظر آتا تھا اور ہر طرف آواز قسم قسم کے
سازون کی اور راگون کی جو تمام عمر نہ سنے تھے متصل چلی آتی تھی حاصل یہ کہ تاج الملوک نے وہ کچھ
جو کبھین نہ دیکھا تھا اور وہ سنا جو کبھین نہ سنا تھا دنگ ہوکر رہ گیا اتنے مین کئی پریان دوڑین اور بکاولی کو
آتشکدے مین ڈال دیا وہ جلکر راکھ ہوگئی وہ اس حادثے کو دیکھکر سب کچھ بھول گیا بے اختیار دونون ہاتھ
سے سر پیٹنے لگا اور جی مین یون کہنے لگا حیف
اس شمع رو کے ساتھ جلتا اور اپنے بدن کو راکھ کرے
ہی نہ جگھہ وہ ادکی یہ تو اسی ادھیڑبن مین رہا کہ اونہین مین سے ایک پری نے پانی پڑھکر اوسکی راکھ پر
چھڑکا فی الفور زندہ ہوئی اور راجہ کی مجلس مین آئی شہزادہ بھی اوسکے پیچھے پیچھے چلا آیا ازبسکہ اژدحام
تھا کوئی کسیکو پہچانتا نتھا کسی نے نہ جانا کہ یہ کون ہی اور کیون کھڑا ہی اتفاقاً بکاولی کو
ناتوانی کے سبب اچھی طرح بجا نسکتا تھا وہ رک رک کر ناچتی تھی اور بار بار تیوری چڑھا
دیکھکر بیچین ہوا آخر رہ نسکا سازندے کے کان مین جھک کر کہا اگر تیری مرضی ہو
کہ اس کام مین چالاک دست ہون اوسنے اس بات کو غنیمت جانا پکھاوج کو حوالہ کیا یہ تو اس کام مین
بانی کار تھا اور اوسکے دام محبت مین گرفتار اوسکی خواہش کے موافق بجانے لگا پھر تو کیفیت ناچ کی ایسی بڑھی
کہ در و دیوار سے واہ واہ کی صدا آنے لگی راجہ بھی یہانتک محظوظ ہوا کہ اپنے گلے کا نولکھا ہار اوتارکر
بکاولی کو عنایت کیا وہ ناچتے ناچتے جو بیچ ہی سو بجنس پکھاوجی کو حوالہ کیا اسکے بعد مجلس برخاست
ہوئی شہزادہ جسطرح گیا تھا اوسیطرح اپنے باغ مین آیا بکاولی گلاب کے حوض کیطرف گئی یہ خوابگاہ مین جاکر
سو رہا لیکن صبح کے وقت مسکراتا تھا پری نے پوچھا کہ خلاف عادت مسکرانیکا کیا سبب ہی کہا رات کو عجیب
خواب دیکھا ہی اسواسطے ہر گھڑی مجھے ہنسی آتی ہی وہ کہنے لگی خدا خوب کرے کیا دیکھا
ہی تاج الملوک بولا یہ دیکھا ہی کہ آدھی رات کو تو کہین جاتی ہی اور مجھکو خبر
ڈری کہ مبادا یہ بھید اسپر کھلا ہو اور اچانک یہ بھی میرے ساتھ وہان گیا ہو جب
کچھ دیکھا یا نہین شہزادہ بولا گویا آج کی رات مین بھی تیرے ہمراہ گیا ہون اسطرح یہ پریان ایک

تو اوسپر سوار ہوئی اور مین پائے سے لگا ہوا چلا گیا بس آگے نہین کہتا کہ خواب کی بات بیسر و پا ہوتی ہی اعتبار نہین رکہتی خواب و خیال ہی بیفایدہ کون بکے بکاولی بولی کہ تجہے میرے سر کی قسم جو دیکہا ہی سب تاج الملوک تہوڑا کہتا پہر خاموش ہو رہتا اور وہ قسمین دے دیکر پوچہتی جاتی آخر سارا ماجرا اوسنے آخر تک مو بمو کہکر سنایا اور وہ ہار راجہ کا بخشا ہوا تکیہ کے نیچے سے نکالکر دکہلایا تب اوس پری نے اپنا سر پیٹ لیا اور بیہوش ہو گئی ایکدم کے بعد بولی شاہزادے یہ تو نے کیا کیا اپنا دشمن تو آپ بنا دیکہہ تو مینے تیری خاطر باپ کے ہاتہ سے کیا کیا رنج اوٹہائے اور ہر کس و ناکس کے طعنے کہائے یہانتک کہ ہر رات آگ مین جلنا بہی قبول کیا مگر تجہے نہ چہوڑا اور تیری راہ سے منہ نہ موڑا چنانچہ تو نے آنکہون سے بہی یہ تماشا دیکہا کچہ کہنے کی حاجت نہین کاش کے تو اوس مجلس مین بجاتا اور اپنے گہر مین میری جدائی کا صدمہ اوٹہاتا تو بہت بہتر تہا کیونکہ اسکا انجام اچہا نہین اب حیران ہون اگر تجہے نہ لیجاؤن تو بنتی نہین جو لیجاؤن تو کہان تک چہپائے رکہون خیر جو تقدیر مین ہی سو اَمِٹ ہی مگر آج اپنے طالع آزماتی ہون تجہے لیجا کے ایسی اگر گذرتی ہون آگے جو مرضی خدا کی چنانچہ معمول کے وقت تاج الملوک سمیت گئی اور راجہ سے بعد سلام مجرے کے عرض کی کہ آج ایک بجانے والا بہت چالاک اپنے ساتہ لائی ہون اگر حکم ہو تو یہان آکر بجائے راجہ نے فرمایا بہت اچہا الغرض وہ بجانے لگا اور وہ نازنین ناچنے لگی آخر یہ کیفیت ہوئی کہ ساری محفل عش عش کر ہی ہو کر جہومنے لگا اور اوسی عالم مین فرمایا مانگ جو مانگا چاہتی ہی محروم نجائیگی یہ سنکر بجالا کر عرض کی مہاراج کی بدولت لونڈی کو کسی چیز کی کمی نہین اور کچہ ہوس دلمین پکہاوجی کو بخشیے کہ یہی آرزو ہی سنتے ہی اس سخن کے راجہ برہم ہوا اور شہزادے کی طرف غضب سے دیکہکر بولا کہ اے آدم زاد تو ہی اسکو چاہتا ہی اور یہ تجہے چاہتی ہی بہت اچہا ذرا تو اسکا مزہ چکہہ اور لذت اوٹہا تو چاہتا ہی کہ بکاولی سی پری کو بے محنت اور مشقت یہانسے لیجاؤن اور اپنی بغل گرم کرون یہ نہوگا پہر بکاولی کیطرف منہ پہیر کر کہا اے شتاہ کیا کرون تجہسے سخن ہار چکا ہون جا اسے تجکو بخشا لیکن بارہ برس تک تیرا نیچے کا دہڑ پتہر کا رہیگا یہ حرف جو اوس سنگدل کے منہ سے نکلا

وہ سمین اوسی گہڑی ہوکر غبار ہوگئی	ہیہات اثر ایسے ہی یہ عالم	شادی و غمی ہوئی ہے توام
دم بہر کی بہار مہمان ہے	آخر وہی باغ مین خزان ہے	گہ سر پہ ہو تیرے تاج شاہی
گہ خاک پہ بستر ہی	گل سا کبہی دل فراغ دیکہے	گہ دل پہ ہزار داغ دیکہے
نشاط و عیش ہووے	خمیازہ پر اوسکا طیش ہووے	

بائیسوین داستان

کی سنگلدیپ مین پہنچنے کی اور بکاولی سے ملنا اور

چتراوت راجہ کی بیٹی کا اوسپر عاشق ہونا کہتے ہین کہ بکاولی راجہ اندر کی بددعا سے
پتھر کی ہوکر وہانسے غائب ہوگئی اور شہزادہ سیماب کے مانند بیتاب ہوکر لوٹنے لگا تب اوسکو پریون نے
اوٹھاکر نیچے ڈالدیا وہ ایک جنگل مین جا پڑا تین روز تک بیہوش پڑا رہا چوتھے دن جو آنکھہ کھلی تو بجای گلزار
پہلو مین خار دیکھے ہر طرف جاکر شور و فریاد کرنے لگا اور بکاولی کی خبر ہر ایک درخت سے پوچھنے لگا
ایکدن اسیطرح ایک سنگ مرمر کے تالاب پر جا پہنچا چارو نطرف سیڑہیان پاکیزہ اور خوبصورت بنی
بنی ہوئی تہین اور میوہ دار درخت بہی بہت سے اوسکے گرد لگے تہے شہزادہ نے ایکساعت وہان
دم لیا پہر نہاکر ایکسایہ دار درختکے نیچے پڑ رہا اور اپنی محبوبہ کے تصور مین سوگیا ناگاہ کئی پریان کہ
اوسکے حال سے واقف تہین وہ بہی وہان پہنچین اور اوسی تالاب مین نہاکر بال سکہلانے لگین اونمین سے
ایک کی نظر جو شاہزادے پر جا پڑی ساتہیون سے کہنے لگی بکاولی کا پکہاوجی یہی ہی تاج الملوک کے کان
مین جو ہین یہ آواز پڑی آنکہین کہولدین اور پریون سے باچشم خونبار پوچہا تمہین کچہہ معلوم ہی کہ بکاولی
کہان ہی اونکا دل اسکا حال زار دیکہکر بہر آیا بولین آنکہون سے تو نہین دیکہا مگر سنا ہی کہ سنگلدیپ مین
ایک بتخانہ مین ہی مگر نیچے کا دہڑ ناف تک پتہر ہوگیا ہی تمام دن اوس مندر کا دروازہ بند رہتا ہی اور
پہر رات کے بعد صبح تک کہلا شاہزادے نے پوچہا کہ وہ کسطرف ہی اور کتنی دور ہی اونہون نے جواب دیا
راہ کی مصیبت تو ایک طرف آدمی اگر ساری عمر چلے جب بہی وہان نہ پہنچے تاج الملوک یہ سنکر مایوس
ہوا اور اپنی زندگی سے ہاتہ اوٹھاکر ٹکرین مارنے لگا اور پتہرونسے سر پہوڑنے لگا پریان بہی اوسکے
حال پر رحم کہاکر آپسمین مصلحت کی کہ اس آفت رسیدہ کو وہان تک پہنچایا چاہئے آگے اسکی قسمت
مین جو ہونا ہی سو ہوئیگا فورا اوسے لیکر اوڑین اور ہاتہ کی بات مین وہان پہنچادیا ایک لمحہ کے بعد اوس
کو ذرا حواس آئے تو کیا دیکہتا ہی ایک شہر رشک بہشت بر روی زمین پر آباد ہی اور عجائبات اوسکا سوا
ہی رنڈی مرد وہان کے کوئی بدصورت نظر نہین آتا بلکہ درخت بہی وہانکے ایسے قد موزون رکہتے ہین کہ
دیکہنے والے دنگ رہتے ہین آخر یہ سیر کرتا کرتا بازار کیطرف جا نکلا راہ مین ایک برہمن پجاری ملا اوس سے
پوچہا کہ دیوتا تم کونسے ٹہاکر دوارے کے پجاری ہو برہمن نے کہا راجہ چترسین جو اس ملک کا والی ہی اوسکی
ٹہاکر دوارے کا مین پجاری ہون پہر تاج الملوک نے پوچہا کہ اس شہر مین کتنے ٹہاکرونکے مندر ہین
جو معروف و مشہور ہین برہمن نے بتائے پہر یہ کہا کہ تہوڑے دنون سے دکہن کیطرف دریا کے کنارے
ایک نیا مندر ہوا ہی دن بہر اوسکا دروازہ نہین کہلتا کوئی نہین جانتا کہ اوسمین کیا ہی شہزادہ یہ بات
سنکر خوش ہوا اور اوسیطرف جاکر دریا کے کنارے مندر کے دروازے پر بیٹہ رہا پہر رات جب گذری اوس

اوس استہان کے کیواڑ یکایک کہل گئے تاج الملوک اندر گیا دیکہا کہ بکاولی آدہی بصورت اصلی اور آدہی پتہر کی
دیوار کا تکیہ لگائے پانون پہیلائے بیٹہی ہی اسکو دیکہکر حیرت سے پوچہا کہ تو کیونکر یہان آیا اسنے تمام ماجرا کہکر سنایا
پہر ساری رات دونو باتون مین مشغول رہے پہر صبح ہونے لگی بکاولی نے شہزادہ سے کہا اب تو یہان سے جا
اگر آفتاب نکل آئیگا تو مجہا تو بہی ہو جائیگا اسکے بعد ایک موتی اپنے کان سے نکالکر اوسکو دیا کہ بالفعل اسکو بیچکر
اسباب درست کر اور چندے اوقات کاٹ تاج الملوک لیکر شہر مین آیا اور اوسے کئی ہزار روپئے کو بیچ کر
ایک حویلی پختہ مول لی اسباب ضروری بہی بنالیا اور کئی خدمتگار نوکر رکہے جب رات ہوتی بکاولی کے پاس
جاتا اور صبح اپنے مکان مین آتا اسیطرح ایک مدت گذر گئی بعضے بعضے اشخاص ہمسائے کے شہزادہ سے
آشنا ہو گئے تہے اوسکو شہر کی سیر دکہانے لگے ایک روز تاج الملوک اونکے ساتہ سیر کو نکلا تہا ایک گروہ
سر و پا برہنہ بحالت تباہ نظر آیا شہزادے نے یارونسے پوچہا یہ اشخاص اگرچہ بلباس فقیر ہین لیکن بصورت
امیر معلوم ہوتے ہین خدا جانے اسکا سبب کیا ہی اونمین سے ایک بولا انمین بعضے تو شاہزادے ہین اور
کئی امیرزادے لیکن سب جلے ہوئے آتش عشق اور اشتیاق کے اور نشانے ناوک فراق کے ہین قصہ انکا یون ہی کہ ایک
حسین کی ایک بیٹی مہ پارہ بلکہ آسمان خوبی کا ستارہ ہی اوسکے مانند کوئی عورت حسین اس زمین مین نہین ہی

اسقدر ناز ظاہر ہی قد موزون سے	مے ٹپکتی ہی چشم میگون سے	سیکڑون کشتے اوسکی ابرو کے
آنکہ بند ہوئے ہین تار گیسو کے	زلف اوسکی ہی جسقدر شبگون	ہی سیہ بخت اوسقدر مفتون
امرت اور زہر آنکہین ہین اوسکی	دم مین مارین بہی اور جلائین بہی	ننگ و ناموس جوکہ ہاتہ سے دے

اوسکے کوچہ کی سمت آوے ہی ✤ قصہ مختصر ایک تو وہ آپ ہی پری پیکر قاتل گبر و مسلمان ہی دوسری
اوسکے ساتہ اور بہی دو کافرین غارتگر ایمان ہین ایک تنبولی کی لڑکی نرملا نام اور دوسری مالی کی چپلا اسم
باسمی ہی غرض تینون آپسمین اخلاص دلی رکہتی ہین اوٹہنا بیٹہنا جاگنا سونا کہانا پینا دن رات ایک جگہہ
ہی اور اپنے بیاہ کی بہی ہر ایک مختار ہی جسے پسند کرے اوسی سے ہو کسیکو اس بات مین دخل نہین لیکن
اتبک کوئی اوسکا منظور نظر نہین ہوا اور انکہون مین نہین ٹہرا شہزادہ یہ سنکر چپکا ہو رہا اتفاقاً ایک روز
آوارہ بیابان عشق اوس حور سرشت کے محل کے نیچے جا نکلا تماشائی اوسکے گل رخسار کو بلبل وار تکتے تہے
اور دیوانون کیطرح آپسمین کچہ کچہ بکتے تہے اور وہ پریزاد بیٹہی جہروکے سے دیکہہ رہی تہی کہ شہزادہ اوس سے
دوچار ہوا عشق کا تیر اوسکے دلسے پار ہوا عنان صبر و شکیب ہاتہ سے چہٹ گئی متاع ہوش و حواس لٹ گئی
بیخود ہوکر گر پڑی نرملا اور چپلانے دوڑکر اوٹہایا منہ پر گلاب چہڑکا عطر سنگہایا کچہ تہوڑی ہوش آیا لیکن
سکتے کی سی حالت ہر چند اونہونے حال پوچہا اوسنے کچہ نہ بتایا حیرت کو اوسیطرح منہ پر رہنے دیا

تب نربلا نے کھڑکی سے نیچے جھانک کر شہزادے کو دیکھا اور چتراوت کی بیتابی کا سبب دریافت کیا
پھر تسلی دیکر کہنے لگی ای رانی تیری بیقراری نے تو ہمکو دیوانہ بنایا اور اضطرابی نے تو ہمسے صبر چھڑایا اتنی
کیون گھبراتی ہی اور کسواسطے اپنکو دیوانہ بناتی ہی تیرے باپ نے بیاہ کی تجویز تجھپر موقوف کی ہی جسکو تو پسند
کرے گی اوسی سے تیری شادی کر دیگا خاطر جمع رکھہ اس جوان ابلق سوار کو جسکو دیکھکر تیری حالت
تغیر ہوئی ہی اگر فرشتہ ہی تو بھی تیرے دام سے جا نہین سکتا اور کوئی اوسکو چھڑا نہین سکتا دیکھہ تو ایسے
جال مین پھنساتی ہون کہ ہل نسکے اور ایک قدم آگے چل نسکے یہ کہکر ایک کٹنی اوسکے حالکی تحقیقات
کو بھیجی وہ عجب ایک شوخی و طنازی سے آئی اور آتے ہی شہزادے کے گھوڑے کا شکاربند پکڑ کر کہنے
لگی تو نہین جانتا کہ یہ شہر مقتل عزیزان ہی اور یہان عاشقونکو سولی دینا روا ہی یہان کے پریرو مرغ زیرک کو
تار زلف مین اداسے پھنسا لیتے ہین اور ایک نگاہ ناز سے خاک پر گرا دیتے ہین تو کس جرأت اور دلیری سے
ادھر اودھر پھرتا ہی اور بادشاہون کے محلون کیطرف دیدبازی کرتا ہی مگر آتش کا پرکالہ ہی جو شمع خوبان
کے دلونکو پگھلاتا ہی اور سنگدلون کے کلیجونکو موم بناتا ہی کدھر سے آیا ہی اور کہانکا رہنے والا ہی اپنے
حسب و نسب اور وطن سے آگاہ کر تاج الملوک اوسکی باتون سے تاڑ گیا کہ کسیکی بھیجی ہوئی ہی بولا ای
چچکو بہت باتین نہ بنا ہے دماغ ملسے روٹی کو نہ اوٹھا جا اپنی کسی مہروش کے زخم پر مرہم لگا سن وطن میرا
مطلع خورشید سے روشن تر ہی اور نام میرا افسر سلاطین سے دریافت کر لے جسکی تو بھیجی ہوئی آئی ہی
اوس سے جاکر کہدے کہ مجھہ مسافر مصیبت زدہ کیطرف خیال نکرے اور مجھسے سودائی پردیسیان سے
خوش ہے جی آنیسے ہوا اوسکے پاس جا ✣ ناز او سپر کر جو خواہان ہو ترا ✣ مشاطہ جان گئی کہ وطن اسکا
شہرستان ہی اور نام اسکا تاج الملوک عالی نسب اور والا حسب ہی غرض تمام حال دریافت کرکے چتراوت
سے آکر بیان کیا شاہزادہ روز بروز گھلتا اور اوسکے جھروکے کے نیچے ہوکر نکلتا چتراوت اسکے فراق سے
چودہوین رات کے چاند کیطرح گھٹنے لگی اور اوسکے درد عشق سے دل ہی دلمین گھٹنے لگی چندروز تو یہ آزار چھپا
رہا آخر فاش کھلگیا یہان تک کہ مان باپ نے بھی شناخت راجہ نے ایک دلالہ بڑی ہوشیار پختہ کار
بلائی اور شہزادے کے پاس بھیجی کہ لڑکی کی نسبت کا پیغام اوسکو دے اور اوسکے دلکو ہر طرح لو بھائے
القصہ اوسنے جاکر چترسین کا پیغام شاہزادے کو دیا اور اوس گل اندام کا حسن بیان کیا اسنے تمام اور
کمال سنکر یہ جواب دیا تو میری طرف سے بعد سلام و نیاز راجہ کی خدمت مین عرض کرنا کہ جو کوئی قبای شاہی
اور تاج شاہنشاہی چھوڑکر رنج سفر اور خرقہ فقر اختیار کرے اور اپنے بیگانے سے کنارہ پکڑے اوسکی
پابندیکا خیال کرنا فی الحقیقت پانی پر نقش بنانا ہی ہوا کو گرہ مین باندھنا ہی یہ کہا اور اوسکو رخصت کیا

والا لینے تاج الملوک کے انکار کرنیکی کیفیت راجہ سے آکر عرض کی چترسین اسکے اغماض کرنے سے
متفکر ہوا اور وزیر سے مشورت کی اوسنے عرض کی کہ ایک غریب بےخانمان کو اگر بادشاہ اپنا مطیع کیا چاہے
تو کیا بڑی بات ہی آپ دیکھئے مین اوسکو کس گہاٹ اوتارتا ہون الغرض وہ مکار اس بانکے دربی ہوا
کہ شاہزادے کو چوری کی تہمت لگا کر گنہگار ٹھہرائیے اور اپنا کام اوسکے ہاتھ سے یون نکالئے سچ ہی کہ جو
کوئی حکمت حکیم مطلق کی گوناگون کو تامل کی نظر سے دیکھے تو کسی خیر کو خالی شر سے نپاوے اور ہر ایک
شر کے بعد خیر ملاحظہ کرے العزیز حق تعالی نے عالم ارواحکو بدن سے نسبت دی ہی پس جو حرکت کہ بظاہر
بد نہ ہو حقیقت مین وجہ سے ہی غرض کہ جو فساد کہ اس عالم کون وفساد مین ہو تو اوسکی طرف سے جان لیکن شر
سمجھہ کہ در پردہ وہ خیر ہی کیونکہ شر کی وہان گنجائش نہین القصہ تاج الملوک کو خرچ کی احتیاج ہوئی
چاہا کہ کچہ بکاولی سے مانگے اوسمین وہ سانپ کا من ہی ران کا رکہا ہوا یاد آیا جراح کو بلا کر ران چیر ڈالی اور
وہ مہرہ نکالکر زخم پر مرہم لگا دیا جبکہ اچھا ہوا بازار مین لگیا جوہری دیکھکر حیران ہوئے وزیر کو جاکر خبر کی کہ
ایک شخص ایسا جواہر بیچنے لایا ہی کہ ہمنے ساری عمر نہین دیکھا اور بادشاہ کے سوا کوئی بھی اوسکی قیمت
دے نہین سکتا سنتے ہی وزیر نے کئی جوان اوسکے ساتھہ کر دئیے اور اوس غریب الوطن کو ناحق پکڑوا
بلوایا دیکھا تو وہی شخص ہی فی الفور اوسے چوری کی تہمت لگا کر قید کیا اور راجہ کو یہ مژدہ سنایا کہ
پرندہ دام توڑکر اوڑ گیا تہا آج مینے اس فریب سے اوسے پہر پکڑا اب یقین ہی کہ جو آپ کہینگے قبول کریگا

تیسوین داستان بیاہ ہونے مین تاج الملوک کے چترا وتسے اور

کہونے مین ہیرے کے جسمین بکاولی تہی جب شاہزادے کو راجہ چترسین نے بندیخانے
مین نہایت تنگ کیا کہ سرپت سے شادی قبول کرے لیکن وہ قید کی سختیان ہرگز خاطر مین نہ لاتا تہا
بکاولی کے فراق مین دن رات چلاتا تہا اور دیوار سے سر ٹکراتا تہا ایکدن وہانکے داروغہ نے راجہ سے آکر یہ کیفیت
عرض کی کہ وہ تو گرفتار جو مانند مرغ نیم بسمل کے بیقرارانہ رات دن خاک پر لوٹتا ہی اگر اوسے جلد آزاد نہ کیجیئیگا
تو خون ناحق سر پر لیجیئے گا چندروز مین تڑپ تڑپ کر مر جائیگا مہاراج نے اوسے تو کچہ جواب ندیا
لیکن بیٹی کو کہلا بہیجا کہ تو جاکر اپنے شمع جمال کا پرتو اوسپر ڈال شاید تجھپر پروانہ وار پگھل جاوے اور
اوسکی متاع غرور جلجاوے چترا وت یہ بات سنکر نہایت شاد ہوئی جلد آپ کو آراستہ کیا حسن خداداد
کو زیب و زینت سے دونا کر دیا پہر نرملا اور چپلا بہی بن ٹہن کر زہرہ و مشتری کے مانند اوس ماہرو کے ہمراہ ہوئین

غرض تینون شہزادے کے پاس پہنچین	اشعار گئی زندان مین رشک زلیخا	وہان اوس یوسف ثانی کو دیکھا
پرای نند وہ لائی تہی جو جو	رکہا فی الفور اوسکے آگے سب کو	وہ کیا تہی یعنی زندان مثل گوہر

عقیق لب بھی برگ گل سے خوشتر
رخ گلرنگ کا وہ زرد دکھایا
مہک شرمندہ کی مشک ختن کو
رکھا سیب ذقن پھر اوسکے آگے

پھر ایسی ساعد سیمین دکھائی
چمک نے جسکے سورج کو جلایا
پھر آنکھونکے اوسے دکھلائی بادام
کہ اوسکا بھی مزہ وہ شوخ چاکھے

کہ چاندی چاندنی جسنے لجائی
سونگھائی عطر سی بو اپنے بغلی
عوض عنبر کے زلف عنبرین فام
مکرر کے انار سینہ تحفے

اطاعت اوسنے کی شرم وحیا کی * لیکن شاہزادے کی نظر قبول اوسمین سے کسی پر نہ پڑی اور کوئی چیز اوسکی نگاہ پر نہ چڑھی فی الواقع اگر چتراوت کی آتش باطن تاثیر وار نہوتی تو پھر اوسکے تحفۂ ظاہری خراب جاتی ساری محنت رایگان ہوتی سن ایعزیز رسول مقبول نے عبادت کو بادشاہ حقیقی کی نذر کے لایق نہ دیکھا عجز سے کہا کہ عبادت تیری مینے جیسی چاہیئے ویسی نہین کی پھر کسکا منہ ہی کہ اپنی عبادت پر نازان ہو بہتر یہی ہی کہ آپ کو اوسکی محبت کی کھریا مین یہانتک پگھلاوے کہ اکسیر کے مانند خاک ہو جاوے تا شاہان اکسیر پسند کی آنکھون مین سونے سے زیادہ نظر آوے القصہ جب چتراوت نے دیکھا کہ چشم جادو اور تیغ ابرو سے کچھہ نہو سکیگا بیطاقت ہو کر شہزادے کے آگے گر پڑی تڑپنے لگی یہانتک کہ شہزادے کے دلکو بھی صدمہ پہونچا بے اختیار اوٹھہ کھڑا ہوا اور اوسکو آغوش مین کھینچ لیا شادی قبول کی کیونکہ بے اوسکی خاطر داری اور رضامندی کے کسیطرح اپنی رہائی ندیکھی ملانے فی الفور یہ خوشخبری راجہ کو پہونچائی کہ چتراوت گل مراد سے دامن بھر کر گھر مین آئی چترسین نے فی الفور شہزادے کو بندیخانے سے نکالکر حمام مین بھیجا اور خلعت شاہانہ مرحمت فرمایا پھر ایک مکان دلچسپ رہنے کو دیا اور نیک ساعت دیکھکر اپنے خاندان کے موافق اوس ناسفتہ گوہر کو اس لعل گرانبہا کیساتھ بیاہ دیا پھر تاج الملوک چتراوت کے خلوتکدے مین آیا نزلا اور چیلا اپنے اپنے عہدے پر کھڑی ہوئین اور اونھون نے بھی گرمیان بہت دکھلائین لیکن شہزادے نے کسی کی طرف آنکھہ اوٹھاکر ندیکھا سر نیچے کیئے بیٹھا رہا جب پہر رات گذری اوٹھہ کھڑا ہوا اور بکاولی کے مندر کیطرف چلا چندر سین جو اوس گرفتار دام بلا کو ندیکھا تھا تڑپ رہی تھی اور سر پٹکے مارتی تھی اتنے مین شاہزادہ بھی جا پہنچا اوسے دیکھتے ہی شاد ہوگئی اور سنبھل بیٹھی لیکن ہاتھ پانو کی مہندی دیکھکر اوس رشک سمن کا منہ غصے سے مثل گل لال ہوا دلکو صدمہ کمال ہوا طاقت خموشی کی جاتی رہی کہنے لگی واہ واہ شہزادے اتنے دنونکے بعد آئے مگر خوب رنگ لائے عاشقونکا نام تونے ڈبویا وفا کو داغ لگایا زنہار عاشقی کا دم اب کبھی بھرنا اور اپنا عشق کسی سے ظاہر نکرنا شعر

ارے سنگدل تونے یہ کیا کیا
حنا کا ہوا پھر تیرے ہاتھونپہ رنگ
مرا غنچۂ دل یہان داغ کھائی

گر انصاف اپنے ہی جی مین ذرا
مین پتھر کی ہو کر رہون یون پڑی
وہان اور گل کو گلے تو لگائی

مرا جسم گلرنگ ہو جاے سنگ
کرے عیش تو غیر سے ہر گھڑی
غضب ہی کہ معشوق غمسے جلے

شب و روز دست تاسف ملے
نلے نام چاہت کا ای بد گہر
کرے چین تو حیف تاج الملوک
کہا ہی ترا کس طرف آج دہیان
مگر ہون ترا بندۂ جان نثار
مرا گوشت اور پوست سب ہی ترا
کہ اپنون سے بیگانہ مجکو کیا
جبہی سے کوئی چیز بہاتی نہین
تصدق ہی تجہ سے یہ دل مرا
نہین اور تجہ سی کوئی دوسری
مین عاشق بدل ہون ترا میری جان
تعلق نہین اوسکے ساتہہ ہی
بڑی قید مین مین گرفتار تہا
مگر تہا جو اس کام کو مین بہلا
تو اس تنگدہی مین تڑپتی ادہر
فقط اپنا ہی دیکہتا جو ضرر
مگر تیرا نقصان گوارا نہ تہا
اسی ڈر سے یہ امر مینے کیا
بہلا جہوٹہ اتنا ہی کیون بولتا
وفا اور محبت تری دیکہہ لی
مجھے رنج و زحمت مبارک رہے
سنا اسطرح کا جب اوسنی کلام
دل و جانکو ہاتہون سے کہونے لگا
یہ حالت بڑی دیر طاری رہی
گرا اوسکے قدمون پہ بے اختیار

جو عاشق ہو خوش ہوگئے دیو مین مجاہی
پرین تہی اسی تری چاہ پر
جو رنجش ستم کی باتونکو اوسنے سُنا
خیال ایسے دلمین نہ لا میری جان
بلا شبہ ہون مالک تخت و جاہ
ترے ہاتہہ تیسے مین بک چکا
مرے دلکو جبسے بہائی ہی تو
نظر مین کوئی شی سماتی نہین
سوا تیرے پہر کس سے ای دلربا
پڑی آنکہہ کس پر بہلا اب مری
یہ کیا دخل ہی حکم سے گر پہرون
مرا جینا مرنا ترے ہاتہہ ہے
مجھے خواہش کدخدائی نہ تہی
تو اگر یہ تجھے کس طرح دیکہتا
پہنچتی نہ میری خبر تجہہ تلک
تو کرتا نہ یہ بات ای سیمبر
یقین تہا مرے دلکو اس بات کا
مجھے ورنہ شادی سے کیا کام تہا
کوئی بیاہ کرتا نہین جبر سے
یہ دو دنکی چاہت تری دیکہہ لی
تجھے مجھسے اس حال مین کام کیا
لیا اپنا دل دونون سے تہام
پری نے جو دیکہا اوسے اشکبار
کہ دونون طرف آہ و زاری رہی
پری بہی تحمل نہ کچہہ کر سکی

وہ ماتم نشین ہو یہ شادی رچائی
اوٹہے درد و غمگی مرے دلمین ہوک
لگا بید سا کانپنے سر دہنا
اگرچہ ہون شہزادۂ نامدار
مین تیرا ہون مملوک ای شک ماہ
ترے جلوے نے دیوانہ مجکو کیا
ان آنکہون مین جبسے سمائی ہی تو
ترے پانون سامنے نہین چاند کا
یہ عاشق ترا ہو رہیگا مبتلا
نہ مجھسے کبھی ہو جیو بدگمان
جو غرناہی فوراً کوئے مین گرون
مگر کیا کرون سخت ناچار تہا
مگر بے کئے بہی رہائی نہ تہی
مین اوس قید خانے مین تہا اودہر
نہ حالت ترے درد کی مجہہ تلک
مجھے اپنا جی ایسا پیارا نہ تہا
جئے گی نہ تو بہی جو مین مر گیا
پری نے یہ سنکر غضب سے کہا
حذر چاہیئے ہی مرے صبر سے
تجھے عیش و عشرت مبارک رہے
بُرے وقت کا کون ہی خیر خدا
دم سرد بہر کے رونے لگا
لگی آپ بہی رونے بے اختیار
پہر آخر کو وہ عاشق بیقرار
اوٹہا کر سر اوسکا گلے لگ گئی

که مین تجهسے ہمین ہنین کچهه خفا
خفا ہونے والی مین صدقے گئی
ہوا تجهسے جو کچهه وه مجکو قبول

یه شکوه زبانی فقط تها میرا
وہی مصلحت تهی جو تونے کیا
نہو تو ذرا اپنے دل مین ملول

ہی منظور بس مجکو تیری خوشی
مین عورت ہون آخر مری عقل کیا
ہزارون ہو گلرو اگر تیرے پاس

تو ہی جان و دل سے مگر میرے پاس ✦ القصه اسیطرح کے کلام آپسمین رہے ہر گهڑی اور وه جو سے ناز تها اسطرح نیاز القصه تاج الملوک نے اپنے قید ہونے کا اور چتراوت سے شادی کرنیکا ماجرا مفصل بیان کیا اور اوس آئینه رو کے دلسے غبار کدورت بالکل صاف ہو یا اتنے مین صبح نمود ہوئی تاج الملوک گهر گیا اور چتراوت کے پلنگ پر سو رہا اسیطرح بلاناغه ہر شب بکاؤلی کے پاس جاتا تها اور دن چتراوت کیساتهه نقل اور حکایت مین کاٹتا تها وه شہزاده کی ایسی حرکات سے نہایت حیران تهی اور اپنے دلمین کہتی تهی یا الہی یه طرفه ماجرا ہی که باوجود اس قرب کے میرے دل کی آگ شاہزاده کے پنبه زار کو سلگاتی نہین اور اوسکے خرمن تحمل کو جلاتی نہین تعجب ہی که بیدل و دلآرام ایک گهر مین ہین اور تفاوت پورب پچہم کا سا ہی ای عزیز عجب تک تیرے دل کی آنکهین اغیار کے حسن کو دیکهنے والی ہین تجهے یار کی صورت نظر نہین آتی ہر چند بے پرده ہو پهلے خار رغبت اغیار کو دل کے سرزمین سے اوکهاڑ کر پهینک دے پهر گل رخسار یار کو آئینه دلمین دیکهه لے اگر تو اپنے گلشن وجود کو بنظر تامل دیکهے تو اوسمین رنگ و بو کے سوا کچهه نپاوے القصه ایکدن چتراوت نے شاہزادے کا گله اپنے باپ سے کیا اور اوسکی بے التفاتی کا سارا حال کہا راجه نے کئی جاسوس شاہزادے کے پیچهے لگائے تا اس بات کو جلد دریافت کرین یه تمام رات کہان رہتا ہی وے اسی تلاش مین تهے که ایک روز وقت پہر گئے گهر سے نکلا اور اوسی مندر مین گیا رات بهر رہا صبح ہوتے ہی پهر محل مین داخل ہوا فوراً اونهون نے جاکر راجه سے عرض کی که شاہزاده فلانے مندر مین صبح تک رہتا ہی اوس سے دلنے کئی سنگتراش چالاک دست اوسیوقت بهیجے که اوسکو کهود کر پهینک دین اونهون نے بموجب حکم کے اوس مندر کو بیخ و بنیاد سے اوکهاڑ کر دریا مین ڈال دیا تاج الملوک اپنی عادت پر جو وہان گیا تو اوسکا نشان بهی نپایا دیوانون کے مانند وہان کی خاک پر لوٹنے لگا اور یه رباعی پڑهنے لگا رباعی

کچهه ہو نہین سکتا ہی کرون کیا ایکاش
ای جان اگر کهوج ترا پاؤن مین
پهٹ جاوے زمین اور سما جاؤن مین
مر کے وہان آپ کو پہنچاؤن مین

آخر نا امید ہو کر ڈاڑہین مار مار کر رویا اور پهر آیا چند روز تو اوسکو بیقراری کی آنچ آه وزاری کی کثرت رہی جب اوس صنم کے وصل سے بالکل مایوس ہوا اور وہانکا بهی حاصل نه دیکها چتراوت کی جادو بهری باتون پر دهیان کیا غرض نسیم وار اوسکے غنچه امید کو شگفتگی بخشی اور نیسان وصال سے اوسکی صدف آرزو پر گهر کی

چوبیسوین داستان بکاؤلی کے پیدا ہونیکی کسانکے گهر مین اور تاج الملوک اور چتراوت کے ملنے

ملنے مین اور پہنچنے مین ملک نگار ینکے کہتے ہین کہ اوس تہخانے کی زمین کو ایک کسان نے
جوتا اور وہان سرسون بوئی تاج الملوک کبھی کبھی اوسکے سبزہ کو دیکھنے جاتا تھا اور اپنے دل بیقرار کو اوسکے
سبزہ سے تسکین دیتا تہا جب وہ پہولی اور اوسنے بہار پیدا کی تب شاہزادہ وہان ہر وقت جانے لگا اور یہ رباعی پڑہنے لگا
کیا رنگ تمہارا ہی کہو تو پہولو + آتی ہی مجہے عشق کی اس رنگسے بو + نکلے ہو زمین سے اسلیے پوچھتا ہون
گلشن سے مرے کچہ بہی خبر رکہتے ہو + القصہ وہ کہیت پکا اور کسان نے کاٹکر اوسکا تیل نکالا ازبسکہ
کسانونکا چلن یہی ہی کہ جو چیز کہیت مین اوگتی ہی اوسکو پہلے آپ کہاتے ہین اسلیئے وہ اوسکی جورو کے
کہانیمین آیا باوجود کہ وہ بانجہ تہی خدا کی قدرت کاملہ سے حاملہ ہوئی بعد نو مہینے کے لڑکی پیدا ہوئی جسکے پیکر
سے کسانکا گہر بیچراغ اندہیرا تہا اوس شمعکے پرتو سے روشن ہوگیا ہر طرف دہوم پڑی کہ ایک بانجہ کے گہر
سرسونکے تیل کی تاثیر سے ایک لڑکی نہایت حسین ایسی پیدا ہوئی کہ اوسکے حسن کی تحریر و تقریر کسیکے قلم سے
نہین ہو سکتی اوسکے منہ کی چمک نے چودہوین رات کے چاند کو ماند کر دیا جب چودہ برسکی ہوگی تب سورج کو
بہی داغ دیگی رفتہ رفتہ یہ بات تاج الملوک کے بہی کان مین پڑی جانا کہ یہ تاثیر اوسی سرسون کی ہی
کسان کو اوسکی بیٹی سمیت بلوا بہیجا جونہین نظر اوس لڑکی پر پڑی اوسکی شکل اپنی معشوقہ کے مطابق پائی
نہایت شاد ہوا سمجہا کہ یہان اوسنے جنم لیا ہی بہت سے روپے اوس کسانکو دیکر رخصت کیا کہ اس لڑکی
کو بخوبی پرورش کر جب وہ سات برسکی ہوئی ہر طرف سے اوسکی شادیکے پیغام کسانکو آنے لگے لیکن وہ
اس اندیشے سے کہ شاہزادے نے اسکی پرورشکے واسطے تاکید شدید کی تہی خدا جانے آگے کیا اوسے
منظور ہی ایسا نہو کہ میری جان پر آبنے سب کو صاف جواب دیتا تہا اور بہانہ یہہ کرتا تہا کہ جسوقت
وہ سیانی ہوگی جسے پسند کریگی اوسکے ساتہہ بیاہ دونگا قصہ مختصر جب اوسنے دسوین برسمین پانون رکہا
تاج الملوک نے اوس دہقانکے پاس ایک مشاطہ کے ہاتہ یہہ پیغام بہیجا کہ اپنی لڑکی کی شادی مجہسے کر دے
یہ سنکر وہ بیچارہ کانپنے لگا اور بولا کہ مجہ غریب عاجز کا یہہ منہ کہان کہ بادشاہ کے داماد کو اپنا داماد کرون
اسکا آخر یہی پہل ہوگا کہ میری بیٹی لونڈی ہوکر رہیگی ہزار افسوس ایسی مہاسندر کو راجہ کی بیٹی کی چیری
بنائون اور اوسکے آگے اسے کمواؤن یہ سنکر لڑکی نے کہا سنو بابا میرا نام بکاولی ہی مین پری ہون
تم ایسے اندیشے نکرو سب طرح سے خاطر جمع رکہو کچہ وسواس نہین کہ گل رنگین کی جگہہ آخر سر پر ہی اور دُر
بی بہا کا مکان شاہونکا افسر ہی تم شاہزادے سے کہلا بہیجو کہ چند برس اور بہی توقف کرے کسان بیچارہ حیران رہا
مشاطہ نے آکر سب ماجرا حضور مین عرض کیا تاج الملوک سنتے ہی مارے خوشی کے پہول گیا سارا غم و الم
بہول گیا اور اوسکو بہت سا انعام دیکر رخصت کیا جب بکاولی کے نحوست کے دن آخر ہوئے سیکڑون پریان

پریان چارو نطرف سے وہان آئین اور سمن پری بہی پوشاک پر تکلف اور جواہرات بیش قیمت لیکر مع
تخت زرین آکر حاضر ہوئی بادشاہزادی نے کپڑے بدلے گہنا پہنا جب بن ٹہن چکی مان باپ سے کہا کہ
مین اتنے دنون تمہارے گہر مہمان تہی اب رخصت ہوتی ہون باپکا ہاتہ پکڑ کے اوسکے مکانکے پچہواڑے
لیگئی اور اشرفیونکا دیگچہ کسی زمانیکا گڑا ہوا بتادیا کہ اسکو نکالکر اپنے خرچ مین لاؤ پہر رخصت ہوئی اور
تخت پر سوار ہو بیٹہی پریان فی الفور اوسکو اوٹہا کر لے اوڑین اور جس جگہہ کہ تاج الملوک چتراوت اور نربلا
اور چپلا کو لئے بیٹہا تہا اگر اوترین بکاولی نے سبکو وہین چہوڑ آپ اکیلی اندر گیئی اور چتراوت کا ہاتہ پکڑکر
بہنونکی طرح گلے لگ گیئی وہ اسکی سج دہج دیکہکر بیحواس ہوئی کہ مسند سے دبکر بیٹہی پہر پری نے تمام اپنی
سرگذشت شہزادے سے کہی اور اوسکی سنی پہر چتراوت سے کہا کہ اگر شہزادے کی رفاقت منظور ہی تو
بسم اللہ اوٹہہ کہڑی ہو وہ تمہارا گہر ہی کچہہ اندیشہ نکرو چتراوت نے کہا میری جان شاہزادے کے ساتہ ہی
پہر اس جسم خالی کو کیونکر رکہہ سکونگی بدل حاضر ہون اوسوقت بکاولی نے پریون کو اشارے سے کہا کہ تم
ظاہر ہو نقل کرتے ہین کہ چیا پہر زمین سنگلدیپ کی پریون سے خالی نرہی شہر مین دہوم پڑگیئی لوگ
گہبرائے یہان تک کہ راجہ مضطرب ہوکر بیٹی کے محل مین دوڑا آیا دیکہتے ہی اوسکو شہزادہ استقبال
کیواسطے اوٹہہ کہڑا ہوا اور چند قدم آگے بڑہا اور اپنی مسند پر بٹہایا پہر اپنا اور بکاولی کا احوال مفصل
کہکر سنایا وہ پہلے تو بہت ساکڑہا پہر نہایت خوش ہوا پہر چتراوت کا ہاتہ پکڑکر بکاولی کے ہاتہ مین دیا
اور کہا کہ میری اکلوتی بیٹی ہی تیری پرستاری کیواسطے دیتا ہون توقع کہ اسپر نظر مہربانی رکہیو اور اپنی
لونڈی جانیو یہ کہکر رخصت کیا تاج الملوک تخت پر سوار ہوا بکاولی اور چتراوت دہنے بائین بیٹہین
اور نربلا اور چپلا اوسکے سامنے پہر پریان تخت کو لیکر اوڑین بات کی بات مین تاج الملوک کی ڈیوڑہی پر
جاکر رکہدیا بکاولی اور چتراوت جو اندر گیئین زین الملوک کے وزیر کا بیٹا بہرام نام کہ ملک نگارین اور باغ ارم
قصر کا علاقہ اوسی کو تہا نذر لیکر دوڑا آیا اور آداب بجالا کر اپنا نام و نشان بتایا تاج الملوک نے اوسپر
بہت سی نوازش فرمائی نذر لی خلعت دیا پہر دولتخانہ مین داخل ہوئی دلبر اور محمودہ دیکہتے ہی شاہزادہ
کو نہایت شاد ہوئین پہر بکاولی اور چتراوت سے خوشی خوشی ملین

پچیسوین داستان تاج الملوک کے نامہ لکہنے مین فیروزشاہ اور مظفر شاہ اور اپنے باپکو اور آنے مین تاج الملوک کی ملاقات کو اور روح افزا پر عاشق ہونا بہرام کا

مصور نگارستان عشق کا اس داستان کی تصویر صفحۂ کاغذ پر یون کہینچتا ہی کہ تاج الملوک نے فیروزشاہ
اور مظفر شاہ اور زین الملوک کو مژدہ اپنے پہنچنے کا لکہہ بہیجا اوسکو پڑہ کر ہر ایک کا دل تر و تازہ ہوا

فیروز شاہ اور جمیلہ خاتون بڑی توزک سے شرقستان مین آئے اور مظفر شاہ حسن آرا اور روح افزا کو ساتھہ لیکر آدمی
تجمل سے روانہ ہوا اور زین الملوک بہی خاص محل کو ہمراہ لیکر بڑے کر و فر فوج اور لشکر سے چلا غرض
تہوڑے دنون مین ملک نگارہمین آ پہنچا اور اوسکے گرد و نواح مین انسان اور پریزاد کی ایسی کثرت ہوئی
کہ تل دہرنے کی جگہہ نہ رہی بارے تاج الملوک اور بکاولی کے دیدار سے سب مسرور ہوئے اور ہر ایک کے دلسے
سارے رنج و الم دور ہوئے تین برس تک جشن ناچ راگ دن رات ہوا کیا چوتہے دن ہر ایک شاد و
خرم رخصت ہو کر اپنے اپنے ملک کو روانہ ہوا مگر بکاولی نے روح افزا کو چہوڑا کہ چند روز اور بہی اسکی
صحبت سے حظ زندگانی اوٹہاوے اور ایام جدائی کی سختیان سب دلسے بہلاوے عقیق نگار کا دالان
اوسکی خوابگاہ کیواسطے مقرر کیا وہ پری پیکر اوس حور سرشت کے ساتھہ پہر رات گئے تک سرگرم گفتگو
رہتی تہی پہر خوابگاہ مین جاکر سو رہتی تہی ایک رات کی نقل ہی کہ روح افزا کی چوٹی سوتے مین کہڑکی کے
باہر جا پڑی تہی اوسکی موباف مین ایک گوہر شب چراغ چمک رہا تہا بہرام بہی اوسوقت چاندنی کی
سیر کرتا ہوا اودہر جا نکلا جبکہ نگاہ اوس پر جا پڑی پہلے تو سمجہا کہ کالا اپنا من منہ مین لئے چڑہا جاتا ہی پہر
غور سے جو دیکہا تو معلوم کیا کہ کسیکی چوٹی مین لعل چمک رہا ہی جبمین سوچا کہ شاید بکاولی یہان سوتی
ہو اور اوسکی چوٹی لٹک رہی ہے لیکن دل اسکا تمام رات پیچ و تاب کہاتا رہا آخر رہ نسکا صبح کو سمن رو
پری سے پوچہا کہ فلانے مکان مین کون سوتا ہی اوسنے کہا کہ روح افزا کی خوابگاہ ہی سنتے ہی اوسکے
عشق کا سودا بہرام کے سر مین پیدا ہوا اور اوسکی زنجیر زلف ڈہونڈہنے لگا چنانچہ دوسرے دن
آدہی رات کے وقت کمند مار کر اوس مکان مین جاکر اوترا اور دالان کے اندر بیتابانہ چلا گیا دیکہتا
کیا ہی کہ وہ رشک زہرہ ایک سونے کے پلنگ پر ناز سے سوتی ہی یہ کیفیت اوسکی دیکہکر گیسوؤن کے مانند
بیخود ہو گیا اوسنے تو کبہی اس شراب کو چکہا نتہا اوسکا نشا سنبہال نسکا بدمستونکی طرح اوس پری پیکر
سے ہم آغوش ہو کر چہیان لینے لگا فوراً اوسکی آنکہہ کہل گئی دیکہا کہ بہرام ہی اگرچہ اوسکا سنگ
عشق اسکے شیشہ دلکو بہی چور کر چکا تہا لیکن اتنی چالاکی اور بیباکی اوسکے طبع نازک کو خوش نہ آئی
اور بہت سا جہنجہلائی آخرش طمانچہ مار کر ایسا دہکا دیا کہ کہڑکی سے نیچے گر پڑا اور زار زار روتا ہوا اپنے
گہر چلا گیا صبح ہوتے ہی روح افزا نے بکاولی سے رخصت مانگی اوسنے ہر چند سماجت و منت کی
کہ چند روز اور بہی رہو روح افزا نے نمانا اسواسطے کہ اگر رات کی بات ظاہر ہوگی تو بکاولی مجہے ہنسنے
لگے گی اور چہیڑے گی آخرش نہ ٹہری اور جزیرہ فردوس کی راہ لی لیکن بہرام کے عشق سے دن کو چین

نہ بیٹھتی تھی اور رات کو ایکدم آرام سے نسوتی تھی بلکہ اکثر اوقات شمع فانوس کے مانند روتی تھی اور ساعت بساعت سموم غم سے مرجھاتی تھی اور اپنی نرگس مخمور مین گھڑی گھڑی آنسو بھر بھر لاتی تھی سچ ہی کہ جو کوئی دیدۂ غور سے ملاحظہ کرے تو عشق کی بیتابی معشوقمین زیادہ دیکھے یہ وہ گروہ ہی کہ کسی کے گلے مین کمند کمند عشق کی ڈالکر دور سے اپنے حضور مین کھینچ لے اور کسیکو فلاخن ہجر سے دور پھینکدے چھبیسوین

داستان بہرام کے جزیرۂ فردوس مین پہنچنے کی سمنرو پری کی مدد سے اور روح افزا کے ملنے مین بنفشہ کی توجہ سے

کہتے ہین کہ بہرام روح افزا کے فراق مین یہان تک نحیف ہو گیا کہ دبلاپے سے انکھو نمین حلقے پڑگئے لیکن اس بات کی سمنرو کے سوا کسی کو اطلاع نہ تھی چنانچہ وہ مدام اوسکو نصیحت کرتی تھی کہ ای بہرام اس خیال خام سے درگذر اور اپنے دل سے یہہ اندیشۂ فاسد دور کر کیونکہ کہ غیر جنس کا شجر محبت سوا فراق کے کچھ ثمر نہین دیتا خاک مین ملی ایسی دوستی جس سے ہمیشہ خرابی اور اضطرابی جیکو ہے اور ناحق ایک بے پرواہ کے پیچھے دکھہ اور درد سہے تو تاج الملوک کی بات پر نہ جا کہ نادر ہی اتفاق ہو گیا کہ بکاؤلیکی طبیعت اوسپر آگئی وہ لا آدمی اور یہ پری مین کیا مناسبت لطیف اور کثیف مین ملاقات کی کون صورت لیکن بہرام چپکا سنا کرتا تھا کچھ جواب ندیتا تھا مگر یہ بیت پڑھتا تھا

نصیحت کرتی ہو ناحق تم اے ہمدم ✣ نہین جانیکی زنگی سے سیاہی

جب سمنرو نے دیکھا کہ خار عشق بہرام کے جگر مین ایسا چبھا ہی کہ اوسکا نکلنا بہت دشوار ہی کہا ای خود فراموش اس مہم مین مجھسے تیری مدد اور تو کچھہ نہین ہو سکتی لیکن اگر تو کہے تو مین جزیرۂ فردوس مین تجھے پہنچادون پھر آگے تیری قسمت ہی وہ اس بات پر بخوشی راضی ہوا تب سمنرو نے اوسکو زنانے کپڑے اور گہنا جسقدر مناسب تھا پہنایا بہرام امرد تھا ہو بہو ایک نڈی پری پیکر بنکر اوڑ چلا پہر اوسکا ہاتھہ پکڑ کر جزیرۂ فردوس کو لے اوڑی اور اپنی منہ بولی بہن کے گھر مین کہ اوسکا نام بنفشہ تھا اور وہی مشاطہ روح افزا کی تھی جا کر اوتری وہ سمنرو کے آنے سے نہایت مسرور ہوئی اور پوچھنے لگی کہ یہ نوجوان لڑکی تمہارے ساتھ کون ہی اوسنے کہا کہ یہ میری دینی بہن ہی اسکا جی اس سرزمین کی سیر کو چاہتا تھا اسواسطے مین تمہارے پاس لائی ہون اسے خوب طرح سیر کرواؤ تماشے دکھاؤ اوسنے کہا بہت اچھا انھون سے پھر سمنرو رخصت ہو کر بکاؤلیکے پاس آئی اور بہرام بنفشہ کے گھر مین رہا وہ اوسے دنیا کی نعمتین کھلاتی تھی شفقت اور مہربانی سے دنکو ہر ایک باغ مین لیجاتی تھی اور سیر دکھاتی تھی شام کے وقت گھر آتی تھی پھر اپنی مشاطگی کا اسباب لیکر روح افزا کی خدمت مین جا کر حاضر ہوتی تھی اسیطرح چند روز گذرے ایک روز بنفشہ کہین گئی تھی بہرام نے جو گھر خالی پایا اوسکی مشاطگی کے اسباب مین سے

آئینہ نکالکر اوسکی پشت پر یہ شعر لکھی اور اوسی جگہہ پر رکھدیا **اشعار** روشن تھا یہ کچھہ رخ نیکوی آئینہ

چمکا ہی تیرے عکس سے کیا روی آئینہ
غیرت یہ کہتی ہی کہ اسے چور بے کیجیے
نظروں نے گر پڑے رخ دلجوی آئینہ

مشاطہ آئینہ کو تیرے آگے با ادب
کیون دیکھا تو نے جان جہان ہو گئی آئینہ
آئینہ ایکدم نہ ٹہرتا ترے حضور

ٹہلاتی ہی جو کھینچکے زانوی آئینہ
سنگہہ عجب تجہسے ہوے کسی اور طور سے
باندہا ہی عکس زلف نے بازوی آئینہ

العرض بنفشہ نے اپنے وقت پر مقابہ اور سنگار دانی لیکر روح افزا کے پاس جاکر حاضر ہوئی پہر کنگھی اور چوٹی کرکے آئینہ جو اوسکے ہاتہ مین دیا شہزادی کی نظر جو اوسکی پشت پر جا پڑی نوشتہ دیکھا اور اوسکو پڑہ کر معلوم کیا ہر چند راقم اوسکا بہرام کے سوا کوئی نہین لیکن اس بات کو اسطرح دریافت کیجیے تا اوسکے آنیکا یقین ہو جاوے اور دغدغہ نہ رہے مشاطہ سے یون مخاطب ہوئی ای بنفشہ جو چیز ہمیشہ ہی وہ کیا ہی اور وہ شی جو مدام غم کے ساتہہ ہی کون شی ہی اوسنے ہر چند غور کیا لیکن جواب معقول نسوجہا عرض کی کہ اسکا جواب لونڈی کل دیگی اسوقت معاف کیجیے یہ کہکر گہر آئی مگر اس پہیلی کے بوجہنے مین نہایت متفکر تہی اوسکی گہبراہٹ صورت دیکھکر بہرام نے پوچہا بوا آج اتنی بیحواس کیون ہو تب بنفشہ نے سوال روح افزا کا اوسکے سامنے بیان کیا اور کہا مجکو اسکے جواب مین اسکے سوا کچہ نہین سوجہتا یعنی اوس حکیم مطلق کا نیرنگ دوام ہے اور شادی غمسے وابستہ مدام ہی بہرام نے یہ سنکر کہا اس سوال کا یہ جواب ہرگز نہین بلکہ یہ ہی حسن عاشق کے منہ پر معشوق کے ہاتہہ کے طمانچے لگتے ہین وہ ہمیشہ سرخرو ہی اور مدام ناخوشی سے تلخکام وہ ہی کہ جسکا مطلوب محجوب ہی اور وہ ہر ایک کو اپنا محبوب سمجہتا ہی نقل مشہور ہی کہ مجنون سے پوچہا کہ خلافت پیغمبر کی بعد خلفای راشدین کے حق کسکا تہا اوسنے جواب دیا کہ لیلی کا القصہ بنفشہ نے اوسیکا جواب دیا ہوا صبح کو روح افزا کے حضور مین جاکر عرض کیا سنتے ہی اوسکو بہرام کے آنیکا یقین ہوا پوچہنے لگی سچ کہہ یہ جواب کسنے دیا اوسنے ہر چند کہا کہ رات کو میرے خیال مین گذرا تہا لیکن پری نے ہرگز نمانا بنفشہ نے مجبور ہوکر کہا کہ سمن پری اپنی منہ بولی بہن کو اس سرزمین کی سیر کیواسطے میرے گہر مین چہوڑ گئی ہی اوسنے یہ جواب مجکو سکہایا ہی روح افزا نے کہا اوسکو ہمارے پاس کبہی نہ لاتی بہلا آج تو ساتہہ اپنے لیتے آئیو ایک ذرا مین بہی دیکہون اوسنے کہا بہت اچہا اوسکی اور میری دونو کی سعادت ہی چنانچہ شام کے وقت بہرام کو پہنا اوڑہا کر اپنے ہمراہ لیگئی روح افزا نے دیکہتے ہی پہچان لیا کہ بہرام ہی لیکن اغماض کیا اور کچہہ متوجہ نہوئی وہ سمجہا کہ اسنے ابتک مجہے نہین پہچانا شاید آئینہ کی پشت نہین دیکہی اور میرا لکہا ملاحظہ نہین فرمایا قصہ کوتاہ جب بنفشہ چوٹی گوندہ چکی شہزادی نے آئینہ مانگا بہرام نے جلدی سے اوٹہا کر پشت کیطرف اوسے دکہایا وہ غنچہ دہن بے اختیار کہلکہلا کر ہنس پڑی اور بنفشہ سے کہنے لگی

کہ تمہاری بہن نہایت کوڑہی کہ ابتک آرسی کی پشت ورو نہین جانتی آجکی رات اسے یہان چہوڑ جاو ہم
اسکے ساتہ ہنسین بولین چہلین کرین اوسنے عرض کی میری عین خوشی اور اوسکی سراسر سرفرازی یہ کہکر وہ بہرام
اپنے گہر آئی اور یہ دلارام کے خلوتخانہ مین ہا ایعزیز اگر بہرام زنانہ لباس پہنتا تو ہرگز اپنی معشوقہ سے اتنا
جلد نہ ملتا اور اپنے مطلب کو نہ پہنچتا فی الواقع جو عاشق کہ معشوق کا رنگ پکڑتا ہی معشوق خود اوسکا
عاشق ہوجاتا ہی چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہی اس مضمون کا کلام فرمایا ہی حاصل اوسکا یہ
ہی کہ خصائل خدا کے پیروی کرو تا قربت اوس سے حاصل ہو جب امور عالم کے انتظام دینے والون نے نقاب
ظلمانی سے چہرۂ روز کو چہپایا اور چادر مہتاب کا فرش نورانی سطح زمین پہ بچہایا روح افزا یونکی مجلس سے
اوٹہکر خلوتسرا مین آئی بہرام کو اکیلا دیکہ بیٹہی اور آشنا صورت اجنبیونکیطرح سررشتہ سخن کا نکالا کہو بی تمہارا
نام کیا ہی اوسنے کہا کوچہ ننگ و نام تو مجہسے کبکا چہوٹ چکا ہی تیرے نام کے سوا کچہ یاد نہین پری نے
پوچہا کہ یہان کسواسطے آئی ہو جواب دیا کہ پروانیکے آنیکا سبب شمع پہ بخوبی روشن ہی اوس سے پوچہا چاہیے
بہرام کی میٹہی میٹہی باتون سے تو بہت محظوظ ہوئی لیکن ظاہر مین ترش رو ہوکر بولی ای مکر بائی عیارنی
تیری باتون سے مینے پہچانا کہ تو رنڈی نہین بلکہ مردوا ہی یہ بہگل نکالکر تو یہان در آمد ہوا میرے ناموس کو
برباد کیا دیکہہ تو اس دلیری کی کیسی سزا دیتی ہون اور اس ڈہٹائی کا بدلا کیسا لیتی ہون وہ ناکردہ کار نیش
اور نوش تلخ اور حلاوت سے واقف نتہا ناز و نیاز کے بہید اوسپر کہلے نتہے اوسکے علاوہ طمانچونکا صدمہ
آگے اوٹہا چکا تہا وہ ناز کی باتونکو سچ سمجہا یقین ہوا کہ اب پہر مار کہاونگا اور نکالا جاونگا مارے ڈر کے
تہر تہر کانپنے لگا اور اس شعر کو پڑہکر بیہوش ہوگیا ٭ گر قتل کہ تیرے آگے مرنا ٭ بہتر نہ کہ دور زندگانی
پہر تو پریزاد سہمگئی کہ مبادا ڈر سے اسکی جان پر آبنے اور جفاکارون مین میرا نام لکہا جائے غرض بے اختیار
دوڑ پڑی اور اوسکا سر اپنے زانو پر رکہکر رخ گلفام کی بو یہانتک سونگہائی کہ اوسکو پہر ہوش مین لائی ایعزیز
اگر تو اپنے نور عقل کو حکمتون سے زیادہ نہ چمکائیگا تو تجلی یار سے فائدہ نہ پائیگا اگر تو یہ ہستی موہوم نچہوڑے تو
حیات ابدی کب تیرے ہاتہ آئے جو راہ عشق مین آپسے نہ گذرا وہ منزل مقصود مین کب پہونچا القصہ بہرام نے
جو آنکہہ کہولی تو اپنا مرتبہ برنگ گل دیکہا اور محبوبہ کا مثل بلبل بارے خوشیکے پہولگیا اور اگلی پچہلی باتین بہولگیا
پہر تو بے دہڑکے اپنے مونہہ کہ رشک گلبرگ تہے اوسکے دہن سے کہ غیرت غنچہ یاسمین تہا ملائے اور خوب ہی
مزے اوڑائے ازبسکہ وہ گل پیرہن بہی اشتیاق مین بہری ہوئی تہی آپکو روک نسکی گٹہہ سی گئی آخر نسیم نے
کلی کو پہول بنایا اور آپسمین نئی نئی طرح سے لطف اوٹہایا روح افزا کا یہ جی لگا کہ ایکساعت اوس سے جدا رہنا
دشوار ہوا پہر یہ ارادہ کیا کہ اسکو حرز جان کیطرح گلے لگائے رکہے مگر دشمنون کی نظر سے چہپائے رکہے آخر

آخر ایک طلسم اوسکے گلے مین باندہا اور قمری بناکر ایک سونیکے پنجرے مین رکہا پہر تو وہ سرو گل اندام ہر روز
لگائے رکہتی تہی رات کو پنجرے سے نکالکر پہر آدمی بناتی تہی اور صبح تک اوسکی صحبت سے انواع اور
اقسام کی کیفیتین اوٹہاتی چند مدت اسیطرح گذر گئی اور یہ بات چہپی ہی آخر عشق اور مشک بے ظاہر ہوئے
نہین رہتا کچہہ بو باس نہان کی حسن آرا تک پہونچی ایک دن نور کے تڑکے اوسکی سن گن لینے آئی جب
روح افزا کے پاس آ نکلی دیکہا کہ اوسکی زلف مشکین کا طور بیطور ہی اور سیب زنخدان کا رنگ اور ہی نسرین
رخسار کی رنگت گل سی اور نرگس نیمخواب کی کیفیت جام سی دیکہی پشواز کی چولی کی حالت اور طرحکی
پائی اور انگیا کی صورت کچہہ اور ہی نظر آئی جبہی سمجہی کہ اسکا یاقوت کسیکے الماس سے مقرر کندہ ہوا اور
ہوا کا نسیم کا بلا شبہ اسکے غنچہ کو لگا دوڑ کر غصہ سے ایک تہپڑ منہہ مین مارا اور کہنے لگی ارے جلا
گل کا نام ڈبویا کیا غضب کیا تونے کنوارے مین کس سے آنکہہ لگائی تجہے غیر مرد سے حیا نہ آئی حیف
تیری زیست پر چینی پہر پانی مین ڈوب مر تیری رسوائی کا نقارہ بج گیا تونے باپکا نام خراب کیا سچ بتا کہ
یہ کیا ماجرا ہی نہین تو تیرا گلا گہوٹ ڈالونگی اور جیتا نرکہونگی روح افزا بارے ڈرکے تہرتہراتی تہی اور کہتی
تہی امان مجہے تمہارے سرکی قسم جو مینے کسی مرد کو دور سے بہی دیکہا ہو تو آنکہین پہوٹین یہ فقط تہمت
ہی اور صاف بندش ہی تم کیسی مان ہو کہ بیٹی کو عیب لگاتی ہو اور لوگون کے کہے سنے پر جاتی ہو
غرض اوسنے ہر چند سخت سخت قسمین کہائین اور بہتیری باتین بنائین مگر اوسنے باور نکیا بلکہ درپی ہوئی
کہ جس چور نے اس گہر مین نقب دی ہی اوسے پکڑا چاہیے اور اچہی طرح سزا کو پہنچائیے ہزارون جاسوس اور
عیارون نے زمین آسمان کو ڈہونڈہ مارا لیکن گہر کے بہیدی کا بہید کسی پر نکہلا ای عزیز تو عرش پر کسکے ڈہونڈہنے
کا ارادہ رکہتا ہی جو تیرے خانہ دل مین ہی اوسکی تو تجہے خبر نہین واہ واہ دور کا دہیان اور نزدیک ایسی انجان
سے کون ہی گہر مین جب اتنی بہی نہین تجکو خبر ۞ پہر تو یہ کیا جانے گیا ہی اوج بام چرخ پر ۞ القصہ حسن آرا
نے جب دہوم کرکے روح افزا کی خواصونکو دہمکایا اور مظفر شاہ کے غضب سے ڈرایا جب ایک خواص کہ اوسکا
نام گلرخ تہا اوسکے نزدیک آکر یون کہنے لگی اس خلوت سرا کا بہید ہمیں کیونکر کہلے نہ وہان تک گذر انہ
دیدہ باطن بینا شعر اوسکے منہ کے دیکہنے کو دیدہ دل چاہیئے ۞ چشم ظاہر مین ہماری دید کر سکتی ہی کب
لیکن اندنون ہماری صاحبزادی صبح و شام اس قمری سے مشغول رہتی ہی اور اوسکے پنجرے کو ایک دم آنکہہ
سے اوجہل نہین کرتی ظاہر مین تو یہ پرندہ ہی اور باطن کی خبر ہمکو نہین بس اپنا طائر قیاس آگے نہین
اوڑ سکتا مگر ملکہ اوڑتی چڑیا پہچانتی ہی اسکی کنہ سمجہہ لے ای نادان انسان کہ بسبب علاقہ روح سبزہ زار
دنیا کی سیر کو آتا ہی جب تک یہ مربع طلسم عناصر اسکے گلے مین پڑا ہی اور قفس وجود مین طوق بندگی

اسکا گلو گیر ہی چشم ظاہر بین مشت خاک کیسوا کچھہ نہین دیکھتی جسدن یہ طلسم ٹوٹ گیا کیفیت کھل جائیگی کہ وہ کون
ہی اور یہ نیرنگ کیا ہی چنانچہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہی فرمایا ہی جب لوگ مرینگے اس حال سے
آگاہ ہونگے وجود مطلق ایک دریا ہی اور ہر موجود مثل حباب ہی جب حباب سے ہوا نکل گئی دریا کے سوا کچھہ نہین
بس تامل سے دیکھہ کہ اصل ہستی دریا کی ہی لیکن فرق مرتبہ کا البتہ ہی حباب کو کوئی دریا نہ کہیگا اور دریا کو حباب
اور کعبہ کو قبلہ کہتے ہین اور بتخانہ کو کنشت جہنم کو دوزخ اور جنت کو بہشت ہر مرتبہ مین ودہی حکم وجود
ہی + زندیق ہی جو حفظ مراتب کرے نہ تو بدو واقعی مسئلہ وحدت وجود کا مشکلترین مسائل ہی بہتیری اس بحر
عمیق مین گرکے مذہب کی بہنور مین جا پڑے اور اکثر مسالک کے ہر کی گرداب مین ڈوبے ہادی یہان فضل الہی اور
کرم رسالت پناہی کیسوا کوئی نہین قصہ کوتاہ حسن آرا نے روح افزا کی نشستگاہ مین جاکر پنجر بکوا او تار لیا
اور ارادہ لیجانیکا کیا روح افزا اوسکو شاہین کے چنگل مین دیکھکر کلیجہ پکڑکر رہگئی منہہ سے تو مارے لحاظ کے بول
نسکی پر طائر روح قفس تن مین تڑپنے لگا ہر چند تڑپا لیکن صیاد قضا و قدر کے ہاتہ سے چہوٹنا محال اوس
بے پر کو وہ پری لے اوڑی اور مظفر شاہ کے روبرو اوسکا پنجرہ جاکر رکھدیا شاہ نے نکالکر اوسکے بال و پر
تمام ٹٹولے آخر گلے پر جو ہاتھ پڑا تو ایک تعویذ بندہا نظر آیا اوسکو کھولا بہرام آدمی ہوگیا حاضرین مجلس سخت
متعجب ہوئے شاہ آتش غضب سے جلکر کباب ہوگیا اور کہنے لگا ای بدذات نابکار تو غضب سلطانی سے نڈرا اور اپنے جیمین کچہ
نسوچا سچ کہہ اس بارہ مین تجھے کون لایا اور بادشاہونکے محلمین کسنے پہنچایا اب اس ڈہٹائی اور بے پروائی کا ثمرہ تو ہلاکت
کے سوا کچھہ نہ پائیگا اور اسکی سزا مین جان سے جائیگا بہرام بولا عاشقونکا رہنما جذبہ اشتیاق ہی اور انہینکے سزاوار
تکلیف مالا یطاق ہی عشق کی زنجیر وہ نہین کہ کوئی آپسے پانو مین ڈالے اور باختیار گرفتار ہو عاشقون نے رشتہ
رشتہ اختیار سے توڑا ہی اور بے اختیاری سے جوڑا ہی جسنے زندگی سے ہاتہ دہوئے اوسے موت سے کیا خطر ہی اور جانکی
کیا پروا ہی مگر حسرت دیدار میرے جیمین رہیگی اور گورمین جو ہی خون آنکہون سے بہیگی سو موت سے ہرگز نہین ڈرتا نہ کچہ غم ہی
مگر + گلرخون کی دید سے محروم ہوجاونگا + آخر مظفر شاہ کا شعلہ غضب ایسا بہڑکا کہ لوگون سے فرمایا اس آتش کے
پرکالہ کو جلد شہر سے دور لیجاکر آگ مین ڈالدو اور جلاکے خاک سیاہ کردو اتفاقا تاج الملوک اور بکاولی گلستان ارم
کی سیر کو آتے تہے جس مقام سے کہ جزیرہ فردوس نزدیک ہوجاتا تہا وہان پہنچے جیمین آیا کہ چلو روح افزا کو بہی دیکہین اور
دو دن وہانکی بہی سیر کرین القصہ جزیرہ فردوس کیطرف پہرے اور وہان آنکلے جہان لکڑیونکا انبار لگا تہا اور
بہرام اوسپر بیٹہا تہا بلکہ چارون طرف سے آگ دہکچکے تہے جونہین بکاولی نے لوگونکی بہیڑ دیکہی اور آگ بہڑکی ہوئی اوسے
نظر پڑی تخت اپنا قریب لیجاکر پوچہنے لگی کہ یہ کیا ہنگامہ ہی کوئی بول اوٹہا کہ روح افزا کے عاشق کو جلاتے ہین
سنتے ہی اس بات کے تخت سے اوترکر آگے بڑہی کیا دیکہتی ہی کہ بہرام ہی فی الفور بکاولی نے کہا

کہا جلد اس آگ کو بجھاؤ اور اس جوان کو نکالو اگر اسکا ایک وان جلا تو سیکڑون کے سر جلاؤنگی بلکہ اوسکا گھر کا
گھر خاک مین ملاؤنگی لوگ ڈر گئے اور آگ کو بجھا دیا اور بہرام کو نکالکر شہزادی کے حوالے کیا وہ اوسکو ہمراہ
لیکر ایک باغ مین جاکر اوتری پھر تاج الملوک کو اور اوسے وہان چھوڑ آپ مظفر شاہ اور حسن آرا کے پاس گئی
جھک کر سلام کیا اونہون نے اوسکا سر چھاتی سے لگایا خیر و عافیت پوچھی اور آنیکی حقیقت بکاولی نے کہا کہ
میرا بے اختیار آنگے اور جی جانکے دیکھنے کو جی چاہتا تھا اسکے سوا خیریت ہی لیکن راہ مین عجب ماجرا دیکھا ہی
کہ میرے شہر کے وزیر زادے کو لوگ جلایا چاہتے تھے اگر میرے آنے مین ورا ایکدم کا وقفہ ہوتا تو وہ جلکر راکھ
ہوجاتا اور مان باپکو دنیا سے کھو جاتا اگرچہ مرنا سبکا برا ہی خصوصاً ایسے جوان شکیل کا فی الواقع تقصیر بھی ایسی ہوئی
تھی لیکن اسطرح کی سزا اب فائدہ نہین کہتی جو کچھ ہونا تھا سو ہوچکا مینے عرض کیا کہ آپنے اوسے مار ڈالا لیکن
کلنک کا ٹیکا تو نہ مٹیگا اب تو سو جانتے ہین پھر ہزارون جانینگے اس سے یہ بہتر ہی کہ اوسکی تقصیر معاف کیجئے اور
روح افزا کو اوسکے ساتھ بیاہ دیجئے کیونکہ بہرام نہایت طرحدار اور قابل ہی کچھ اسمین مضایقہ نہین وزیر اور بادشاہ
مین ہمیشہ سے رشتہ ہوتا آیا ہی اور جو انسان کو آپ حقیر جانتے ہین تو پھر مجکو کیون تاج الملوک کیساتھ بیاہا
بیٹی اور بھتیجی مین کیا فرق ہی مظفر شاہ نے یہ باتین سنکر سر جھکا لیا اور کہا بہت بہتر مختار ہو پھر وہان سے
روح افزا کے پاس آئی دیکھا کہ وہ آنکھون مین آنسو ڈبڈبائے سر جھاڑ منہ پہاڑ بنائے بیٹھی ہی ہنسکر کہنے لگی واہ
واہ ری گھنسکی کہان جاکر سرنگ لگائی پناہ مانگئے تجھسے اور ڈرئے تیرے بھیدیسے بس اوٹھ کھڑی ہو ہنس بول
کپڑے بدل تجھ جیسے باہر نکل مین تیرے چاہنے والیکو سلامت لیے آئی ہون اب کوئی دمین مل کہو لگر ملیو اور ہمیشہ
عیش کیجیو روح افزا اوسکی باتو نسے مسکرا کر اوٹھ بیٹھی اور بلائین لیکر گلیسے لپٹ گئی رات تو بکاولی وہان
رہی صبح کیوقت روح افزا کو مظفر شاہ اور حسن آرا کے پاس لیگئی تقصیر معاف کروائی پھر اوسکو مائیون بٹھا کر تاج الملوک
اور بہرام کو لیکر جزیرہ ارم مین جاکر پہنچی اور ماجرا من وعن اپنے مان باپکے گوش گذار کیا پھر اونسے درخواست
کی کہ وہ جس دہوم سے تاج الملوک کو بیاہنے آئے تھے اوسیطرح تم بھی بہرام کو بیاہنے لیچلو اور کوئی دقیقہ فروگذاشت
نکرو چنانچہ اونہون نے ویسی ہی مہمانداری اور تیاری اندر باہر کی اور تجمل سے بہرام کو خلعت شاہانہ اور جواہر
پہناکر پھولونکا سہرا باندہ کر بڑی کروفر سے جزیرۂ فردوس کو روانہ ہوئے وہانکی تیاری کا کیا کہنا ہی پریکے بیاہ کا تجمل
زبان کیا بیان کرے اور قلم کب لکھ سکے غرض مظفر شاہ کی طرف کے لوگون نے براتیون کو اور دولہ کو لیجاکر نہایت
عظم و شان سے مجلس نشاط مین بٹھایا اور زنانی سواریون کو اوسی وضع سے اوترواکر بڑی تعظیم و تواضع
سے حسن آرا کے علاقہ دار مجلس انبساط مین لیے آئے پھر رات تک تمام اندر باہر ناچ راگ کی صحبت رہی آتشبازی انواع
اور اقسام کی چھوٹا کی پھر اپنے خاندان کے چلن کے موافق اوس پری پیکر کا نکاح اوس رشک قمر کے ساتھ

بند ہوا پایا ہار اور پان دینکے بعد ریت و رسم کیو اسطے محل مین بہجوایا بکاولی بہی بہنون کیطرح بہرام کیساتہ گئی اور ٹوٹنے ٹوٹکے کرتے ہوئی اوسکی طرفسے خوب جہگڑی پہر آرسی مصحف دکہایا اور دولہ کو دولہن کا جوٹہا شربت پلایا اسکے بعد مظفر شاہ اور حسن آرا نے روح افزا کو بہت سا جہیز نقد و جنس لونڈی غلام دیکر بہ تجمل تمام رخصت کیا برات کو اوسی دہوم دہام سے فیروز شاہ اور تاج الملوک لئے ہوے شاد اور خرم جزیرۂ ارم مین داخل ہوئے کئی دن وہان چہل پہل رہی پہر بکاولی اور تاج الملوک روح افزا اور بہرام کو اوسی طمطراق سے لیکر ملک نگارین کو روانہ ہوئے تہوڑے عرصہ مین جا پہنچے پہر بہرام کے مان باپ کو بلوا کر تمام قصہ کہکر سنایا اور دونو کا دیدار دکہایا وہ بہو بیٹے کو دیکہکر بہت شاد ہوئے اور بکاولی کے جان و دلسے ممنون احسان ہوئے من بعد وزیر نے مجلس نشاط کی وہان تیاری کی بادشاہ کو جاکر لے آیا اور جتنی چہوٹے بڑے امیر تہے اونکو بہی بلایا جسقدر اہل طرب شہر مین تہے اونکو طلب کیا غرض کئی دن تک ناچ راگ کی صحبت رہی مہمانداری بخوبی کی بادشاہ و بادشاہزادے کے حضور مین سیکڑون کشتیان جواہر اور پوشاک کی رکہین اور محل مین بہی اسی قبیل سے بہجوائین انعام و اکرام لوگونکو بہت سا دیا نقد و جنس بیشمار بانٹا اسکے بعد حضرت اعلی قلعۂ مبارک مین تشریف لیگئے سب مہمان بہی رخصت ہوئے پہر بکاولی نے حمالہ کو کہلا بہیجا کہ جلد میرے باغ اور محل کو اوکہڑوا کر یہان لیے آوے وہ دو چار ہی دنکے عرصہ مین لیکر پہنچی فی الفور متصل اپنی دولت سرا کی نہایت آراستگی کے ساتہ قائم کرکے روح افزا اور بہرام کے حوالے کیا الحمد للہ خدا کے فضل سے سب شاد ہوئے اور بخوبی آباد ہوئے

اشعار

غرض جب طے جسے کیا اونکو شاد تو پہر فکر تاریخ تہی صبح و شام	ہماری بہی دے یا الٰہی مراد یکایک سنی مینے آواز غیب	یہ قصہ ہوا جب بخوبی تمام کہی مذہب عشق تاریخ و نام
	تاریخ عیسوی	
ہوئی پہر یہ خواہش کہ کلک زبان کہ اس مذہب عشق مین کوئی آ	کرین عیسوی سال کو بہی بیان کرے مشرب جام گر اختیار	تو پہر ہاتف غیب نے دی صدا تو راز نہان اوسپہ ہوا آشکار

تمت

المنۃ للہ کہ از عمدۃ الحکایات نسخۂ پسندیدۂ بکاولی در شہر کانپور
بمحلۂ فیلخانہ بازار در مطبع مسیحائی باہتمام
فقیر مسیح الزمان ولد مولوی نور محمد طبع گردید

[illegible]